1/4
صفحہ ۱ سے 195

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَ

اصطفٰی

ترجمہ اُردُو

حیات القلوب جلد اوّل

مؤلفہ :- علامہ مجلسی علیہ الرحمہ

مترجمہ :- مولوی سیّد بشارت حسین صاحب کامل مرزاپوری
کربلائی مشہدی

جس میں

حضرت آدم علیہ السّلام سے حضرت عیسٰی علیہ السّلام تک تمام انبیا و مرسلین
کے مکمّل و مفصّل حالات درج ہیں

ناشران

امامیہ کتب خانہ

دُعا فرمائی۔ اور امام حسنؑ کو دے دیا۔ اسی طرح دست بدست تمام اماموں نے لیا اور دُعا کی۔ آخر میں حضرت صاحب الامر عجّل اللہ فرجہ نے لے کر دُعا کی اور اُس قنداقہ کو ان عالم خراسانی کو دے کر فرمایا کہ تم بھی دُعا کرو۔ انہوں نے بھی دُعا کی۔ اور خواب سے بیدار ہو گئے۔

جب اصفہان پہنچے تو ملّا محمد تقی کے یہاں قیام کیا۔ آخوند موصوف نے بعد دریافتِ حال و خیریت گلاب کی ایک شیشی لا کر اخوند خراسانی کو دیا۔ انہوں نے اُس گلاب سے اپنے کو معطر کیا پھر ملّا محمد تقی اندر گئے اور ایک قنداقہ لائے اور اخوند خراسانی کو دے کر کہا کہ یہ بچّہ آج ہی پیدا ہُوا ہے۔ آپ اس کے لئے دُعا کیجئے کہ خداوند عالم اس کو مروّجِ دین قرار دے۔ اُن خراسانی بزرگ نے قنداقہ لے لیا اور دُعا کی۔ پھر وُہ خواب بیان کیا جو اثنائے راہ میں دیکھا تھا۔ (قصص العلماء صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷۔ مطبوعہ طہران)

ایسے جلیل المرتبت بزرگ کی علمی قابلیت و استعداد خداداد کا کیا کہنا جس کے حق میں پیغمبرؐ خدا اور آئمۂ اطہار علیہم السّلام نے دُعائیں کی ہوں۔ اور یہ خواب یقیناً رویائے صادقہ میں سے ماننا پڑے گا۔ کیونکہ خود جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا۔ اُس نے درحقیقت مجھ کو ہی دیکھا۔ اس لئے کہ میری صورت شیطان ملعون نہیں اختیار کر سکتا۔

علّامہ مجلسی کی ایک دُعا

استفادۂ مومنین کے لئے علّامہ موصوف کے بیاض کی ایک دُعا کا ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے جس کے متعلق خود علّامہ موصوف کا بیان ہے جس کو علّامہ تنکابُنی اپنی تالیف کتاب قصص العلماء کے صفحہ ۲۰۸ پر لکھتے ہیں کہ :۔

میرے والد ماجد نے لکھا ہے کہ علّامہ باقرؒ کے ایک خط میں یہ تحریر تھا کہ یہ بندہ محمد باقر ابنِ محمد تقی ایک شبِ جمعہ ان دُعاؤں میں سے جو میرے اوراد میں رہتی ہیں میری نظر اس دُعائے قلیل اللفظ اور کثیر المعانی پر پڑی۔ مَیں نے اُس شبِ جمعہ اس کو پڑھا۔ پھر دُوسری شبِ جمعہ کو جب اس دُعا کو پڑھنا چاہا تو سقف خانہ سے آواز آئی کہ اے فاضل کامل گزشتہ شبِ جمعہ جو تم نے یہ دُعا پڑھی تھی اُس کا ثواب کراماً کاتبین لکھنے سے ابھی تک فارغ نہیں ہُوئے اور اس شب تم پھر اس دُعا کو پڑھنا چاہتے ہو۔ (مطلب

غالباً یہی ہو سکتا ہے کہ اس دُعا کے پڑھنے کا ثواب بے حد و بے حساب ہے) پھر لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیئے کہ شبِ جمعہ اور ان کے علاوہ ہر شب اس دُعا کا پڑھنا بہت ثواب کا باعث ہے۔ وُہ دُعا یہ ہے :۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مِنْ اَوَّلِ الدُّنْیَا اِلٰی فَنَآئِہَا وَمِنَ الْاٰخِرَۃِ اِلٰی بَقَآئِہَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ نِعْمَۃٍ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ o

اخلاق وعادات

ایسے صاحب علم ہستی کے اخلاق و عادات حَسَنہ کی بلندی و برتری کی کیا تعریف ہو سکتی ہے جس نے اخلاقِ پیغمبرؐ خدا اور عادات ائمۂ طاہرینؑ کے نشر و اشاعت میں اپنی تمام زندگی گزار دی ہو اور جس کو پڑھ کر عام لوگ خوش اخلاق بن جاتے ہوں۔ مختصراً چند حالات کا تذکرہ کر دینا ہی آپ کے اخلاق حسنہ کی عظمت سمجھنے کے لیئے کافی ہوگا۔

عمل میں احتیاط

ایک روز آپ ایک شخص کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے اثنائے کلام میں اُس نے ذکر کیا کہ فقہائے کربلا میں سے ایک صاحب قائل ہیں کہ شراب پاک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وُہ غلط کہتے ہیں شراب نجس ہے۔ لیکن فوراً ہی وہاں سے اُٹھے اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر کربلائے معلّٰی پہنچے اور پہلے اُس فقیہہ کے مکان پر گئے اور اُس سے کہا کہ میں نے آپ کی غیبت کی ہے کیونکہ آپ کے بارے میں سُنا کہ آپ قائل ہیں کہ شراب پاک ہے۔ اس لئے لوگ شراب پینے اور اس کے اشتیاق سے پرہیز نہیں کرتے۔ لہٰذا آپ مجھے معاف کر دیجئے جب اُس فقیہ نے معاف کر دیا تو حضرت سیّد الشہدؑا کے روضۂ اقدس پر زیارت کے لئے گئے۔ (صفحہ ۲۰۸ ، قصص العلماء)

بذلہ سنجی وظرافت

سیّد نعمت اللہ جزائری آپ کے شاگرد رشید "انوار نعمانیہ" میں لکھتے ہیں کہ جب آپ کسی کو عاریۃً کوئی کتاب دیتے تو پہلے اُس سے فرماتے کہ تمہارے پاس دستر خوان ہے یا نہیں۔ جس پر کھانا کھاتے ہو۔ اگر نہ ہو تو مجھ سے لیتے جاؤ تاکہ روٹیاں اُس پر رکھ کر کھاؤ۔ میری کتاب کو دستر خوان نہ بنانا کہ اُس پر روٹیاں رکھ کر کھاؤ۔ تم پر کتاب کی حفاظت اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علّامہ مُحمّد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے مختصر حالات!

اسمِ گرامی آخوند ملّا محمد باقر ابن ملّا محمد تقی ابن مقصود علی مجلسی (علیہ الرحمہ)

مجلسی کی وجہ تسمیہ مجلسی اصفہان کی جانب منسوب ایک قریہ ہے جہاں آپ کی ولادت ہوئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مجلسی کی وجہ تسمیہ اس سبب سے ہے کہ آخوند ملا محمد تقی کا قنداقہ (وُہ کپڑا جس میں نومولود بچّہ کو لپیٹتے ہیں) مجلس امام عصر علیہ السلام میں حاضر کیا گیا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کے دادا مقصود علی ایک بلند مرتبہ شاعر تھے اور اپنا تخلّص مجلسی کرتے تھے اس سبب سے مجلسی مشہور ہوگئے۔

آپ معقول و منقول و ریاضی وغیرہ میں صاحبِ فن تھے اور اکابر علماء و محدّثین اور ثقاتِ فقہاءُ و مجتہدین میں بلند پایۂ بزرگ تھے۔

ولادت آپ ۱۰۳۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت بحساب ابجد "جامعِ کتاب بحارالانوار" سے نکلتی ہے۔

آپ نے احادیث اہلبیت رسالت کو جمع فرماکر رواج دیا۔ اور حدیثوں کو عربی زبان سے سلیس فارسی میں ترجمہ کرکے افادۂ مومنین کے لئے مشتہر فرمایا۔ آپ کو مدارج اجتہاد اور مراتبِ احتیاط و علوم و تقویٰ میں اپنے تمام معاصرین عجم بلکہ عرب پر بھی فوقیت حاصل تھی۔ جیسا کہ علماء کا بیان ہے کہ کوئی شخص ان سے قبل یا ان کے زمانہ میں یا اُن کے بعد دین کی ترویج اور سنّتِ حضرت سیّدالانبیاءؐ کی احیا میں ان کا عدیل و نظیر نہیں پایا گیا۔

آپ کی تالیفات و تصنیفات آپ کی تصانیف و تالیف سے ۶۰ کتابیں مشہور ہیں جبکہ بحارالانوار کی ۲۵ جلدیں ایک، اور حیات القلوب کی تین جلدیں ایک شمار کی جاتی ہیں۔

یومِ ولادت سے وقتِ وفات تک آپ کی تالیف و تصنیف میں ایک ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہوتا ہے۔ اگر ایّام طفولیت و حصولِ تعلیم و تربیت۔ درس و تدریس اور عبادت وغیرہ کا زمانہ نکال دیا جائے تو دو ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہوتا ہے جو کسی طرح معجزہ سے کم نہیں ہے۔

علّامہ حلّی کے بعد ایسے کثیرالتالیف والتصنیف کوئی بزرگ نہیں گزرے۔

ایک مرتبہ آپ کے سامنے اس کا ذکر ہُوا کہ علّامہ حلّی کی تصنیفات میں ان کی ولادت سے تا روزِ وفات ایک ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری تالیفات بھی اُن سے کم نہیں ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں سے ایک صاحب نے عرض کی کہ آپ کا فرمانا صحیح ہے لیکن علّامہ حلّی کی تمام تالیفات خود اُن کی تصنیف ہے جو اُن کے غور و فکر اور تحقیق کا نتیجہ ہے۔ مگر آپ کی تالیفات تمام تالیف ہے اور تصنیف بہت کم ہے۔ آپ نے حدیثیں جمع کر دی ہیں اُن کا ترجمہ کیا ہے اور اُن کی تفسیر فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ درُست ہے۔

(قصص العلماء صلا۲۰۶ مطبوعہ طہران۔)

بہر حال آپ کی تالیف سہی مگر ان کے جمع کرنے میں اور اُن کی تاویل میں بھی غور و خوض کی ضرورت ہوتی ہے اور وقت صرف ہوتا ہے۔ لہٰذا میرے خیال میں تصنیف و تالیف میں وقت صرف ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔

آپ کے حق میں پیغمبرؐ خدا اور آئمہ اطہار کی دُعائیں صاحب قصص العلماء تحریر فرماتے ہیں کہ آقا سیّد محمد بن آقا سیّد علی طبا طبائی صاحب کتاب مفاتیح الاصول نے ایک رسالہ میں جو اغلاطِ مشہورہ کی تردید میں لکھا ہے رقمطراز ہیں کہ:-

ایک عالم خراسانی کے علّامہ محمّد باقر کے والد بزرگوار علّامہ محمد تقی سے دوستانہ تعلقات تھے وُہ عالم بزرگ زیارات عتبات عالیات سے مشرّف ہوکر واپس آرہے تھے۔ اثنائے راہ میں خواب دیکھا کہ وُہ ایک مکان میں داخل ہوئے جس میں جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور دوازدہ امام علیہم السّلام ترتیب وار جلوہ افروز ہیں اور سب کے آخر میں حضرت صاحب الامر عجّل اللہ فرجہ تشریف فرما ہیں۔ اسی اثناء میں جب وُہ خراسانی عالم داخل ہوئے تو اُن کو حضرت صاحب الامر عجّل اللہ فرجہ کے بعد بیٹھنے کی جگہ دی گئی۔ ناگاہ وُہ دیکھتے ہیں کہ ملّا محمد تقی ایک شیشہ کے برتن میں گلاب لائے۔ پیغمبرؐ خدا اور ائمۂ اطہار علیہم السّلام نے اُس گلاب سے اپنے آپ کو معطّر کیا اور اُن عالم خراسانی کو دیا۔ اُنہوں نے بھی اپنے تئیں معطّر کیا۔ پھر ملّا محمّد تقی ایک قنداقہ لائے اور جناب رسولؐ خدا سے عرض کی کہ اس بچّہ کے لئے دُعا فرمائیے کہ خداوند علّام اس کو مروّجِ دین قرار دے۔ حضرت رسالتمآبؐ نے قنداقہ اپنے دستِ مبارک میں لے کر بچّہ کے حق میں دُعا فرمائی۔ اور حضرت امیرالمومنینؑ کو دے کر فرمایا کہ تم بھی اس کے لئے دُعا کرو۔ اُن حضرتؑ نے بھی قنداقہ اپنے دستِ اقدس میں لے کر

گذارش مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

۱۹۳۸ء میں احقر نے "مرزا محمد جواد صاحب" مرحوم و مغفور مالک نظامی پریس لکھنؤ کی فرمائش سے
حیاتُ القلوب مؤلّفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ جلد اوّل حضرت موسٰی و ہارون علیہم السلام تک کے حالات کا
ترجمہ کیا جو ۱۹۳۹ء میں طبع ہو کر شائع ہُوا۔ مگر موصوف کو اس کی طباعت میں ایسی عجلت تھی کہ اس پر
نظرِ ثانی کی بھی نوبت نہ آنے پائی۔ اس لئے اس میں کچھ غلطیاں رہ گئیں۔ چونکہ مرزا صاحب مرحوم
اس کتاب کی جلد اوّل و دوم کے ترجمے دو حصّوں میں شائع کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ ہر حصّہ علیٰحدہ ہونے
کے سبب زیادہ ضخیم نہ ہو۔ اسی لئے جلد اوّل کا پہلا حصّہ جناب آدم علیہ السّلام سے حضرت موسٰیؑ
و ہارون علیہم السّلام کے حالات تک کو ختم کر دیا تھا، اور اس کے بعد کے اجزا حصّہ دوم میں طباعت
کے لئے روک دیئے گئے تھے۔

۱۹۴۹ء میں پھر موصوف کی خواہش کے مطابق اُسی ترجمہ میں تھوڑا سا تصرّف کیا گیا یعنی مکرر حدیثیں
حذف کر دی گئیں۔ اور جو حدیثیں معمولی اختلاف یا اضافہ کے ساتھ مکرر درج تھیں، اُن میں مضامین
مذکورہ حدیث سابقہ کا نشان قوس کے اندر مختصر اشارہ کر کے بقیہ مضمون حدیث تحریر کر دیا گیا
اس طرح ضخامت میں تھوڑی سی کمی ہو گئی۔ لیکن بقیہ اجزا یعنی حضرت موسٰی علیہ السّلام کے بعد
کے تمام انبیاء علیہم السّلام کے حالات کا ترجمہ زمانہ کے انتہائی تغیّر کے سبب ملتوی رہ
گیا۔ کیونکہ تبادلہ آبادی ہند و پاکستان نے ایک دوسرے کو جُدا کر دیا، اور تمام منصوبے یا
فنا ہو گئے یا نذرِ جمود ہو کر رہ گئے۔

پاکستان آنے کے بعد بابا آدمؑ ہر وقت یاد آتے رہتے ہیں۔ اور اُنہی کی مثال سامنے رکھ کر تسکین و تشفی
ہوتی ہے۔ کیونکہ جس طرح اُن کو دُنیا میں آ کر از سرِ نو مکان و معاش کے وسائل مہیا کرنے پڑے
تھے اور زندگی کی تمام راہیں اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے ہموار کرنا پڑی تھیں۔ بالکل اُسی طرح
ہم سب تارکانِ وطن کو اُن تمام ضروریات سے دوچار ہونا پڑا ہے اور دم لینے کی فرصت نہیں ملتی۔
لیکن بہت بڑا فرق یہ ہے کہ وہ ابو البشر ہونے کے ساتھ ساتھ نبی بھی تھے۔ اُن کا ہر قدم آگے ہی
بڑھتا رہا۔ اور ہم اُن کی نا اہل اولاد ہیں کہ قدم جس قدر آگے بڑھاتے ہیں اُتنے ہی پیچھے ہوتے جاتے
ہیں۔ تاہم یہ خیال کرتے ہوئے کہ ممکن ہے اس کتاب سراپا ہدایت و نصیحت کے ترجمہ سے کسی بندۂ
خدا کو فائدہ پہنچے جو یقیناً میرے لئے اجرِ آخرت اور نجات کا باعث ہو گا۔ خدا ہی پر بھروسہ کر کے

باوجود کثرت مشاغل وانتہائی عدیم الفرصتی کے میں نے اس کے بقیہ اجزاء کا ترجمہ شروع کیا اس اُمید پر کہ وہ اس کی طباعت کا انتظام بھی کر دے گا۔ اور کیا عجب اس عاجز ہی کو اُس کے چھپوانے کی مقدرت دیدے۔

خُدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تھوڑا ہی تھوڑا کر کے ۱۸ رشوال المکرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۶۳ء روزِ جمعہ جلد اوّل کے مکمل ترجمہ سے فراغت حاصل ہُوئی اور اُس سے پہلے ہی رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ میں جناب مستطاب شیخ راحت علی صاحب دام مجدہٗ مالک امامیہ کتب خانہ لاہور نے اس کی طباعت کی خواہش ظاہر فرمائی جس کے قبول ومنظور کرنے میں مجھے کیا عذر ہو سکتا تھا۔

بقیہ اجزا کے ترجمہ میں اسی خیال کے تحت کہ کتاب کا حجم زیادہ نہ ہونے پائے، مکرر حدیثوں یا مکرر مضامین کو حذف کرنے کا سلسلہ ابتدا میں قائم رکھا تھا۔ لیکن پھر یہ خیال کر کے کہ کسی کتاب کے ترجمہ میں مترجم کو مضامین کے کم وبیش کرنے کا کوئی حق نہیں۔ حدیث کا مکمل ترجمہ کر دیا۔ ہاں لفظی ترجمہ نہیں بلکہ مفہوم کو اپنے الفاظ میں ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے کہیں کہیں اپنی طرف سے الفاظ بڑھانا یا دوہرائے ہوئے الفاظ یا فقرات کو کم کرنا پڑا ہے تاکہ پڑھنے والے کو اُلجھن نہ ہو اور محاورہ کے مطابق صحیح مفہوم ادا ہو جائے۔

مؤلف علیہ الرحمہ کی جانب سے احادیث کی توضیح وتشریح جو کی گئی ہے اُس کو فٹ نوٹ کے طور پر علیحدہ لائن کے نیچے درج کیا ہے تاکہ احادیث سے مؤلفؒ کے اقوال علیحدہ معلوم ہوں۔ اسی طرح طبعِ اوّل پر نظرِ ثانی کر کے نہایت غور وخوض کے ساتھ صحت کی کوشش کی ہے تاہم مجھ ایسے بے بضاعت سے ہر وقت غلطی کا امکان ہے۔ ممکن ہے کہیں غلطی ہو گئی ہو اور میں نے صحیح سمجھ کر ترجمہ کیا ہو۔ لہٰذا صاحبانِ علم احقر کو معذور سمجھتے ہوئے مُعاف رکھیں گے۔ اور بجائے خود اصلاح فرمالیں گے۔

آخر میں ناظرین سے التماس ہے کہ مترجم آثم کو دُعائے خیر سے یاد فرمائیں، اور بارگاہِ ایزدی میں التجا ہے کہ وُہ میری اس خدمت کو بحقِ محمدؐ وآلِ محمدؐ علیہم الصلوٰۃ والسّلام میری نجات کا ذریعہ قرار دے۔ آمین ثمّ آمین۔

احقرالکونین

سیّد بشارت حسین کامل مرزاپوری

۱۵ رجمادالاوّل ۱۳۸۳ھ مطابق ۴ راکتوبر ۱۹۶۳ء بروزِ جمعہ

دیباچہ طبع دوم کتابُ ھٰذا

الحمدللہ کہ ترجمۂ حیات القلوب جلد اوّل کا پہلا اڈیشن ختم ہوگیا اور اب دُوسرا اڈیشن شائع کرنے کی ضرورت درپیش ہے جو دلیل ہے اس امر کی کہ اب بھی مومنین کی اکثریت اپنے ہادیان ورہنمایانِ دینی کے حالات ہدایت مآب سے باخبر ہونے کی شائق ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

میں نے اس کتاب کا دوبارہ از اوّل تا آخر بغور مطالعہ کیا اور طباعت کی جو غلطیاں پہلے اڈیشن میں رہ گئی تھیں اُن کو درُست کر دیا ہے۔ مزید براں حضرت علّامہ محمّد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے مختصر حالات بھی قلمبند کر کے ابتدائے کتاب میں شامل کر دیئے ہیں۔

آئندہ اس سلسلہ کی تیسری جلد کا ترجمہ جو مبحثِ امامت میں ہے، انشاءاللہ جلد از جلد ہدیۂ ناظرین وشائقین کیا جائے گا۔ خدا سے دُعا ہے کہ وُہ میری مدد کرے اور میرے ارادے میں مجھے کامیاب فرمائے۔ آمین۔

---

۲۶ رذیقعدہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۴ رجنوری ۱۹۷۱ء

بروزِ یکشنبہ

احقرالکونین

سیّد بشارت حسین ابن سیّد محمد حسین مرحُوم ومغفور

عفی اللہ عن جرائمہما :-

احترام لازم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دُھوپ میں چھوڑ دو اور آفتاب کی گرمی سے اُس کی جلد ضائع و برباد ہو جاتے، یا کتاب پر لکیریں کھینچو۔ (ص ۲۰۹ قصص العلماء)

آپ کی ظرافتِ طبع کا دُوسرا قصّہ

جیسا کہ خود تذکرۃ الائمہ میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

حضرات اہلسنت کہتے ہیں کہ شیعوں کا یہ اعتقاد غلط ہے کہ ذوالفقار آسمان سے نازل ہُوئی کیونکہ آسمان پر آہنگری کی کوئی دوکان نہیں ہے۔

آپ جواب میں فرماتے ہیں کہ " اہلسنّت کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کا اُونی جُبّہ آسمان سے آیا ہے۔ میں اخوند ملّا علی قوشجی (اہلسنّت) کی جان کی اور اخوند ملّا سعدالدین (اہلسنّت) کی ریش مبارک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس آسمان پر اُونی جُبّہ تیار کرنے کی دُکان ہے وہیں آہنگری کی بھی دُوکان ہے (ص ۲۱۳ قصص العلماء)

رُعب وہیبت

سیّد نعمت اللہ جزائری نے اپنی کتاب انوار نعمانیہ میں لکھا ہے کہ میرے استاد علّامہ مجلسی باوجود خوش خلقی کے اس قدر پُر رعب و پُر ہیبت تھے اگرچہ میں روز و شب آپ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ ہنستا بولتا تھا۔ لیکن جب بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا مجھ پر ایسا رُعب طاری ہوتا تھا کہ گویا لوگ مجھ کو کسی بادشاہ کے پاس لے جا رہے ہیں جو مجھ کو سزا دے گا۔ اور میرا دِل دھڑکنے لگتا تھا۔ (ص ۲۰۹ قصص العلماء)

یمن و برکت

آپ کے عہد میں شاہ سلطان حسین کی حکومت تھی جو نہایت بے اصول اور غیر منظم تھی۔ مگر آپ کے وجود ذیجود کے سبب قائم و برقرار تھی۔ آپ کی وفات کے بعد اس کی سلطنت میں رخنہ پڑا۔ اور افغان نے اصفہان پر چڑھائی کر کے سلطان کو قتل کر دیا اور ولایت قندھار پر قابض ہو گئے۔

وفات

آپ کی وفات بنا بر مشہور ۱۱۱۱ھ میں ہُوئی جیسا کہ سال وفات کی تاریخ بحساب ابجد " غم و حزن " مانی گئی ہے۔ لیکن علّامہ ازہری نے جو قطعۂ تاریخ کہی ہے اُس سے سال وفات ۱۱۱۰ھ ظاہر ہوتا ہے۔ اُن کے اشعار یہ ہیں اور بہت خوب ہیں :-

قطعۂ تاریخ از علّامہ ازہری

مرقد او بحار انوار یست — کہ ز عین حیات دادہ نشاں

روضہ اش مید ہد حیات قلوب — زجلاء العیون ہمیں تو عیاں

اعتقادات اوست زادِ معاد! — تو بہ حق الیقین یقین مے داں

آیتِ رحمتِ الٰہی بود! — رفت مردم شدند سرگرداں

گوئیا ہاتفِ ز عالمِ غیب! — دادہ بودش بشارت از یزداں

کہ دریں ماہ میروی بہ بہشت، — زود بنما وداع پیر و جواں

زاں سبب گشت تفسیرش! — آیۂ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَاں

چوں شبِ قدر آں عظیم القدر — شد نہاں عشرِ آخر رمضاں

از ہری گفت سال تاریخش
باقرِ علم شد رواں بجناں

۱۱۱۰ ہجری

آپ کی وفات کے بارے میں دُو شخصوں کا خواب

آپ کی وفات سے متعلق یہ خواب بھی قابل ذکر ہے جو دُو شخصوں نے بیک وقت دیکھا تھا۔ علّامہ موصوف کے زمانہ میں دو اشخاص آپ سے عداوت رکھتے تھے اور ہمیشہ آپ کی غیبت کیا کرتے تھے۔ جس رات آخوند ملّا محمد باقرؒ نے رحلت کی اُن دونوں اشخاص نے خواب دیکھا اور بیدار ہو کر ایک نے دوسرے سے بیان کیا کہ :-

میں ملّا محمّد تقی کے دروازہ پر ہوں اور آپ سو رہے ہیں۔ ناگاہ پیغمبر خداؐ اور امیر المومنین علیہ السّلام تشریف لائے۔ جناب سرور عالمؐ نے آپ کا داہنا بازو پکڑا اور امیر المومنینؑ نے بایاں بازو۔ اور فرمایا اُٹھو ہمارے ساتھ چلو۔ اور ان کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب علّامہ موصوف علیل اور صاحبِ فراش تھے۔

یہ سُن کر دوسرے شخص نے کہا میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ پھر دونوں اشخاص کو گمان ہوا کہ شاید آخوند ملّا محمد باقر نے دنیا سے جوارِ رحمتِ الٰہی کی جانب رحلت فرمائی۔ اور وُہ دونوں آخوند موصوف کے مکان کی جانب روانہ ہوئے تاکہ اُن کا حال دریافت کریں۔ دروازہ پر پہنچے تو اندر سے گریہ و بکا اور نالہ و فریاد کی آواز آ رہی تھی۔ معلوم ہُوا کہ آخوند نے ابھی انتقال فرمایا ہے۔

آپ کے ایک عقیدت مند کا خواب

تیسرا خواب آپ کے ایک عقیدتمند کا ہے جو بحرین کے رہنے والے تھے اور آپ کی ملاقات کے شوق میں بحرین سے روانہ ہوئے تھے۔ جب اصفہان پہنچے اور لوگوں سے آخوند کا حال دریافت کیا تو معلوم ہُوا کہ آخوند نے دنیائے فانی سے رحلت کی۔ وُہ یہ سُن کر بہت مغموم و محزون ہوئے۔ رات کو جب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں داخل ہوئے ہیں۔ وہاں ایک بہت بلند منبر نصب ہے جس کے عرشہ پر حضرت سرورِ کائناتؐ رونق افروز ہیں اور جناب امیر علیہ السّلام نیچے کے زینہ پر کھڑے ہیں۔ اور انبیا علیہم السّلام منبر کے سامنے ایک صف میں استادہ ہیں۔ اُن کے پیچھے بہت سی صفیں ہیں جن میں اور لوگ استادہ ہیں انہی میں سے ایک صف میں ملّا محمد باقر مجلسی بھی کھڑے ہیں۔ ناگاہ حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ آخوند ملّا محمّد باقر آگے آؤ۔ وُہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آخوند ملا محمد باقر ان صفوں سے نکل کر آگے بڑھے اور صف انبیاء تک پہنچ کر ٹھہر گئے۔ پیغمبرؐ نے پھر فرمایا کہ اور آگے آؤ۔ حکم پیغمبرؐ کی اطاعت میں اخوند صفِ انبیاء سے آگے بڑھ کر حضرت رسول خدا صلعم کے سامنے پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا بیٹھو۔ اخوند ملا محمد باقر نے عرض کی کہ حضورؐ مجھے پیغمبروں کے سامنے شرمسار نہ فرمائیں۔ اس لئے کہ یہ سب بزرگوار کھڑے ہیں۔ پیغمبرؐ نے انبیاء علیہم السّلام سے فرمایا کہ آپ حضرات بھی بیٹھ جائیے تاکہ علّامہ محمّد باقر بھی بیٹھیں۔ یہ سُنکر انبیاء علیہم السّلام بیٹھ گئے تو علّامہ محمّد باقر بھی آنحضرتؐ کے نزدیک بیٹھے۔

(قصص العلماء صفحہ ۲۰۷، ۲۰۸ مطبوعہ طہران)

فہرستِ مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلاصۂ دیباچۂ مؤلف علیہ الرّحمہ

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیاء و منقبت اہلبیت و آئمۂ ہدیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین محمد باقر بن محمد تقی عفی اللہ عن جرائمہما ارباب یقین و مومنین مخلصین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ یہ حقیر عنفوان جوانی میں بہ توفیق و ہدایت ربّانی جہالت اثر علوم وضلالت آذین کتب سے کنارہ کش ہو کر حقیقی و جاودانی زندگی کے حصول یعنی اخبار و آثار اہلبیت سید ابرار علیہم السّلام کی پیروی و تلاش میں مشغول ہُوا اور اُن کے بہترین اقوال و آثار کو کتاب بحار الانوار میں جمع کر چکا تو برادران ایمانی و دوستان روحانی نے فرمائش کی کہ احوال و معجزات و مکارم اخلاق و محاسن صفات نیز احوال غزوات حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و دلائل امامت و خلافت و اطوار حمیدہ و آداب پسندیدہ حضرات آئمۂ اثنا عشر و حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کو فارسی میں ترجمہ کروں تاکہ کافۂ انام خاص کر عوام کا وُہ گروہ جو زبان عربی سے ناواقف ہے مستفید ہو کیونکہ ان کے حالات میں جو کتابیں تالیف ہوئی ہیں اُن میں اکثر و بیشتر حدیثیں کتب مخالفین سے ماخوذ ہیں جن میں انبیائے عظیم الشان اور اوصیائے جلیل القدر کی جانب لغزشیں اور خطائیں منسوب کی گئی ہیں۔ حالانکہ اخبار معتبرۂ اہلبیت اُنکی عصمت پر ناطق ہیں۔ بعض مؤلفین نے اُن ذوات مقدسہ کے اخبار و احادیث کی جانب توجہ بھی کی ہے تو اُن کی عدم پیروی و تلاش کے سبب بہت قلیل۔ گویا دریا سے ایک قطرہ پر قناعت کر لیا ہے اور اس میں بھی صحیح و غلط کا امتیاز نہیں کیا۔

الغرض حقوق اخوت ایمانی کی رعایت کی جہت سے اور مذکورہ بالا خیال کے پیش نظر نیز اس وجہ سے کہ اکثر لوگ باطل قصّوں اور جھوٹے افسانوں سے قلوب عوام کو مسخر کرتے ہیں لہٰذا باوجود کثرت مشاغل و تفکرات کے جناب اقدس ایزدی جل علاٰ کی توفیق اور مشکوٰۃ انوار انبیاءُ و اوصیاءُ کی روشنی کی مدد سے کتاب ہٰذا کی تالیف شروع کی۔ چونکہ اُن تمام احادیث کا ترجمہ جو بڑی بڑی کتابوں میں مندرج ہیں کتاب کی تطویل اور ابواب کی زیادتی کا سبب ہوتا! اور اس زمانہ میں اکثر لوگ ضخیم کتابوں کے پڑھنے سے گھبراتے ہیں ہر چند وُہ کتابیں کثیر الفائدہ ہوں اس بنا پر میں نے صحیح اور قوی ترین حدیثوں کے ترجمہ پر اکتفا کی! اور اکثر متفق المضامین روایتوں کو ایک کر کے مختصر کر دیا تاکہ اس کا پورا فائدہ اور پڑھنا آسان ہو۔

چونکہ اس کتاب کا موضوع فضائل و مناقب و معجزات و تواریخ و حالات اجداد کرام و آبائے فخام السلطان بن السلطان والخاقان بن الخاقان ابوالفتح والظفر السلطان سلیمان مد اللہ اطناب دولتہ تاظہور صاحب الزمان ہے لہٰذا میں نے اس کتاب کے دیباچہ کو ان ہی حضرت کے نام نامی و القاب گرامی سے مزیّن کیا چونکہ اس کتاب کا مطالعہ اہل ایمان کے قلوب کے ابدی حیات کا سبب ہے اس لئے اس کا نام "حیات القلوب" رکھا اور چہاردہ معصومین علیہم السّلام کی نسبت سے چودہ[1] کتاب پر مرتب کیا۔ وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ وَھُوَحَسۡبِیۡ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡل۔

[1] چودہ کتاب اور ہر کتاب چند ابواب پر، اور ہر باب چند فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب اوّل میں اڑتیس ۳۸ ابواب ہیں۔ مترجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب اوّل

تاریخ احوال انبیا اور ان کے صفات و معجزات اور علوم و معارف۔ اور خدا کے بعض شائستہ بندوں اور اُن بادشاہوں کے حالات جو حضرت آدم علیہ السّلام کے زمانہ سے حضرت خاتم الانبیاء کے زمانہ کے قریب تک گزرے ہیں۔ اور اس میں چند باب ہیں۔

باب اوّل

ان چند امور و احوال کا بیان جو تمام انبیا اور ان کے اوصیا میں مشترک ہیں اور اس میں چند فصلیں ہیں:۔

فصل اوّل } پیغمبروں کی بعثت کی غرض اور اُن کے معجزات:۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک ملحد نے خدمت حضرت صادق علیہ السّلام میں حاضر ہو کر چند سوالات کئے اور مشرف باسلام ہُوا۔ اس کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ آپ کس دلیل سے انبیاءُ و مرسلین کی بعثت ثابت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جب ہم نے یہ مان لیا کہ ہمارا ایک خالق و صانع ہے جو کہ ہم سے اور تمام مخلوق سے بلند تر ہے اور منزّہ ہے اس سے کہ خلق اسے دیکھ سکے یا مس کر سکے یا اس سے گفتگو کر سکے تو ہم نے سمجھ لیا کہ وہ صانع حکیم ہے۔ اس سے وہی امور صادر ہوتے ہیں جو بندوں کے حق میں بہتر ہیں۔ تو ثابت ہُوا کہ اس کی جانب سے خلق میں انبیا و مرسلین کی ضرورت ہے جو اس کے احکام کو بندوں تک پہنچائیں۔ اور ان امور کی جانب ان کی راہنمائی کریں جن میں ان کی بقا اور منفعت ہو اور جس کا ترک کرنا ان کی فنا کا باعث ہو۔ غرض یہ بات ثابت ہوئی کہ اس کا ایک ایسا گروہ ہونا چاہیئے جو اس کے کلام کو بندوں تک پہنچائے۔ ایسے ہی لوگ خلق میں اس کے برگزیدہ اور پیغمبر ہیں جو حکیم و دانا ہیں اور خدا نے ان کو علم و حکمت سے آراستہ کر کے مبعوث فرمایا ہے جو عام لوگوں کے ساتھ ان کے احوال و صفات میں شریک نہیں ہوتے اگرچہ خلقت و ترکیب میں انکے مثل و مانند ہوتے ہیں۔ لیکن وہ خدائے حکیم و علیم کی جانب سے علم و حکمت و دلائل و براہین و شواہد و معجزات کے ساتھ تائید یافتہ ہوتے ہیں تاکہ یہ چیزیں ان کے دعوے کی صداقت پر دلیل ہوں جیسے مردہ کو زندہ کرنا، اندھے اور مبروص کو شفا بخشنا وغیرہ جن سے تمام لوگ عاجز ہیں۔ اسی علت کے ساتھ یہ طریقہ ہر زمانہ میں جاری رہا ہے اور زمین کبھی حجّت خدا سے خالی نہیں رہتی جس کے ساتھ علم و معجزہ ہوتا ہے جو اس کی اور سابق

پیغمبر کی صدقِ گفتار پر دلالت کرتا ہے۔ [1]

بسندِ معتبر دیگر منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ کس

[1] مؤلف فرماتے ہیں اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جب صانع کا وجود اور اس کا علم و حکمت اور لطف و کمال ثابت ہوا اور یہ کہ کوئی فعل اس سے عبث و بے کار نہیں صادر ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس دنیا کو عبث و بیکار نہیں پیدا کیا بلکہ نہایت حکمت کے ساتھ خلق فرمایا ہے اور وہ حکمت دنیائے فانی کے فوائد پر جو گوناگوں غم و الم درد و محنت اور مشقت سے مخلوط ہیں مبنی نہیں ہو سکتی بلکہ یقیناً اس سے بزرگ تر فائدہ کے لیے ہوگی۔ اور جب وہ فائدہ اس دنیا کے لئے نہیں تو دوسری دُنیا کے لیئے ہوگا۔ اور اگر وہ بغیر حاصل کیئے حاصل ہو جاتا، تو اس دُنیا میں لانا بیکار تھا۔ سب کو پہلے اسی دُنیا میں لے جانا چاہیئے تھا۔ اور چونکہ اس امرِ عظیم کے حصول کا طریقہ تمام لوگوں کو معلوم نہیں ہے تو چاہیئے کہ خداوند عالم اس امر کی جانب ہدایت فرمائے۔ اور چونکہ اس کو مخلوقات سے کسی طرح کی مشابہت نہیں ہے نہ وہ حواس کے ذریعہ سے سمجھ میں آتا ہے۔ اور عقلیں اس کی کنہ ذات و صفات کے سمجھنے سے قاصر ہیں اور چونکہ فیض پہنچانے والے اور فیض پانے والے اور فائدہ بخشنے والے اور نفع حاصل کرنے والے میں ایک قسم کی مشابہت و ارتباط لازمی اور ضروری ہے تاکہ اس کے مقاصد سمجھ میں آسکیں۔ لہٰذا حق تعالےٰ نے انسان کو دو جہتہ (دو جہتوں والا) قرار دیا اور اس کو نفسِ نورانی اور عقلِ روحانی کرامت فرما کر چند جسمانی و حیوانی قوتیں دی ہیں۔ اس کو جہت اوّل کے ساتھ عالم مقدسین سے ارتباط ہے اور جہت ثانی سے بہائم و حیوانات کے ساتھ اشتراک۔ اسی سبب سے اس کو مکلّف قرار دیا۔ اور خواہشات مذمومہ اور ناپسندیدہ کو روکنے کے لئے انبیاء و اوصیا کو درجات عالیہ پر مبعوث فرمایا اور یہ ظاہر ہے کہ عوام اکثر شہواتِ نفسانی اور علائق بدنی میں گرفتار ہونے کے سبب سے اس قابل نہیں ہیں کہ خداوندِ عالم بے واسطہ ان سے گفتگو کرے یا ان کے دل میں حقائق و معارف القا فرمائے۔ اور اگر غیر جنس یعنی ملائکہ میں سے ان کے پاس رسول بھیجتا تب بھی لوگ غیر جنس ہونے کے سبب سے اس سے علم نہیں حاصل کر سکتے تھے اور عدم مشاکلت و موانست کے اعتبار سے اُن کی باتیں کافی طور سے لوگوں میں اثر نہیں کر سکتی تھیں۔ لہٰذا خداوند عالم نے انسانی شکل و صورت میں روحانیین و مقدسین کا ایک گروہ پیدا کیا جن کی مقدس روحیں ہمیشہ ملائے اعلےٰ سے تعلق رکھتی ہیں۔ بظاہر وُہ لوگ صورت و اطوار میں خلق سے مشابہ ہوتے ہیں لیکن چونکہ خداوند عالم نے اپنے آداب سے ان کو متادّب اور اپنے اخلاق سے متخلق کیا ہے اور پورے طور پر مکمل کرنے کے بعد ان کو عام مخلوقات کی ہدایت کے لیۓ مبعوث فرمایا اس لیئے تقدس و رُوحانیت کی جہت سے وُہ لوگ بارگاہِ ایزدی سے معارف و آداب و شرائع سیکھتے ہیں۔ اور لبشریت اور تمام بنی نوع انسان کی مشاکلت کی جہت سے اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (آیت، سورۂ حم سجدہ پ۲۴) " میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں۔" کہتے ہوئے ان کے ساتھ رہ کر حکمت و مواعظ حسنہ سے ان کی ہدایت کرتے ہیں مثال اس کی (باقی ص۱۹ پر ملاحظہ ہو)

سبب سے حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور رسُولوں کو مبعوث کیا۔ ارشاد فرمایا اس لئے کہ ان کے بھیجنے کے بعد لوگوں کی خدا پر کوئی حجت نہ باقی رہے اور کوئی قیامت کے روز یہ نہ کہے کہ تونے کسی کو اپنے ثواب کی خوشخبری دینے اور عذاب سے ڈرانے کے لئے ہماری جانب نہ بھیجا۔ اور حجّتِ خدا ان پر تمام رہے۔ کیا تونے نہیں سُنا کہ حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ خازنانِ جہنّم کافروں پر حجّت تمام کریں گے اور سؤال کریں گے کہ آیا تمہارے پاس کوئی پیغمبر اس عذاب سے ڈرانے والا نہیں بھیجا گیا تھا۔ کُفّار جواب دیں گے کہ ہاں آیا تھا مگر ہم نے اس کی تکذیب کی اور کہا کہ خدا نے کسی کو نہیں بھیجا ہے اور تم لوگ تو خود سخت گمراہی میں ہو۔ [2]

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا چونکہ حق تعالیٰ اپنی مخلوق سے اپنے نورِ ذات و تقدس صفات کے ساتھ پنہاں و پوشیدہ تھا اس لیئے (نجات کی) خوشخبری دینے اور (عذاب) سے ڈرانے والے پیغمبروں کو بھیجا تاکہ کفر و طغیان میں ہلاک ہونے والے حجّت ظاہرہ و واضحہ کے ساتھ ہلاک ہوں اور نجات پانے والے علم و ایمان اور بیّنہ و برہان کے ساتھ نجات پائیں اور حیات ابدی حاصل کریں تاکہ بندے اپنے پروردگار کی جانب سے جانیں جو نہیں جانتے تھے اور خدا کو پالنے والا سمجھیں، اور اس کی وحدانیت کا اقرار کریں۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ فضل بن شاذان نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے پوچھا کہ کس

(بقیہ از ص۱۸) یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی طائر کے متعلق چاہے کہ وُہ بولے تو وہ آئینہ اس کے سامنے رکھتا ہے اور اس کے پیچھے سے اُسی طائر کی سی آواز نکالتا ہے اور وہ طائر آئینہ میں اپنے جنس کی صورت دیکھتا ہے تو بولنے لگتا ہے۔ یا اگر کسی پرندہ کو شکار کرنا چاہیں تو اسی پرندہ کی صورت کی ایک شبیہ بناتے ہیں اور خود پوشیدہ ہو کر اس کو جال میں پھنسا لیتے ہیں۔ اس بارے میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ضرورت ہے اور ان مقدمات میں سے ہر ایک کی تشریح کی احتیاج ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اس حدیث شریف میں ایک دُوسری دلیل کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جب مصلحت تکلیف کا مقتضا یہ تھا کہ ایسی مخلوق پیدا ہو جن میں شہوات و خواہشات اور فتنہ و فساد کے دواعی موجود ہوں تاکہ ان سب کے ترک کرنے سے لوگ مثاب ہوں اگر کوئی ادب سکھانے والا اور نگہبانی کرنے والا ان کے لیۓ مقرر نہ فرماتا جو ان کو ان کی نفسانی خواہشات سے اجرائے حدود و بیان شرائع و احکام کے ساتھ روکتا اور منع کرتا تو بے شک لوگوں کے درمیان فساد و نزاع اور ظلم و طغیان زیادہ ہوتا۔ اور یہ باتیں منافئ لطف و حکمت ہیں۔ اور یہ ثابت ہو چکا کہ خداوند علیم لطیف و حکیم ہے۔ اگر ان دونوں دلیلوں میں کافی غور کروگے جو منبع وحی و معدن الہام سے صادر ہوئی ہیں تو اس کی حقیقت سے تم کو آگاہی ہوگی۔ ۱۲

[2] پارہ ۲۹ سورۃ الملک آیہ ۸ و ۹ ۔

سبب سے لوگوں پر پیغمبروں کا پہچاننا اوران کی حقیت کا اقرار کرنا واجب ہے جب کہ ان کی اطاعت واجب ہے۔ فرمایا چونکہ خلقت میں ایسی قوتیں نہ تھیں کہ جن سے ان کی مصلحتیں پوری ہوتیں اوران کا پیدا کرنے والا اس سے بلند تھا کہ آنکھ سے دیکھا جاسکے اور اُن کا ضعف اور عجز اس کی ذات مقدس کی حقیقت کے سمجھنے سے ظاہر تھا تو سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ کوئی پیغمبر، خدا اور اُن کے درمیان واسطہ ہو اور گناہ وخطا سے معصوم ہو جو اس کے امر ونہی و آداب ان تک پہنچائے اور چند امور پر ان کو قائم رکھے جن سے ان کی منفعتیں حاصل ہوں اور اُن سے ان کی مضرتیں دُور رہیں اس لیئے کہ لوگ اپنی عقل سے اپنے نفع ونقصان کو نہیں سمجھ سکتے اگر ان پر پیغمبروں کا پہچاننا اوران کی اطاعت لازم نہ ہوتی تو ان کا بھیجنا عبث وبے فائدہ ہوتا۔ اور جس حکیم نے کہ ہر چیز کو کثیر منفعتوں اور بے شمار حکمتوں کے ساتھ خلق میں ظاہر و آشکار کیا ہے، پاک ہے اس سے کہ کوئی فعل اس سے عبث صادر ہو۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ابوبصیر نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ خدا نے کس سبب سے پیغمبروں کو اور آپ لوگوں کو معجزہ عطا فرمایا ہے۔ ارشاد کیا اس لیئے کہ اس شخص کی راستگوئی کی دلیل ہو کیوں کہ معجزہ علامت ہے خدا کی جانب سے جسے وہ صرف پیغمبروں اور رسولوں اور اپنی حجتوں کو عطا فرماتا ہے جس سے سچوں کی سچائی اور جھوٹوں کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔

دُوسری حدیث میں منقول ہے کہ حسین صحاف نے اُنہی حضرت سے پوچھا کہ آیا ممکن ہے کہ خداوند عالم کسی مومن کو جس کا ایمان اس کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے ایمان سے کفر کی جانب منتقل کرے۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ عادل ہے اس نے پیغمبروں کو اس لیئے بھیجا ہے کہ لوگوں کو ایمان کی دعوت دیں خدا ہر گز کسی کو کفر کی جانب نہیں بُلاتا۔ پوچھا کہ کسی کا کفر خدا پر ثابت ہو تو کیا اس کو ایمان کی طرف منتقل کرتا ہے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے تمام لوگوں کو قابلِ ایمان خلق فرمایا ہے۔ وہ سادہ لوح ہوتے ہیں نہ کسی شریعت کے معتقد نہ منکر اس نے پیغمبروں کو ان کی طرف بھیجا کہ وہ لوگ خدا کی جانب اُن کی راہبری کریں تاکہ ان پر حجت تمام ہو تو بعض لوگ خدا کی توفیق سے ہدایت پاتے ہیں اور بعض ہدایت نہیں حاصل کرتے۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ابن السکیت نے امام رضا یا امام علی نقی علیہما السلام سے سوال کیا کہ کس سبب سے حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو ید بیضا اور عصا اور چند چیزوں کے ساتھ جو سحر سے مشابہ تھیں بھیجا اور حضرت عیسیٰؑ کو ایسے معجزہ کے ساتھ بھیجا جو طبیبوں کی طبابت سے مشابہ تھا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کلامِ فصیح وخطبہائے بلیغ کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آنحضرتؑ نے جواب دیا کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں سحر وجادو کا غلبہ تھا وُہ خدا کی جانب

سے چند ایسے معجزے لائے جو ان کے سحر کے قسم سے تو تھے لیکن ان معجزات کا مثل ان کی طاقت سے باہر تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے ان معجزات کے ذریعہ سے ان کے جادو کو باطل کیا اوران پر حجت تمام کی۔ حضرت عیسےٰؑ کے زمانہ میں مُزمن بیماریاں پھیلی ہوئی تھیں اوران میں طبیب حاذق موجود تھے۔ حضرت عیسےٰؑ خدا کی جانب سے چند ایسے معجزوں کے ساتھ آئے جن کا مثل انکے پاس نہ تھا۔ جیسے مُردوں کو خدا کے حکم سے زندہ کرنا، کور مادر زاد مبروص کو شفا بخشنا، ان کے ذریعہ سے ان پر حجت تمام کی اور وُہ لوگ کامل حاذق ہونے کے باوجود ان معجزات کے مثل سے عاجز رہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس زمانہ میں بھیجا جبکہ خطبہائے فصیح اور سخنانِ بلیغ کا دور دَورہ تھا اور آپؐ کے اہل عصر کا یہی پیشہ و کمال تھا۔ آنحضرتؐ ان کی طرف کتاب خدا و مواعظ اور اس کے احکام لے کر آئے جن سے ان کے کلام کو باطل فرمایا اور وہ لوگ ان معجزات کا مثل لانے سے عاجز رہے۔ اس طرح ان پر حجت تمام کی گئی۔ ابن السکیت نے کہا کہ ایسا شافی کلام میں نے اب تک نہ سُنا تھا۔ پھر عرض کی کہ اس زمانہ میں خلق پر حجت خدا کون ہے؟ فرمایا تجھ کو خدا نے عقل عطا فرمائی ہے جس سے تو اُس شخص کے درمیان تمیز کر سکتا ہے جو خدا کے بارہ میں راست گو ہے یا خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ ابن السکیت نے کہا کہ واللہ اس کا یہی جواب ہے۔

فصل دوم

انبیاء اوران کے اوصیاء کی تعداد، نبی و رسُول کے معنی، ان پر نزولِ وحی کی کیفیت اوران کی اوران کے اوصیا علیہم السّلام کی تربیت کا تذکرہ:۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام رضا و حضرت امام زین العابدین علیہم السّلام سے منقول ہے کہ رسُولِ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو خلق فرمایا ہے جن میں سے خدا کے نزدیک سب سے گرامی تریں ہوں لیکن فخر نہیں کرتا۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار اوصیا پیدا کیئے جن میں علیؑ خدا کے نزدیک سب سے بہتر اور گرامی تر ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسولؐ خدا سے پُوچھا کہ خدا نے کتنے پیغمبروں کو مبعوث کیا۔ فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ اور بروایتے تین لاکھ بیس ہزار۔ پُوچھا کہ اُن میں کتنے مرسل ہیں۔ فرمایا تین سو تیرہ۔ پُوچھا کہ کتنی کتابیں زمین پر بھیجیں؟ فرمایا ایک سو چوبیس اور بروایتے ایک سو چار کتابیں۔ اور آخری روایت کے لحاظ سے حضرت شیثؑ پر پچاس صحیفے اور حضرت ادریسؑ پر تین صحیفے اور حضرت ابراہیمؑ پر بیس صحیفے بھیجے۔ اور چار کتابیں، توریت و انجیل و زبور و قرآن نازل فرمائیں۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذرؓ چار پیغمبر سریانی تھے۔ آدمؑ وشیثؑ واخنوع و نوحؑ۔ اور اخنوع جن کو ادریسؑ بھی کہتے ہیں وُہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم سے لکھا۔ اور چار پیغمبر عرب میں ہوئے۔ ہود۔ صالح، شعیب اور تمہارا پیغمبر (حضرت محمد صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم)

صحف انبیاء کی تعداد

سبب سے لوگوں پر پیغمبروں کا پہچاننا اور ان کی حقیت کا اقرار کرنا واجب ہے جب کہ ان کی
اطاعت واجب ہے۔ فرمایا چونکہ خلقت میں ایسی قوتیں نہ تھیں کہ جن سے ان کی مصلحتیں
پوری ہوتیں اور ان کا پیدا کرنے والا اس سے بلند تھا کہ آنکھ سے دیکھا جاسکے اور اُن کا
ضعف اور عجز اس کی ذات مقدس کی حقیقت کے سمجھنے سے ظاہر تھا تو سوائے اس کے
چارہ نہ تھا کہ کوئی پیغمبر، خدا اور اُن کے درمیان واسطہ ہو اور گناہ و خطا سے معصوم ہو جو
اس کے امرونہی و آداب ان تک پہنچائے اور چند امور پر ان کو قائم رکھے جن سے ان کی
منفعتیں حاصل ہوں اور اُن سے ان کی مضرتیں دُور رہیں اس لیئے کہ لوگ اپنی عقل سے اپنے نفع
ونقصان کو نہیں سمجھ سکتے اگر ان پر پیغمبروں کا پہچاننا اور ان کی اطاعت لازم نہ ہوتی تو ان کا
بھیجنا عبث و بے فائدہ ہوتا۔ اور جس حکیم نے کہ ہر چیز کو کثیر منفعتوں اور بے شمار حکمتوں کے ساتھ
خلق میں ظاہر و آشکار کیا ہے، پاک ہے اس سے کہ کوئی فعل اس سے عبث صادر ہو۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ابوبصیر نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ خدا نے کس سبب سے
پیغمبروں کو اور آپ لوگوں کو معجزہ عطا فرمایا ہے۔ ارشاد کیا اس لیئے کہ اس شخص کی راستگوئی کی
دلیل ہو کیوں کہ معجزہ علامت ہے خدا کی جانب سے جسے وہ صرف پیغمبروں اور رسولوں اور
اپنی حجتوں کو عطا فرماتا ہے جس سے سچوں کی سچائی اور جھوٹوں کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔

دُوسری حدیث میں منقول ہے کہ حسین صحاف نے اُنہی حضرت سے پُوچھا کہ آیا ممکن ہے کہ
خداوند عالم کسی مومن کو جس کا ایمان اس کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے ایمان سے کُفر کی جانب منتقل
کرے۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ عادل ہے اس نے پیغمبروں کو اس لیئے بھیجا ہے کہ لوگوں کو ایمان کی دعوت دیں
خدا ہرگز کسی کو کفر کی جانب نہیں بُلاتا۔ پوچھا کسی کا کفر خدا پر ثابت ہو تو کیا اس کو ایمان کی طرف منتقل
کرتا ہے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمام لوگوں کو قابلِ ایمان خلق فرمایا ہے۔ وہ سادہ لوح ہوتے ہیں نہ
کسی شریعت کے معتقد نہ منکر اس نے پیغمبروں کو ان کی طرف بھیجا کہ وہ لوگ خدا کی جانب اُن
[illegible] ہو تو بعض لوگ خدا کی توفیق سے ہدایت پاتے ہیں اور

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ابن السکیت نے امام رضا یا امام علی نقی علیہما السلام سے
سوال کیا کہ کس سبب سے حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو ید بیضا اور عصا اور چند چیزوں کے ساتھ
جو سحر سے مشابہ تھیں بھیجا اور حضرت عیسیٰؑ کو ایسے معجزہ کے ساتھ بھیجا جو طبیبوں کی طبابت سے
مشابہ تھا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کلامِ فصیح وخطبہائے بلیغ کے ساتھ مبعوث
فرمایا۔ آنحضرتؑ نے جواب دیا کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں سحر و جادو کا غلبہ تھا وہ خدا کی جانب

سے چند ایسے معجزے لائے جو ان کے سحر کے قسم سے تو تھے لیکن ان معجزات کا مثل ان کی طاقت
سے باہر تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے ان معجزات کے ذریعہ سے ان کے جادو کو باطل کیا اور ان پر
حجّت تمام کی۔ حضرت عیسےٰؑ کے زمانہ میں مُزمن بیماریاں پھیلی ہوئی تھیں اور ان میں طبیب حاذق
موجود تھے۔ حضرت عیسےٰؑ خدا کی جانب سے چند ایسے معجزوں کے ساتھ آئے جن کا مثل انکے پاس
نہ تھا۔ جیسے مُردوں کو خدا کے حکم سے زندہ کرنا، کور مادرزاد مبروص کو شفا بخشنا، ان کے ذریعہ
سے ان پر حجّت تمام کی اور وہ لوگ کامل حاذق ہونے کے باوجود ان معجزات کے مثل سے عاجز
رہے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس زمانہ میں بھیجا جبکہ خطبہائے فصیح اور
سخنانِ بلیغ کا دور دَورہ تھا اور آپؐ کے اہل عصر کا یہی پیشہ و کمال تھا۔ آنحضرتؐ ان کی طرف
کتاب خدا و مواعظ اور اس کے احکام لے کر آئے جن سے ان کے کلام کو باطل فرمایا اور وہ لوگ
اُن معجزات کا مثل لانے سے عاجز رہے۔ اس طرح ان پر حجّت تمام کی گئی۔ ابن السکیت نے کہا کہ ایسا
شافی کلام میں نے اب تک نہ سُنا تھا۔ پھر عرض کی کہ اس زمانہ میں خلق پر حجّت خدا کون ہے؟ فرمایا
تجھ کو خدا نے عقل عطا فرمائی ہے جس سے تو اُس شخص کے درمیان تمیز کرسکتا ہے جو خدا کے بارہ
میں راست گو ہے یا خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ ابن السکیت نے کہا کہ واللہ اس کا یہی جواب ہے۔

فصل دوم

انبیاء اور ان کے اوصیاء کی تعداد، نبی و رسُول کے معنی؛ ان پر نزولِ وحی کی کیفیت اور ان کی اور ان کے اوصیا علیہم السّلام کی تربیت کا تذکرہ :-

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام رضا و حضرت امام زین العابدین علیہم السّلام سے منقول ہے کہ
رسُولِ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو خلق فرمایا ہے جن میں سے خدا کے
نزدیک سب سے گرامی تر میں ہوں لیکن فخر نہیں کرتا۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار اوصیا پیدا کئے جن
میں علیؑ خدا کے نزدیک سب سے بہتر اور گرامی تر ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسولؐ خدا سے پُوچھا کہ خدا نے
کتنے پیغمبروں کو مبعوث کیا۔ فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ اور بروایتے تین لاکھ بیس ہزار۔ پُوچھا کہ اُن میں
[illegible] زمین پر بھیجیں؟ فرمایا ایک سو چوبیس اور بروایتے
ایک سو چار کتابیں۔ اور آخری روایت کے لحاظ سے حضرت شیثؑ پر پچاس صحیفے اور حضرت ادریسؑ
پر تیس صحیفے اور حضرت ابراہیمؑ پر بیس صحیفے بھیجے۔ اور چار کتابیں، توریت و انجیل و زبور
و قرآن نازل فرمائیں۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذرؓ چار پیغمبر سریانی تھے۔ آدمؑ و شیثؑ و اخنوع
و نوحؑ۔ اور اخنوع جن کو ادریسؑ بھی کہتے ہیں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم سے لکھا۔ اور
چار پیغمبر عرب میں ہوئے۔ ہود۔ صالح، شعیب اور تمہارا پیغمبر (حضرت محمد صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم)

اور بنی اسرائیل کے سب سے پہلے پیغمبر موسیٰؑ اور سب سے آخر عیسےٰؑ تھے۔ اور ان کے درمیان چھ سو پیغمبر ہوئے ہیں۔ اور دُوسری روایت میں بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی تعداد چار ہزار بھی وارد ہوئی ہے لیکن روایت اوّل زیادہ موثق ہے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے صفوان جمال سے فرمایا کہ کیا تُو جانتا ہے کہ خدا نے کتنے پیغمبر بھیجے ہیں؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار۔ اور اسی قدر اوصیاؑ بھی خلق فرمائے ہیں جو راست گو اور امانت ادا کرنے والے اور تارک دُنیا تھے۔ اور محمدؐ سے بہتر کوئی پیغمبر نہیں بھیجا اور نہ اُن کے وصی امیرالمومنینؑ سے بہتر کوئی وصی[1]

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت موسیٰ بن جعفر و حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جو شخص چاہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی ارواح سے مصافحہ کرے اس کو چاہیئے کہ شب نیمۂ شعبان میں قبر امام حسینؑ کی زیارت کرے کیونکہ اس شب ارواحِ پیغمبران آنحضرتؑ کی زیارت کے لیئے خدا سے رُخصت ہوتے ہیں اور اُن میں سے پانچ پیغمبر اولوالعزم ہوتے ہیں:۔ نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسےٰؑ و محمد علیہم السلام۔ عرض کی کہ اولوالعزم کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا یعنی زمین میں مشرق سے مغرب تک تمام جن و انس[2] پر مبعوث ہوئے ہیں۔

زیارت امام حسینؑ کی فضیلت

بسندِ موثق امام رضاؑ سے اور بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اولوالعزم کو اس لیئے اولوالعزم کہتے ہیں کہ وُہ لوگ صاحبِ عزیمت و شریعت تھے جیسا کہ حضرت نوحؑ آدمؑ کی شریعت سے الگ ایک کتاب و شریعت کے ساتھ مبعوث ہُوئے اور جس قدر پیغمبر اُن کے بعد مبعوث ہُوئے ان ہی کی کتاب و شریعت کے تابع رہے یہاں تک کہ ابراہیمؑ خلیل نوحؑ کی کتاب کے علاوہ صحف و عزیمت کے ساتھ آئے وہ نوحؑ کی کتاب و شریعت کے منکر نہ تھے بلکہ اُن کی شریعت منسوخ ہوچکی تھی اور اب اس پر عمل کرنا صحیح نہ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں یا اُن کے بعد

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں پیغمبروں کی تعداد شہرت اور دُوسری معتبر حدیثوں کے خلاف ہے۔ شاید راویوں سے کتابت میں غلطی ہوئی ہو یا ان (سابقہ) احادیث میں بعض انبیاء و اوصیاء محسوب نہ ہوئے ہوں۔ ۱۲

[2] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ موسیٰؑ و عیسیٰؑ تمام خلق پر مبعوث ہوئے ہیں۔ لیکن دُوسری حدیثوں سے صرف بنی اسرائیل پر مبعوث ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس بارہ میں انشاءاللہ ان کے بعد ذکر آئے گا۔ اور مذکورہ پانچ انبیاء کے اولوالعزم ہونے پر بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ لیکن عامہ کے نزدیک اس باب میں بہت اختلاف ہے۔ اور اصحاب کے درمیان ظاہری طور پر یہ مشہور ہے کہ اولوالعزم پیغمبر وہ ہے جن کی شریعت گذشتہ پیغمبروں کی شریعت کو منسوخ کردیتی ہے جیسا کہ اس کے بعد کی حدیثوں سے ظاہر ہے۔ ۱۲ منہ

جتنے پیغمبر ہُوئے سب کے سب انکے طریقہ و راستہ و شریعت پر تھے اور ان ہی کی کتاب پر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت موسےٰؑ کا زمانہ آیا اور وُہ توریت لائے اور صحفِ ابراہیم پر ترکِ عمل کا عزم کیا۔ اُن کے زمانہ میں یا اُن کے بعد جس قدر پیغمبر مبعوث ہوئے انہی کی کتاب و شریعت اور طریقہ پر عامل رہے یہاں تک کہ حضرت عیسےٰؑ کا زمانہ آیا اور وُہ انجیل لائے۔ اور شریعت و طریقتِ موسیٰؑ پر ترکِ عمل کا عزم کیا۔ اور تمام وہ پیغمبر جو کہ حضرت عیسےٰؑ کے زمانہ میں یا ان کے بعد ہُوئے ان ہی کی کتاب و شریعت اور طریقہ کے تابع رہے یہاں تک کہ ہمارے پیغمبرؐ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ آیا۔ پس یہ پانچ اولوالعزم اور بہترین انبیاء و رُسل ہیں اور شریعت محمدؐ مصطفےٰ قیامت تک منسوخ نہ ہوگی اور نہ کوئی پیغمبر آنحضرتؐ کے بعد ہوگا۔ آپؐ کا حلال کیا ہُوا تا روز قیامت حلال اور حرام کیا ہُوا حرام ہے۔ آنحضرتؐ کے بعد جو شخص بھی پیغمبری کا دعویٰ کرے یا قرآن کے بعد کوئی کتاب پیش کرکے دعوےٰ کرے کہ یہ خدا کی جانب سے ہے تو اُس کا خون ہر اُس شخص پر مباح ہے جو اُس سے ان باتوں کو سُنے۔ دُوسری حدیث معتبر میں حضرت محمدؐ باقرؑ سے منقول ہے کہ اولوالعزم کو اس لیئے اولوالعزم کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے آپس میں محمدؐ اور آپ کے بعد اوصیا اور حضرت مہدیؑ اور آپ کی سیرت کے بارے میں عہد کیا اور ان کے عزم کا اس پر اجماع ہُوا کہ یہ سب (بزرگوار) ایسے ہی برگزیدۂ خدا ہیں اور اس امر پر اقرار کامل کیا۔ چونکہ حضرت آدمؑ نے یہ عزم و اہتمام نہیں کیا تھا لہذا خدا نے فرمایا:۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا۔ (آیت ۱۱۵ سورۂ طٰہٰ پ ۱۶) ہم نے آدمؑ سے محمدؐ اور اُن کے بعد کے ائمہ کے بارہ میں عہد لیا تو آدمؑ نے اس عہد کو اُن کے بارہ میں فراموش کردیا۔ اور ہم نے اُن کو صاحبِ عزم نہ پایا"۔ علی بن ابراہیم نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ اولوالعزم کے معنی یہ ہیں کہ ان پیغمبران اولوالعزم نے تمام پیغمبروں پر خدا کا اقرار کرنے میں سبقت کی اور ان سے پہلے اور ان کے بعد جس قدر پیغمبر ہونے والے تھے ہر ایک کا اقرار کیا اور اپنی اُمتوں کی تکذیب پر صبر کرنے کا عزم کیا۔

انبیاء اولوالعزم

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک مرد شامی نے حضرت امیرالمومنینؑ سے ان پانچ انبیاءؑ کے بارے میں سوال کیا جنہوں نے عربی میں گفتگو کی ہے فرمایا کہ وُہ ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ، اسمٰعیلؑ، اور محمدؐ علیہم السلام ہیں۔ پھر ان پیغمبروں کو پُوچھا جو ختنہ شدہ پیدا ہوئے ہیں فرمایا کہ آدمؑ، شعیبؑ، ادریسؑ، نوحؑ، سامؑ بن نوحؑ، ابراہیمؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، لُوطؑ، اسمٰعیلؑ، موسےٰؑ، عیسےٰؑ اور محمد علیہم السلام ہیں۔ پُوچھا کہ وہ کون ہیں جو کسی کے رحم سے نہیں پیدا ہُوئے۔ فرمایا کہ آدمؑ و حوّاؑ و گوسفندانِ ابراہیمؑ و عصائے موسیٰؑ و شتر صالحؑ اور وُہ چمگادڑ جسے حضرت عیسےٰؑ نے بنایا اور زندہ کیا اور بحکم خدا

انبیاء عرب اور مختون پیدا ہونے والے انبیاء

اُڑ گئی۔ اور پُوچھا کہ وہ کون کون سے چھ پیغمبر ہیں جن کے دُو دُو نام ہیں۔ فرمایا کہ وُہ یوشعؑ بن نونؑ ہیں جن کو ذوالکفل اور یعقوبؑ ہیں جنکو اسرائیل اور حضرت خضرؑ دت ہیں جنکو الیاسؑ اور یونسؑ ہیں جنکو ذوالنون اور عیسٰیؑ ہیں جنکو مسیح اور محمدؐ ہیں جنکو احمدؐ بھی کہتے ہیں صلوات اللہ وسلامہ علیہم جیسا کہ اس کے بعد ذکر کیا جائے گا۔

دُوسری روایت میں مذکور ہے کہ بادشاہِ روم نے حضرت امام حسنؑ بن علیؑ سے پُوچھا کہ وُہ سات نفوس کون کون سے ہیں جو رحمِ مادر سے باہر نہیں آئے فرمایا کہ آدمؑ و حوّاؑ و گو سفندانِ ابراہیمؑ و ناقہ صالح اور وُہ سانپ جس نے کہ شیطان کو حضرت آدمؑ کو ضرر پہنچانے کے لیئے جنّت میں داخل کیا اور وُہ دونوں کوّے جن کو خداوندِ عالم نے قابیل کی تعلیم کے لیئے بھیجا کہ کس طرح ہابیل کو دفن کرے، اور شیطان لعنۃ اللہ علیہ۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اوّل وصی جو زمین پر ہُوئے ہبۃ اللہ پسرِ آدمؑ تھے اور کوئی پیغمبر ایسا نہیں گزرا جس کا وصی نہ ہُوا ہو۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہُوئے جن میں پانچ نفوس اولوالعزم ہوئے۔ نوحؑ و ابراہیمؑ و موسےٰ و عیسےٰ علیہم السّلام و محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور علیؑ ابنِ ابی طالب کی رسولؐ خدا سے وہی نسبت ہے جو ہبۃ اللہ کو حضرت آدمؑ سے تھی۔ حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے وصی تھے اور جمیع اوصیائے گزشتگان کے وارث تھے، اور محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیا و مرسلین کے وارث تھے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پانچ پیغمبروں کو عرب میں مبعوث فرمایا وہ ہودؑ و صالحؑ و اسمٰعیلؑ و شعیبؑ علیہم السّلام اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو خاتم المرسلین ہیں۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین [۲]

حدیث صحیح میں منقول ہے کہ زرارہ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نبی و رسولؐ کے معنی دریافت کیئے۔ فرمایا کہ نبی وہ ہے جو خواب میں فرشتہ کو دیکھتا ہے اور بیداری میں صرف اس کی آواز سُنتا ہے اور رسُول وُہ ہے جو خواب و بیداری دونوں حالتوں میں ملک کو دیکھتا اور اس

---

[۱] مولّف فرماتے ہیں کہ اتحادِ ذوالکفل و یوشع شہرت کے خلاف ہے جیسا کہ اس کے بعد ذکر کیا جائے گا۔ ۱۲

[۲] یہ دونوں حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت اسمٰعیلؑ عربی تھے۔ اور حدیث ابوذرؓ مندرجہ صفحہ ۲۱ اس کے خلاف ہے ممکن ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے یہ مراد ہو کہ وہ عربی زبان میں گفتگو کرتے تھے اور اس حدیث سے یہ مراد ہو کہ وہ قبیلہ عرب سے تھے۔ یا یہ کہ وہ چاروں پیغمبر عربی کے علاوہ دُوسری زبانوں میں بات نہیں کر سکتے تھے اور حضرت اسمٰعیلؑ دوسری زبانوں میں بھی گفتگو کر سکتے تھے اور راسی روایت کو اسی راوی سے مثل روایتِ ابوذرؓ لوگوں نے بعض کتابوں میں درج کیا ہے جس میں اسمٰعیلؑ داخل نہیں ہیں۔ ۱۲ منہ

کی آواز بھی سُنتا ہے۔ پُوچھا کہ امام کی کیا منزلت ہے؟ فرمایا کہ صدائے ملک سُنتا ہے لیکن اُس کو دیکھتا نہیں۔

دُوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ حسن ابن العباس نے حضرت امام رضا علیہ السّلام کی خدمت میں لکھا کہ رسول و نبی و امام میں کیا فرق ہے۔ حضرتؑ نے جواب میں لکھا کہ رسُول پر جبریلؑ نازل ہوتے ہیں۔ وُہ ان کو دیکھتے ہیں اُن کی باتیں سُنتے ہیں اور وحی اُن پر نازل ہوتی ہے اور کبھی خواب میں دیکھتے ہیں جیسے حضرت ابراہیمؑ اور انبیا صرف آواز سُنتے ہیں اور کبھی ملک کو بھی دیکھتے ہیں مگر اس وقت اس سے وحی نہیں سُنتے۔ اور امام صرف کلام ملک کو سُنتا ہے اُس کے جسم کو نہیں دیکھتا۔

بسندِ صحیح حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ پانچ قسم کے پیغمبر ہوتے ہیں بعض صدا سُنتے ہیں صدائے زنجیر کے مانند پس مقصودِ وحی اسی صدا سے حاصل کرتے ہیں۔ اور بعض پر خواب میں وحی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ یوسفؑ و ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا۔ اور بعضے فرشتہ کو دیکھتے ہیں۔ اور بعض پیغمبروں کے دل میں القا ہوتا ہے اور کانوں میں آواز پہنچتی ہے لیکن وُہ ملک کو نہیں دیکھتے۔

حدیث صحیح میں منقول ہے کہ زرارہ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے رسول و نبی و محدّث کے معنی دریافت کیئے۔ فرمایا کہ رسُول وہ ہیں جن کے پاس جبرئیلؑ آتے ہیں اور وہ اُن کو رو برو دیکھتے ہیں اور ہم کلام ہوتے ہیں۔ لیکن نبی وُہ ہے جو صرف خواب میں دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند کا ذبح کرنا خواب میں دیکھا۔ اور جناب رسُولِؐ خدا نزولِ وحی سے قبل اسبابِ پیغمبری خواب میں دیکھتے تھے یہاں تک کہ مرتبۂ رسالت پر فائز ہُوئے۔ اور نبوّت و رسالت دونوں ان کے لئے جمع ہو گئیں تو جبرئیلؑ ان کے پاس آتے تھے اور رو برو گفتگو کرتے تھے۔ اور بعض ایسے پیغمبر ہوئے ہیں کہ شرائطِ پیغمبری تو ان کے لئے جمع ہُوئے لیکن خواب میں رُوح اُن کے پاس آتی اور ان سے گفتگو کرتی ہے۔ بغیر اس کے کہ وُہ اس کو بیداری میں دیکھیں۔ لیکن محدّث وُہ ہے کہ ملک اس سے باتیں تو کرتا ہے لیکن نہ وہ ملک کو بیداری میں دیکھتا ہے نہ خواب میں۔

دُوسری حدیث میں فرمایا کہ پیغمبروں کے چار طبقے ہیں۔ اوّل وُہ جن کو خود اُن کے نفس کے بارہ میں خبر دی جاتی ہے دُوسروں سے ان کو واسطہ نہیں ہوتا دُوسرے وُہ جو خواب میں ملک کو دیکھتے ہیں لیکن اس کی آواز نہیں سُنتے اور نہ بیداری میں اس کو دیکھتے ہیں اور نہ وُہ کسی پر مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کا ایک امام ہوتا ہے جس کے وُہ مطیع ہوتے ہیں جیسا کہ ابراہیمؑ لوطؑ پر

امام تھے۔ تیسرے وہ جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز سُنتے ہیں اور ملک کو دیکھتے ہیں اور کسی گروہ پر مبعوث بھی ہوتے ہیں خواہ وہ گروہ کم ہو یا زیادہ جیسا کہ حق تعالےٰ نے یونسؑ کے بارے میں فرمایا ہے وَاَرْسَلْنَاهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ (آیت ۱۴۷، سورۃ والصفت پ۲۳) (یعنی ہم نے اس کو ایک لاکھ بلکہ اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا) حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک لاکھ سے تیس ہزار اشخاص زیادہ تھے۔ چوتھے وُہ ہیں جو خواب میں دیکھتے اور آواز بھی سنتے ہیں۔ ملک کو بیداری میں بھی دیکھتے ہیں دُوسرے پیغمبروں کے امام و پیشوا بھی ہوتے ہیں مثل اولوالعزم کے۔ اور فرمایا کہ ابراہیمؑ نبی تھے امام نہ تھے یہاں تک کہ حق تعالےٰ نے ان سے فرمایا کہ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا یعنی میں نے تم کو لوگوں کا امام بنایا۔ تو انھوں نے عرض کی قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ۔ یعنی میری ذریت میں سے بھی امام تونے قرار دیا ہے؟ اور غرض اس سے یہ تھی کہ ان کی تمام ذریت امام ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِيْنَ (آیت ۱۲۴ سورۃ بقرپ ۱) یعنی میرا عہدِ امامت و خلافت ستمگاروں تک نہیں پہنچے گا یعنی جو شخص کہ صنم یا بُت کی پرستش کئے ہوگا ؎[1]

حدیث معتبر میں حضرات ائمہ علیہم السّلام سے منقول ہے کہ پانچ سریانی پیغمبر ہوئے جو سریانی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ آدم، شیث، ادریس، نوح اور ابراہیم علیہم السّلام۔ اور حضرت آدمؑ کی زبان عربی تھی اور عربی اہل بہشت کی زبان ہے۔ جب حضرت آدمؑ سے ترک اولیٰ صادر ہوا خداوند عالم نے ان کے لئے بہشت و نعماتِ بہشت کو زمین اور زراعتِ زمین سے تبدیل فرمادیا اور زبانِ عربی کو زبانِ سریانی سے بدل دیا۔ اور پانچ پیغمبر عبرانی تھے

؎[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ علماء کے درمیان نبی و رسول کی تفسیر میں اختلاف اور ان دونوں معنی کے درمیان فرق ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں لفظوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رسول وہ ہے جو معجزہ کتاب لایا ہو اور نبی غیر رسول وہ ہے کہ اس پر کتاب نازل نہ ہوئی ہو بلکہ لوگوں کو دُوسرے پیغمبر کی کتاب کے مطابق دعوت دیتا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ رسول وہ ہے کہ اس کی شریعت گزشتہ شریعتوں کی ناسخ ہو۔ اور نبی اس سے زیادہ عام ہے اور سابقہ اور ان کے علاوہ اور دُوسری حدیثوں سے جنکو ہم نے بخوف طوالت ترک کر دیا ظاہر ہوتا ہے کہ رسول وہ ہے جو القائے وحی کے وقت ملک کو بیداری میں دیکھتا ہے اور اس سے گفتگو کرتا ہے اور نبی اس سے زیادہ عام ہے۔ پس نبی غیر رسول وُہ ہے جو ملک کو القائے وحی کے وقت نہیں دیکھتا بلکہ یا خواب میں دیکھتا ہے یا اس کے دل میں الہام ہوتا ہے یا آوازِ ملک اس کے کان میں پہنچتی ہے اور ملک کو نہیں دیکھتا گو دُوسرے اوقات میں دیکھتا بھی ہو۔ اور محققین علماء کی ایک جماعت نے بھی اسی طرح تفریق کی ہے۔ ۱۲ منہ

جن کی زبان عربی تھی۔ اسحٰق و یعقوب و موسیٰ و داؤد و عیسےٰ علیہم السّلام۔ اور پانچ عرب سے ہوئے۔ ہود، صالح، شعیب، اسمٰعیل علیہم السّلام اور محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ اور پیغمبروں میں چار بیک وقت مبعوث تھے ابراہیم، اسحٰق، یعقوب اور لُوط علیہم السّلام اور ابراہیم و اسحٰق علیہما السّلام ارض بیت المقدس و شام کی طرف مبعوث ہُوئے اور یعقوب علیہ السّلام زمین مصر کی جانب اور اسمٰعیلؑ زمین جرہم کی سمت اور جرہم کعبہ کے گرد عمالیق کے بعد ساکن ہوئے تھے ان کو اس لیئے عمالیق کہتے ہیں کہ یہ لوگ نسل عملاق بن لوط بن سام بن نوح علیہ السّلام سے تھے اور لُوطؑ چار شہروں کی جانب مبعوث ہوئے سدوم و عامور و صنعا و اروما اور تین پیغمبر بادشاہ ہُوئے۔ یوسفؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ۔ اور چار بادشاہ تمام دُنیا کے بادشاہ ہُوئے دو مومن ذوالقرنین و سلیمانؑ۔ اور دو کافر نمرود بن کوش بن کنعان اور بخت نصّر۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے جتنے پیغمبروں کو خدا نے مبعوث فرمایا ہر ایک کو اس کی اُمّت کی زبان پر مبعوث فرمایا اور مجھ کو ہر سیاہ و سُرخ کی طرف زبانِ عربی ہی کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

دوسری حدیث معتبر میں امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے کوئی کتاب اور وحی نہیں بھیجی مگر لغت عرب میں مگر وہ پیغمبروں تک ان کی قوم کی زبان میں پہنچتی تھی اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تک زبان عربی ہی میں آتی تھی۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک زندیق نے حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تفسیر آیات قرآن کے متعلق چند سوالات کئے اور مسلمان ہُوا۔ اس کا ایک سوال یہ تھا کہ آپ اس آیت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں:۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ (آیت ۵۱ سورۃ شوریٰ پ۲۵) کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے گفتگو کرے مگر وحی کے عنوان سے یا پسِ پردہ سے یا کوئی رسول (یعنی فرشتہ) بھیجتا ہے جو وحی کرتا ہے خدا کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔ اور دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ خدا نے موسیٰؑ سے گفتگو کی جو کچھ کی۔ پھر فرمایا ہے کہ آدمؑ و حوّاؑ کو ان کے پروردگار نے ندا کی اور دُوسرے مقام پر فرمایا کہ اے آدمؑ تم مع اپنی زوجہ کے جنّت میں رہو۔ وہ (زندیق) سمجھتا تھا کہ یہ تمام آیتیں آپس میں ایک دُوسرے کی ضد ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا آیتِ اوّل کے بارے میں تو نہ ہُوا ہے اور نہ ہوگا کہ حق تعالیٰ بندوں کے ساتھ کلام کرے سوائے وحی کے۔ یا اس کے دل پر الہام

کرتا ہے یا خواب میں اس پر القا فرماتا ہے یا ایک آواز خلق فرماکر اس کے ذریعہ سے ہم کلام ہوتا ہے بغیر اس کے کہ بندہ اس کو دیکھے جیسے کوئی شخص پسِ پردہ سے کسی سے بات کرتا ہے یا کسی فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس کے حکم سے وحی لاتا ہے بتحقیق کہ رسول آسمانی رسُولوں میں سے ہوتے ہیں یعنی ملائکہ جن پر خدا کی وحی ہوتی ہے۔ پس رسُولانِ آسمان رسُولانِ زمین کو وُہ وحی پہنچاتے ہیں۔ اور کبھی رسولانِ زمین و حق تعالےٰ کے درمیان بلا واسطہ گفتگو ہوتی ہے۔ اور رسُولؐ خدا نے جبریلؑ سے پُوچھا کہ وحی کہاں سے حاصل کرتے ہو کہا اسرافیل سے۔ فرمایا اسرافیلؑ کہاں سے لیتے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا ایک ملک روحانی سے جو اُن سے بالاتر ہے۔ حضرتؐ نے پُوچھا اس ملک کو کہاں سے ملتی ہے عرض کی خدا اس کے دل میں القا فرماتا ہے۔ پس یہ وحی کلامِ خدا ہے اور کلامِ خدا ایک طرح پر نہیں۔ بعض وُہ ہیں کہ خدا نے پیغمبروں سے گفتگو کی ہے اور بعض وُہ ہیں جن کو ان کے دل میں خدا نے ڈالا ہے اور بعض پیغمبرانِ خدا خواب میں دیکھتے ہیں اور بعض کلام بھیجی ہوئی وحی ہیں جنکو لوگ تلاوت کرتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ اور ایک قسم وُہ ہے جو رسولانِ آسمان یعنی فرشتے رسولانِ زمین پر پہنچاتے ہیں۔ سائل نے عرض کی یا امیر المومنینؑ خدا آپ کے اجر کو زیادہ کرے آپ نے میرے دل کی گرہ کھول دی۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ نے جناب رسُولِ خداؐ سے اسرافیلؑ کی تعریف کی کہ وہ حاجب پروردگار ہیں اور خدا کی بارگاہ میں سب سے مقرب ہیں۔ اور لوح جو یاقوت سُرخ کا ہے اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہے۔ جب خداوند عالم بذریعہ وحی تکلم فرماتا ہے، پیشانیُ لوح پر نقش ہو جاتا ہے۔ وُہ لوح پر نظر کرتے ہیں جو کچھ اس جگہ پڑھتے ہیں ہم سے بیان کرتے ہیں۔ اور ہم اس کو آسمان و زمین تک پہنچاتے اور جاری کرتے ہیں۔ وُہ خدا سے مخلوق میں سب سے زیادہ نزدیک ہیں۔ ان کے اور خدا کے درمیان نور کے نوّے حجابات ہیں جو آنکھوں کو خیرہ کرتے ہیں جن کا وصف بیان سے باہر ہے اور میں اسرافیلؑ کے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ مقرب ہوں۔ میرے اور اُن کے درمیان ہزار سال کی راہ ہے [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ حجب سے مراد حجب معنوی ہیں۔ یعنی جناب مقدس ایزدی تعالیٰ شانہٗ کے تقدس و یکتائی و نورانیت کے حجابات جو اسرافیل کو اس کی حقیقت ذات وصفات کے ادراک سے مانع ہیں یا یہ مُراد ہے کہ اسرافیلؑ اور عرش کے اس مقام کے درمیان جہاں سے وحی صادر ہوتی ہے اس قدر فاصلہ ہے جیسا کہ دُوسری روایت میں وارد ہُوا ہے کہ لوح محفوظ کے دو کنارے ہیں ایک عرش پر ہے دُوسرا اسرافیلؑ کی پیشانی پر جب پروردگار جلّ ذکرہٗ وحی کے ذریعہ سے تکلم فرماتا ہے لوح پیشانیُ اسرافیلؑ سے ٹکراتی ہے وُہ لوح پر نظر کرتے ہیں اور جو کچھ دیکھتے ہیں جبرئیلؑ سے بیان کرتے ہیں۔ ۱۲

بسندِ معتبر منقول ہے کہ زُرارہ نے حضرت صادقؑ سے دریافت کیا کہ کیوں کر رسُولِؐ خدا کو معلوم ہوتا تھا جو کچھ ان پر خدا کی جانب سے نازل ہوتا تھا کہ یہ خدا ہی کی طرف سے ہے شیطان کی طرف سے نہیں ہے۔ فرمایا جس وقت حق تعالےٰ بندہ کو رسول بناتا ہے اس کو سکینہ و وقار عطا فرماتا ہے۔ اس لئے جو کچھ اس پر خدا کی جانب سے نازل ہوتا ہے اس طرح ظاہر ہوتا ہے جیسے کوئی چیز کوئی شخص اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہو۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ آنحضرتؐ سے لوگوں نے پُوچھا کہ پیغمبرانِ خدا کس طرح جانتے ہیں کہ وُہ پیغمبر ہیں۔ فرمایا کہ پردے اُن کے دلوں سے اُٹھے ہوتے ہیں یعنی وُہ صاحبِ یقین خلق کئے گئے ہیں ان کو شک نہیں ہوتا۔

بسندِ معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ پیغمبروں کا خواب وحی ہے۔ اور دُعائے اُمّ داؤد میں جو پندرھویں ماہِ رجب کے اعمال کے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کچھ پیغمبروں کے نام ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے:۔ اللھم صل علے هابیل وشیث و ادریس ونوح وهود وصالح وابراهیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب ویوسف و الاسباط ولوط وشعیب وایوّب وموسٰی وهارون ویوشع ومیشا والخضر و ذی القرنین ویونس والیاس والیسع وذی الکفل وطالوت وداؤد وسلیمان وزکریا وشعیبا ویحییٰ وتورخ ومتی والمیا وحیقوق ودانیال وعزیر وعیسٰی و شمعون وجرجیس وحواریّین والاتباع وخالد وحنظله ولقمان۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ مفضل نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ کیوں کر امام کو وہ تمام امور معلوم ہو جاتے ہیں جو اقطارِ زمین میں واقع ہوتے ہیں حالانکہ وُہ اپنے مکان میں بیٹھا رہتا ہے اور اس کے دروازہ پر پردہ لٹکا ہوتا ہے۔ فرمایا اے مفضل حق تعالیٰ نے پیغمبروں میں پانچ روحیں ودیعت کی ہیں۔ روحِ حیات جس سے حرکت کرتا ہے اور راستہ چلتا ہے۔ رُوح القلوب جس سے اُٹھتا ہے اور جہاد کرتا ہے۔ رُوح الشہور جس سے کھاتا پیتا ہے اور عورت سے مقاربت کرتا ہے۔ رُوح الایمان جس سے ایمان لاتا ہے اور لوگوں کے ساتھ عدالت کرتا ہے۔ اور رُوح القدس جس سے پیغمبری کا حامل ہوتا ہے۔ جب پیغمبر دُنیا سے جاتا ہے رُوح القدس اس امام کی طرف منتقل ہوتی ہے جو اس کے بعد ہوتا ہے۔ اس رُوح کو خواب و غفلت، لہو و تکبر سے تعلق نہیں۔ اور مذکورہ چاروں روحوں پر خواب بھی طاری ہوتا ہے وُہ غافل بھی ہو جاتی ہیں اور لہو و تکبر بھی رکھتی ہیں۔ اور پیغمبر و امام بذریعہ رُوح القدس دیکھتے ہیں اور چیزوں کو جانتے ہیں۔

بسند[۱] موثق امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے آدم علیہ السلام سے عہد لیا تھا کہ اس درخت ممنوعہ کے پاس نہ جائیں۔ لیکن وہ گئے اور اُس درخت میں سے کھایا جیسا کہ خدا فرماتا ہے:۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا (آیت ۱۱۵ سورۃ طٰہٰ پ ۱۶) خدا نے ان کو زمین پر بھیجا تو ہابیل اور ان کی بہن ایک ساتھ پیدا ہوئے اور قابیل اور اس کی بہن ایک بار پیدا ہوئے۔ حضرت آدمؑ نے اپنے دونوں بیٹوں ہابیل و قابیل کو خدا کی بارگاہ میں قربانی کا حکم دیا۔ ہابیل مویشیوں کے مالک تھے اور قابیل زراعت کرتا تھا۔ ہابیل نے ایک نہایت عمدہ گوسفند کی قربانی کی اور قابیل نے جو کہ اپنی زراعت سے بے خبر رہتا تھا معمولی اور وہ بالیاں جو پاک وصاف نہ تھیں، قربانی کے لئے پیش کیں۔ اس لئے ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی نہیں ہوئی جیسا کہ خداوندِ عالم فرماتا ہے:۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ (آیت ۲۷ سورۃ مائدہ پ ۶) اے رسولؐ ان لوگوں سے آدمؑ کے دونوں بیٹوں کا صحیح قصہ بیان کردو جب ان دونوں نے قربانیاں خدا کی بارگاہ میں پیش کیں تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہیں" اس زمانہ میں جب قربانی قبول ہوتی تھی تو ایک آگ پیدا ہو کر اس کو جلا دیتی تھی۔ پس قابیل نے آتش کدہ بنایا اور وہ پہلا شخص تھا جس نے آگ کے لئے گھر بنایا اور کہا میں اس آگ کی پرستش کروں گا تاکہ میری قربانی قبول کرے۔ دشمن خدا شیطان نے قابیل سے کہا کہ ہابیل کی قربانی مقبول ہوگئی اور تیری قبول نہیں ہوئی۔ اگر تُو اس کو زندہ چھوڑ دے گا تو اس کے فرزند پیدا ہوں گے جو تیرے فرزندوں پر اس بارے میں فخر کریں گے یہ سُن کر قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا۔ پھر جب آدمؑ کے پاس آیا تو حضرتؑ نے پوچھا کہ ہابیل کہاں ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ آپ نے مجھ کو اس کی حفاظت و نگرانی کے لئے نہیں مقرر کیا تھا۔ حضرت آدمؑ نے جا کر دیکھا تو ہابیل کو مقتول پایا۔ فرمایا اے زمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو کیوں کر تُو نے خون ہابیل کو قبول کر لیا۔ پھر چالیس شب و روز روتے رہے اور خدا سے دُعا کرتے تھے کہ ایک فرزند عطا فرمائے، تو ان کے ایک فرزند پیدا ہُوا جس کا نام انہوں نے ہبتہ اللہ رکھا کیونکہ خداوند عالم نے ان کو سوال کے عوض بخشا تھا۔ حضرت آدمؑ اس فرزند کو بہت دوست رکھتے تھے۔ جب آدمؑ کی پیغمبری تمام ہوئی اور اُن کی عمر کا آخری زمانہ آیا تو خدا نے وحی کی کہ اے آدمؑ تمہاری پیغمبری ختم ہوئی اور تمہاری عمر کے ایام پُورے ہو چکے تو وُہ علم جو ایمان و اسم بزرگ خدا

[۱] یہ ایک طولانی حدیث ہے اس کے بعد اس کے تمام مضامین مفصل طور پر حضرت آدمؑ کے حال میں آرہے ہیں۔ یہاں تکرار طوالت کے خوف سے ضرورت کے مطابق صرف خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ ۱۲ (مترجم)

اور میراثِ علم و آثارِ پیغمبری کے تمہارے پاس ہیں اپنے بیٹوں میں سے ہبتہ اللہ کو سپرد کردو بیشک میں ان تبرکات وعلوم وغیرہ کو تمہارے بعد تمہاری ذریت سے قیامت تک ہرگز منقطع نہ کروں گا۔ اور کبھی زمین کو خالی نہ چھوڑوں گا۔ اس میں ایک عالم کو ہمیشہ باقی رکھوں گا جس کے ذریعہ سے لوگ میرا دین اور طریقِ طاعت و عبادت کو پہچانیں جس سے ہر اس شخص کی نجات ہوگی جو تمہاری اور نوحؑ کی اولاد سے ہوگا۔ اس وقت حضرت آدمؑ نے نوحؑ کو یاد کیا اور کہا حق تعالےٰ ایک پیغمبر بھیجے گا جو لوگوں کو خدا کی طرف بُلائے گا۔ لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو خدا اس کی قوم کو طوفان کے ذریعہ سے ہلاک کرے گا۔ آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان دس پُشت کا فاصلہ تھا جو سب پیغمبرانِ خدا تھے۔ اور آدمؑ نے ہبتہ اللہ سے نوحؑ کے بارے میں وصیت کی کہ تم میں سے جو ان سے مُلاقات کرے چاہیئے کہ ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے تاکہ طوفان سے نجات پائے۔ جب آدمؑ مرضِ موت میں مبتلا ہُوئے تو ہبتہ اللہ کو طلب فرمایا اور کہا کہ اگر جبرئیلؑ یا دُوسرے فرشتوں کو دیکھو تو میرا سلام پہنچاؤ۔ اور کہو کہ میرے پدر نے تم سے بہشت کے میووں میں ایک ہدیہ طلب کیا ہے۔ ہبتہ اللہ نے جبرئیلؑ سے مُلاقات کی اور اپنے پدر کا پیغام پہنچایا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اے ہبتہ اللہ تمہارے پدر نے عالم قدس کی طرف رحلت فرمائی اور میں اُن پر نماز پڑھنے کے لئے نازل ہوا ہوں۔ ہبتہ اللہ واپس آئے تو دیکھا کہ حضرت آدمؑ نے دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ پھر جبرئیلؑ نے آنحضرتؑ کو غسلِ میت کی تعلیم دی۔ ہبتہ اللہ نے ان کو غسل دیا جب نماز کا موقع آیا تو ہبتہ اللہ نے کہا اے جبرئیلؑ سامنے کھڑے ہو کر آدمؑ پر نماز پڑھو جبرئیلؑ نے عرض کی اے ہبتہ اللہ چونکہ خدا نے ہم کو حکم دیا کہ تمہارے باپ کو بہشت میں سجدہ کریں لہذا ہم کو لازم نہیں ہے کہ ان کے کسی فرزند کی امامت کریں۔ پھر ہبتہ اللہ آگے کھڑے ہوئے اور آدمؑ پر نماز پڑھی۔ جبرئیلؑ ان کے پیچھے ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ کھڑے ہُوئے اور تیس تکبیریں کہیں۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ پچیس تکبیریں فرزندانِ آدمؑ کے لیے کم کردو۔ لہٰذا آج ہم میں پانچ تکبیریں سُنّت ہیں۔ اور رسُولؐ اللہ نے اہلِ بدر پر سات اور نو تکبیریں بھی کہی ہیں۔ جب ہبتہ اللہ نے آدمؑ کو دفن کیا قابیل اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ہبتہ اللہ مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ آدمؑ نے تم کو اس علم سے مخصوص کیا ہے جس سے مجھ کو محروم کر دیا تھا۔ اور وُہ وہی علم ہے جس سے تمہارے بھائی ہابیل نے دُعا کی تو اس کی قربانی قبول ہوئی۔ اور میں نے اس لئے اس کو مار ڈالا کہ اس کے لڑکے نہ پیدا ہوں جو میرے فرزندوں پر فخر کریں

اور نہ کہیں کہ ہم اُس کے فرزند ہیں جس کی قربانی قبول ہُوئی اور تم اس کے فرزند ہو جس کی قربانی قبول نہیں ہُوئی۔ اور اگر تم مجھ پر وُہ علم کچھ ظاہر نہ کروگے جس سے تمہارے باپ نے تم کو مخصوص کیا ہے تو تم کو بھی مار ڈالوں گا جس طرح تمہارے بھائی ہابیل کو مار ڈالا پس ہبۃ اللّٰد اور اُن کے فرزند جو کچھ ان کے پاس علم و ایمان و اسم اکبر و میراث وعلم و آثار علم پیغمبری سے تھا پوشیدہ رکھتے تھے یہاں تک کہ حضرت نوحؑ مبعوث ہُوئے اور وصیت ہبۃ اللّٰد ظاہر ہوئی تو اس زمانہ کے لوگوں نے جب حضرت آدمؑ کی وصیت پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ ان کے باپ آدمؑ نے حضرت نوحؑ کے بارے میں خوشخبری دی ہے تو ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی و تصدیق کی۔ حضرت آدمؑ نے ہبۃ اللّٰد کو یہ بھی وصیت کی تھی کہ اس وصیت کو ہر سال کے شروع میں سب دیکھا کریں اور اس پر قائم رہنے کا عہد کرتے رہیں وُہ دن ان کے لئے عید کا ہوگا۔ لہذا وہ لوگ اس وصیت کو دیکھا کرتے اور عہد کیا کرتے تھے۔ یہی سُنّت ہر پیغمبر کی وصیت میں حضرت محمدؐ کے مبعوث ہونے تک جاری رہی۔ اور نوحؑ کو لوگوں نے اسی علم کے ذریعہ سے پہچانا جو ان کے پاس تھا۔ یہی معنی ہیں اس آیت کے۔ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا تا آخر (آیت ۵۹ سورۃ اعراف پ۸) اور آدمؑ و نوحؑ کے درمیان کچھ پیغمبرؑ ایسے گزرے ہیں جو اپنے کو پوشیدہ رکھتے تھے اسی سبب ان کا ذکر قرآن میں مخفی رکھا گیا ہے اور اُن کا نام نہیں لیا گیا۔ اور کچھ پیغمبر ایسے تھے جو اپنے کو ظاہر کرتے تھے اس لئے ان کا نام لیا گیا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (آیت ۱۶۴ النسا: پ۶) یعنی کچھ رسُول ایسے ہیں جن کا قصّہ ہم نے تم کو تبلایا ہے اور کچھ ایسے رسُول ہیں جن کا قصّہ ہم نے نہیں بیان کیا۔" حضرتؑ نے فرمایا کہ جن کا نام نہیں لیا گیا وُہ پوشیدہ رہے ہیں اور جن کا نام لیا گیا ہے وُہ ظاہر بظاہر مبعوث تھے۔ غرض نوحؑ نے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کی ان کی پیغمبری میں کوئی شریک نہ تھا لیکن وُہ مبعوث ہُوئے تھے۔ اس گروہ پر جو تکذیب کرنے والے تھے انہوں نے ان پیغمبروں کی بھی تکذیب کی جو نوحؑ اور آدمؑ کے درمیان گزرے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ قومِ نوحؑ نے خدا کے ان پیغمبروں کی تکذیب کی جو ان کے اور آدمؑ کے درمیان ہُوئے۔ پھر جب نوحؑ کی پیغمبری ختم ہوئی اور اُن کا زمانہ تمام ہوا حق تعالےٰ نے وحی فرمائی کہ اے نوحؑ اب تم اسم بزرگ و میراثِ علم و آثار علم پیغمبری اپنے بعد اپنی ذریت میں سے سام کو سپُرد کرو جس طرح ان چیزوں کو میں نے پیغمبروں کے خاندان سے منقطع نہیں کیا جو تمہارے اور آدمؑ کے درمیان ہُوئے ہیں اور ہرگز زمین کو خالی نہیں چھوڑوں گا مگر یہ کہ اس میں کوئی عالم رہے گا

جس سے میراث دین و عبادت کا طریقہ لوگ سمجھیں جو اُن لوگوں کی نجات کا سبب ہوتا ہے جو ایک پیغمبر کی مَوت کے وقت سے دُوسرے پیغمبر کے مبعوث ہونے تک پیدا ہوتے ہیں۔ سام کے بعد ہود علیہ السلام پیغمبر ہُوئے۔ نوحؑ اور ہودؑ کے درمیان بعض مخفی پیغمبر تھے، اور بعض ظاہر بظاہر مبعوث تھے۔ اور نوحؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ ایک پیغمبر بھیجے گا جس کا نام ہودؑ ہوگا۔ وُہ اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دے گا اور وُہ اس کی تکذیب کرے گی تو خدا اس قوم کو ہلاک کرے گا۔ لہذا تم میں سے جو شخص اس کے زمانہ تک رہے بیشک اس پر ایمان لائے اور اس کی پیروی کرے۔ حق تعالیٰ اس کو عذاب سے نجات دے گا اور نوحؑ نے اپنے بیٹے سام کو حکم دیا کہ اس وصیت کو ہر سال کے آغاز میں جس روز کہ عید ہوتی ہے ملاحظہ کیا کریں اور اس پر قائم رہنے کا عہد کرتے رہیں۔ جب خدا نے حضرت ہودؑ کو مبعوث کیا لوگوں نے اُن کو اُسی خوشخبری کے مُطابق پایا جو ان کے باپ نوحؑ نے کی تھی تو اُن پر ایمان لائے اور اُن کی تصدیق و پیروی کی اور عذابِ خدا سے نجات پائی جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (آیت ۶۵ الاعراف پ۸) پھر فرماتا ہے۔ كَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِيْنَ (آیت ۱۲۳ سورۃ الشعراء پ۱۹ تا آخر آیۃ)، اور فرمایا ہے: وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ط (آیت ۱۳۲ سورۃ بقرہ پ۱) پھر فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ و یعقوبؑ (سے فرزند) عطا کیئے اور ہر ایک کی ہدایت کی اور بعض کی پہلے ہدایت کی تاکہ پیغمبری کو ان کے اہلبیت میں قرار دیں تو پیغمبروں کی ذریت سے وُہ لوگ مامور ہُوئے جو ابراہیمؑ سے پیشتر تھے تاکہ حضرت ابراہیمؑ کے آنے کی خبر دیں اور آنحضرتؐ کے بارہ میں عہد و وصیت کرتے رہیں۔ اور ہودؑ اور ابراہیمؑ کے درمیان دس پشت کا فاصلہ تھا جو سب کے سب پیغمبر تھے۔ پس یہی سُنّت الٰہی تھی کہ ہر مشہور نبی و پیغمبر کے درمیان دس یا نو یا آٹھ پُشت کا فاصلہ تھا جو سب کے سب پیغمبر ہوتے تھے اور ہر پیغمبر اپنے بعد کے پیغمبر کے مبعوث ہونے کی خبر اور اپنے اوصیا کو اس وصیت پر عہد کرتے رہنے کا حکم دیا کرتا تھا جیسا کہ آدمؑ و نوحؑ وصالحؑ و شعیبؑ و ابراہیمؑ نے کیا یہاں تک کہ یہ سلسلہ یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ تک پہنچا؛ اور یوسفؑ کے بعد ان کے بھائی کے فرزندوں میں جاری ہوا جو اسباط تھے۔ ان سے حضرت موسیٰؑ بن عمران تک منتہی ہوُا اور یوسفؑ اور موسیٰؑ کے درمیان دس پیغمبر گزرے پھر خداوند عالم نے اُن کو فرعون و ہامان اور قارون کی طرف بھیجا۔ اور حق تعالیٰ نے ہر اُمت کی طرف پے در پے پیغمبروں کو بھیجا اور لوگ تکذیب کرتے رہے خدا ان کو معذب کرتا رہا پھر بنی اسرائیل کا زمانہ آیا جنہوں نے ایک روز میں دو دو تین تین چار چار پیغمبروں کو قتل کیا

یہاں تک کہ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ ستر ستر پیغمبر مار ڈالے جاتے تھے اور وہ لوگ مطلق پرواہ نہ کرتے تھے۔ بازار صبح سے شام تک کھلے رہتے تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل ہوئی تو انہوں نے حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بشارت دی موسیٰؑ کے وصی یوشع بن نون اور اُن کے وصی فتا تھے جیسا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰاهُ (آیت ۶۰ سورۃ کہف پ۱۵) پس برابر پیغمبرانِ خدا محمدؐ کے بارے میں بشارت دیتے رہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یَجِدُوْنَهٗ یعنی یہود و نصاریٰ صفتِ نامِ محمدؐ پاتے ہیں۔ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ (آیت ۱۵۷ سورۃ الاعراف پ۹) ان کے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا موجود ہے جو ان کو نیکی کا حکم اور بدی کی ممانعت کرتی ہے۔ اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی حکایت کی ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (آیت ۶ سورۃ الصف پ۲۸) انہوں نے اس رسولؐ کی بشارت دی جو ان کے بعد آئیں گے جن کا نام احمدؐ ہوگا۔" غرض موسیٰؑ و عیسیٰؑ نے محمدؐ کے بارے میں خوشخبری دی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین جیسا کہ بعض پیغمبروں نے بعض پیغمبروں کی بشارت دی تھی یہانتک کہ یہ سلسلہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا۔ جب آنحضرتؐ کی پیغمبری کا زمانہ تمام ہوا اور آپ کی عمر آخر ہوئی حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے محمدؐ اب تم ان تمام تبرکات اسمِ اکبر و میراث علم و آثار پیغمبری علیؑ بن ابی طالب کو سپرد کردو کیونکہ میں ان چیزوں کو تمہارے بعد تمہارے فرزندوں سے قطع نہ کروں گا جس طرح ان پیغمبروں کے خانوادوں سے قطع نہیں کیا جو تمہارے اور تمہارے باپ آدمؑ کے درمیان تھے۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (آیت ۳۴ سورۃ آل عمران پ۳) یعنی خدا نے آدمؑ و نوحؑ و آلِ ابراہیمؑ و آلِ عمرانؑ کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا اور ان میں سے بعض کی ذریت کو بعض پر فضیلت دی اور خدا سب کچھ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور محمدؐ و آلِ محمدؐ آلِ ابراہیمؑ میں داخل ہیں۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ بیشک خدا نے علم کو جہل نہیں قرار دیا ہے یعنی علما کے معاملہ کو تاریکی میں نہیں چھوڑا ہے بلکہ ہر عالم اور ہر پیغمبر اور ہر امام پر نص فرمایا ہے اور مخلوق میں ان لوگوں کو پہچنوا دیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ خدا اس شخص کو خلق کے لئے مقرر فرمائے جس کی خلافت پر لوگ یقین نہیں کرتے اور جو احکامِ خدا اور خلق کی مصلحتوں سے واقف نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے امر دین کو کسی ملک مقرب اور کسی پیغمبر مرسل پر کبھی نہیں چھوڑا بلکہ وہ ملائکہ میں سے ایک رسول کو ان باتوں کا حکم دیکر جنکو پسند کرتا ہے اور ان باتوں سے منع کرکے جنکو پسند نہیں کرتا اپنے پیغمبر کی طرف بھیجا گیا ہے اور [illegible] کے ذریعہ علم گذشتہ اور آئندہ سے خبردار کرتا رہا ہے پس اس علم کو پیغمبرانِ خدا

اور اس کے برگزیدہ لوگوں نے اپنے باپ دادا اور بھائیوں سے سیکھا جو برگزیدہ ذریت سے تھے جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن میں فرمایا ہے بہ تحقیق کہ ہم نے آلِ ابراہیمؑ کو کتاب و حکمت عطا کی اور بادشاہی بزرگ مرحمت فرمائی۔ کتاب سے مراد پیغمبری اور حکمت سے یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ حکیم اور دانا اور برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں اور پیغمبر ہیں اور سب کے سب اسی ذریت سے ہیں جن میں بعض کو بعض سے برگزیدہ کیا ہے اور جن میں حق تعالیٰ نے پیغمبری قرار دی ہے اور ان میں نیک عاقبت اور عہد کی حفاظت کرنے کو مقرر کر رکھا ہے یہاں تک کہ دُنیا ختم ہو۔ پس وہ لوگ دانا اور دائی امرِ خدا اور علمِ خدا کے استنباط کرنے والے اور لوگوں کے ہدایت کرنے والے ہیں۔ یہ ہے اس فضیلت کا بیان جسے خدا نے پیغمبروں رسُولوں اور حکیموں اور پیشوایانِ ہدایت اور خلیفہ ہائے خدا میں جو اس کے دائی امر اور اس کے علم کے استخراج کرنے والے اور اہلِ آثار ہیں اس ذریت سے جو بعض سے بعض برگزیدہ لوگوں میں سے ہوئے ہیں۔ پیغمبروں کے بعد آل و برادران سے اور اس ذریت سے جن سے پیغمبروں کی خانہ آبادی تھی۔ پس جو شخص کہ ان کے علم و ہدایت کے ساتھ عمل کرتا ہے ان کی مدد سے نجات پاتا ہے۔ اور جو شخص کہ والیانِ امرِ خلافتِ خدا اور اہل استنباط علم خدا کو پیغمبروں کے غیر برگزیدہ رشتہ داروں میں سے قرار دیتا ہے وہ حکم خدا کی مخالفت کرتا ہے اور جاہلوں کو دائی امرِ خدا بناتا ہے۔ اور جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا کی جانب سے ہدایت کے بغیر علمِ الٰہی کے جاننے والے ہیں اور اہل استخراجِ علمِ خدا ہیں۔ تو وہ لوگ خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں اور وصیت و فرمانبرداریٔ خدا سے پھر گئے ہیں انہوں نے فضلِ خدا کو اس مقام پر نہیں قرار دیا جس جگہ کہ خدا نے قرار دیا ہے پس وہ لوگ گمراہ ہیں اور اپنے پیروی کرنے والوں کو گمراہ کرتے ہیں قیامت میں ان کے لیئے کوئی حجت نہ ہوگی اور سوائے آلِ ابراہیمؑ کے کوئی حجت نہیں ہے۔ اس لئے کہ خدا نے فرمایا کہ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ (آیت ۵۴ سورۃ نساء پ۵) پس حجت پیغمبروں کی اور ان کے گھر والوں کی قیامت کے دن تک کیونکہ کتابِ خدا اس وصیت پر ناطق ہے۔ خدا نے خبر دی ہے کہ یہ خلافتِ کبریٰ فرزندانِ انبیاء اور گھروں کے چندر رہنے والوں میں ہے جنکو حق تعالیٰ نے تمام لوگوں پر بلندی عطا فرمائی ہے اور فرمایا ہے۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ (آیت ۳۶ سورۃ نور پ۱۸) آیہ نور کے بعد جو اہلِ بیت کی شان میں نازل ہوئی تھی اس آیت کو نازل کیا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اُن مکانوں میں جن میں کہ خدا نے اجازت دی ہے اور مقدر و مقرر فرمایا ہے کہ بلند کئے جائیں اور اس میں اس کا ذکر کیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ مکانات ہمارے یا پیغمبروں اور رسُولوں اور دانا لوگوں اور ہدایت کے پیشواؤں کے ہیں۔ یہی ہے ایمان کا سرا جس کو پکڑنے سے تم سے پہلے نجات پانے والوں نے نجات پائی ہے اور اسی سے وہ نجات پائے گا جو تمہارے

بعد ہدایت کی متابعت کرے بیشک خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ پہلے نوحؑ کی ہم نے ہدایت کی
اور اس کی ذریت سے داؤدؑ و سلیمانؑ و ایوبؑ و یوسفؑ و موسیٰؑ و ہارونؑ کی۔ اور اسی طرح ہم
نیک بندوں کو زکریاؑ و یحییٰؑ و عیسیٰؑ و الیاسؑ کی خبر دیتا ہوں کہ ہر ایک ان میں شائستہ تھے
اور اسمٰعیلؑ و یسعؑ و لوطؑ بھی برگزیدہ تھے۔ اور ہم نے کل عالم پر ہر ایک کو اور ان کے باپ دادا
اور ان کی ذریت کو اور ان کے بھائیوں کو فضیلت دی اور ان کو برگزیدہ کیا اور راہِ راست کی
ہدایت کی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنکو ہم نے کتاب و حکمت و پیغمبری عطا کی۔ اگر یہ گروہ اُن لوگوں سے
انکار کرے گا تو ہم نے ایک ایسی قوم کو ان کے ساتھ موکل کیا ہے جو اُن کی منکر نہیں۔ حضرت نے
فرمایا یعنی اگر اُمت کافر ہو جائے گی تو ہم نے تیرے اہلِ بیت کو اس ایمان کے ساتھ موکل کیا ہے
جس کے ساتھ تجھ کو (آراستہ کرکے) بھیجا ہے تو یہ لوگ ہرگز کافر نہ ہوں گے اور میں اُس ایمان
کو ضائع نہ کروں گا جس سے تجھے آراستہ کرکے بھیجا ہے۔ اور تیرے اہل بیت کو تیرے بعد تیری
اُمت میں راہِ ہدایت کا مرکز اور تیرے بعد امرِ خلافت کا والی اور اپنے علم کا حامل قرار دیا ہے جن
میں قطعی کوئی جھوٹ کوئی گناہ مکر فریب اور ریا نہیں ہے۔ اس بیان میں جو کچھ کہ خدا نے اس
اُمت کے معاملہ کے متعلق ان کے پیغمبر کے بعد ظاہر فرمایا ہے کوئی ابہام نہیں ہے اس لیئے
کہ خدا نے اپنے پیغمبر کے اہلبیت کو مطہر و معصوم بنایا ہے اور ان کی محبت کو آنحضرتؐ کی رسالت
کا اجر قرار دیا ہے اور ان کے لیئے ولایت و امامت جاری کی ہے اور اُن کو آنحضرتؐ کی امّت میں
آپ کے بعد اوصیا، دوست اور امام بنایا ہے۔ پس اے گروہِ مردم عبرت حاصل کرو۔ جو
کچھ میں کہتا ہوں اس پر غور کرو کہ حق تعالےٰ نے کہا اپنی امامت و طاعت و استنباط علم قرار
دیا ہے پس اُس کو قبول کرو اور اس سے تمسّک کرو تاکہ نجات پاؤ اور تمہارے لیئے قیامت
کے روز اس پر حجت ہو اور رستگاری حاصل کرو کیوں کہ یہ لوگ تمہارے اور خدا کے درمیان وسیلہ
اور واسطہ ہیں۔ اور تمہاری ولائت خدا تک نہ پہنچے گی مگر ان ہی لوگوں کے ذریعہ سے۔ پس
جو شخص اس پر عمل کرے گا خدا پر لازم ہے کہ اس کو دوست رکھے اور اس پر عذاب نہ کرے۔ اور
جو شخص اس کے خلاف عمل کرے گا خدا پر لازم ہے کہ اس کو ذلیل اور معذّب کرے۔ بیشک بعض
پیغمبروں کی رسالت ایک گروہ سے مخصوص تھی اور بعض کی رسالت عام تھی۔ نوحؑ روئے
زمین کے تمام باشندوں کی طرف بھیجے گئے ان کی پیغمبری عام تھی اور رسالت شامل۔ اور
ہودؑ قوم عاد کی طرف مخصوص پیغمبری کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ اور صالحؑ ثمود کی طرف جو
ایک چھوٹے گاؤں کے باشندے تھے اور دریا کے کنارے صرف چالیس گھروں کی
[illegible] اور [illegible] والوں پر مقرر ہوئے [illegible] لوگ پورے نہ تھے۔ اور

ابراہیمؑ کی پیغمبری پہلے کوثاریا والوں کے لیئے تھی جو عراق کے موضعوں میں سے ہے
پھر اُس جگہ سے ہجرت کی۔ جنگ و جدل کے لیئے ہجرت نہیں جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ
ابراہیمؑ نے کہا:۔ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿(آیت ۹۹ سورۃ والصّٰفّٰت پ۲۳) یعنی میں
اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں وہ جلد میری ہدایت کرے گا" پس ابراہیمؑ کی
ہجرت بغیر جنگ کی تھی۔ اور اسحٰقؑ کی نبوّت ابراہیمؑ کے بعد تھی۔ اور یعقوبؑ کی نبوّت زمینِ
کنعان کے لئے تھی۔ اس جگہ سے وہ مصر گئے اور وہیں عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ آپ کی میّت
کنعان میں لاکر دفن کی گئی۔ اور جو خواب کہ حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ گیارہ ستاروں نے اور آفتاب
و ماہتاب نے ان کو سجدہ کیا تو ابتدا میں آپ کی نبوّت مصر والوں کے لیئے تھی۔ اور آپ کے بعد
بارہ نفر اسباط ہوئے۔ پھر خدا نے موسیٰؑ و ہارونؑ کو مصر کی طرف بھیجا۔ اور موسیٰؑ کے بعد یوشعؑ
بن نون کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔ ان کی پیغمبری پہلے اُس صحرا میں تھی جس میں اسرائیل سرگشتہ
پھر اکیئے اس کے بعد بہت سے دوسرے پیغمبر ہوئے کہ جن میں سے بعض کا قصّہ محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے لیئے خدا نے ذکر فرمایا ہے اور بعض کا نہیں۔ پھر حق تعالیٰ نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کو
بنی اسرائیل کی طرف بھیجا اور بس۔ آپ کی پیغمبری بیت المقدس کی طرف تھی۔ آپ کے بعد بارہ
نفر حوارین ہوئے اور آپ کے بقیہ عزیزوں میں ہمیشہ ایمان پوشیدہ رہا۔ حضرت عیسیٰؑ کے۔
آسمان پر جانے کے بعد حق تعالےٰ نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تمام جن و انس کی طرف
بھیجا اور وہ آخری پیغمبرؐ تھے اُن کے بعد بارہ وصی مقرر فرمائے ہم نے بعض سے ملاقات کی،
بعض گزر گئے اور بعض آئندہ ہوں گے۔ یہ ہے امرِ پیغمبری و رسالت۔ اور ہر پیغمبر جو کہ بنی اسرائیل
کی طرف مبعوث ہوئے خاص ہوں یا عام ہر ایک کے وصی ہوئے ہیں اور سنّتِ الٰہی جاری
ہوئی ہے اور اوصیا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد ہیں سنتِ اوصیائے عیسیٰؑ
پر ہیں۔ اور حضرت امیر المومنینؑ حضرت مسیح علیہ السّلام کی سنت پر تھے۔ یہ ہے بیان
پیغمبروں کے بعد اوصیا کے بارے میں سنتِ الٰہی کا۔ صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہم اجمعین۔

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میں سیّدؐ
اور بہترین پیغمبراں ہوں اور میرا وصی سیّد و اشرف اوصیائے پیغمبراں ہے اور میرے اوصیا بھی
بہترین اوصیائے پیغمبراں ہیں۔ بیشک حضرت آدمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ ان کے لئے شائستہ
وصی مقرر فرمائے تو حق تعالےٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ میں نے پیغمبروں کو رسالت کے ساتھ گرامی
کیا اور اپنی مخلوق کی آزمائش کی تو ان میں سے نیک لوگوں کو پیغمبروں کا وصی قرار دیا
اے آدمؑ تم شیثؑ کو وصیت کرو۔ وہ آدمؑ کے فرزند ہبۃ اللہ ہیں۔ حضرت آدمؑ نے

ان کو اپنا وصی قرار دیا۔ شیثؑ نے اپنے فرزند شبانؑ کو وصیت کی جو اس حور یہ کے بطن سے تھے جس کو خدا نے بہشت سے بھیجا تھا اور آدمؑ نے اس کو شیثؑ سے تزویج فرمایا تھا۔ شبانؑ نے اپنے بیٹے محلثؑ کو وصیت کی اور محلثؑ نے محوقؑ کو اور محوقؑ نے عمیثاؑ کو انہوں نے اخنوخؑ کو جو ادریسؑ ہیں۔ اور ادریسؑ نے ناحورؑ کو وصیت کی اور ناحورؑ نے وصیتوں کو حضرت نوحؑ کے سپرد کیا اور نوحؑ نے سام کو وصیت کی اور سامؑ نے عثامرؑ کو عثامرؑ نے برعیثاشاؑ کو اور برعیثاشاؑ نے یافثؑ کو یافثؑ نے برہؑ کو انہوں نے جفینہؑ کو وصیت کی اور جفینہؑ نے عمرانؑ کو اور عمرانؑ نے وصیتوں کو حضرت ابراہیمؑ کے سپرد کیا اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو وصیت کی اور اسمٰعیلؑ نے اسحاقؑ کو اور اسحٰقؑ نے یعقوبؑ کو اور یعقوبؑ نے یوسفؑ کو یوسفؑ نے بثریاؑ کو بثریاؑ نے شعیبؑ کو اور شعیبؑ نے وصیتوں کو موسیٰؑ بن عمران کے سپرد کیا اور موسیٰؑ نے یوشعؑ بن نون کو اور یوشعؑ نے داؤدؑ کو اور داؤدؑ نے سلیمانؑ کو اور سلیمانؑ نے آصفؑ بن برخیا کو اور آصفؑ نے زکریاؑ کو زکریاؑ نے صایاؑ کو اور صایاؑ نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کو وصیت کی اور عیسیٰؑ نے شمعونؑ کو اور شمعونؑ نے یحییٰؑ بن زکریا کو یحییٰؑ نے منذرؑ کو انہوں نے سلیمہؑ کو سلیمہؑ نے بردہؑ کو وصیت کی۔ پس رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بردہؑ نے وصیتوں کو مجھے تفویض کیا۔ اور اے علیؑ میں تم کو سپرد کرتا ہوں۔ اور تم اپنے وصی کو تفویض کرو اور تمہارا وصی تمہارے اُن وصیوں کو سپرد کرے گا جو تمہارے فرزندوں میں سے ہر ایک کے بعد دوسرے ہوں گے یہاں تک کہ تمہارے بعد یہ سلسلہ بہترینِ اہلِ زمین تک پہنچے گا جو آخر ائمہ ہے۔ اور لوگ تمہارے بارے میں شدید اختلاف کریں گے۔ جو شخص میری اُمّت میں سے تمہارے وصی ہونے کے اعتقاد پر قائم رہے گا ایسا ہے جیسے کہ میرے ساتھ قائم رہا۔ اور جو شخص کہ تم سے علیحدہ رہے گا اور تمہاری پیروی نہ کرے گا تو وُہ آتشِ جہنم میں ہوگا اور وُہ کافروں کی جگہ ہے۔

فصلِ سوم عصمتِ انبیاؑ وائمہؑ کا بیان

جاننا چاہیئے کہ علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم نے عصمتِ انبیاؑ واوصیا وائمہ پر اجماع کیا ہے اور اس پر کہ گناہانِ صغیرہ وکبیرہ اُن سے صادر نہیں ہوتے کسی طرح کے گناہ نہ سہو ونسیان کے طریقہ سے اور نہ تاویل میں خطا کی قسم سے اور نہ غلطی کی راہ سے۔ نہ پیغمبری سے قبل نہ بعد، نہ طفلی میں نہ بزرگی میں۔ اور کسی نے اس بارے میں مخالفت نہیں کی ہے سوائے ابنِ بابویہ اور شیخ ابومحمد بن الحسین بن الولید رحمۃ اللہ علیہما کے کہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ پیغمبروں اور اماموں وغیرہ سے حق تعالیٰ مصلحۃً سہو کرادیتا ہے۔

تاکہ وُہ چیز فراموش ہوجائے جو تبلیغ رسالت سے متعلق نہیں ہوتی اور تواتر اور اجماع سے معلوم ہے کہ ان کی عصمت پر اعتقاد رکھنا ائمہ کا مذہب ہے بلکہ دینِ شیعہ کی ضروریات سے ہے۔ اور عقلی ونقلی بے شمار دلیلیں اس امر پر کتب کلامیہ میں قائم کی گئی ہیں۔ بہت سی حد[illegible] ہر پیغمبر کے حالات میں کتاب امامت میں ذکر کی جائیں گی۔ بعض دلائل کے اشارے اِ[illegible] مقام پر اجمالاً ذکر کیئے جاتے ہیں۔

اول یہ کہ جب ان کی بعثت سے یہ غرض ہے کہ لوگ ان کی اطاعت کریں اور جو کچھ وہ اوا[illegible] دنواہیٔ خدا سے بیان کریں، اس کی تعمیل کریں۔ تو اگر خدا ان کو معصوم نہ رکھے تو اُن کی بعثت کی غرض کے خلاف ہوگا۔ اور حکیم کے لیئے جائز نہیں ہے کہ کوئی ایسا فعل کرے جو اُس کی غرض کے موافق نہ ہو۔ اور غرض کے خلاف ہونا عادۃً ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے اور خود اس کے خلاف عمل کرتا ہے تو اُس کا موعظہ لوگوں میں اثر نہیں کرتا بلکہ اگر کوئی گروہ منصبِ پیش نمازی و وعظ رکھتا ہو جس کی امامت عظمیٰ وریاست کبریٰ کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں ہے تو بعض صغائر بلکہ مکروہات صادر ہونے سے اکثر وبیشتر لوگ ان کی اقتدا کرنے اور ان کے مواعظ کے سُننے کی طرف رغبت نہیں کرتے چہ جائیکہ تمام گناہانِ کبیرہ مثل زنا ولواطہ و شرابخواری وقتلِ نفس وغیرہ وغیرہ ان سے ظہور میں آئیں۔ اور عامہ میں سے بعض وُہ لوگ جنہوں نے انبیا و اوصیا سے صرف صغائر کا ہونا تجویز کیا ہے تو ان میں سے بعض سات اور بعض آٹھ اور بعضے دس میں کبائر کو معدود جانتے ہیں۔ اس جماعت کے مذہب کی بناء پر بھی لازم آتا ہے کہ جو شخص کہ ترکِ نماز وروزہ کرے اور طرح طرح کے فواحش کو عمل میں لائے ہمیشہ گانا سُننے میں مشغول رہے اور لہو ولعب میں زندگی گزارے کیا قابلِ خلافت کبریٰ وریاست دین ودُنیا ہوگا۔ کسی عاقل کی عقل جو اپنے کو تعصّب سے خالی رکھے اس کو تجویز نہیں کرے گی اور دُوسری تفاصیل کے ساتھ خرق کا قائل ہونا اجماع مرکّب ہے۔

دُوسرے یہ کہ پیغمبر سے اگر گناہ صادر ہوگا تو اجتماع ضدّین لازم آئے گا یعنی اس کی متابعت بھی کرنا چاہیئے اور مخالفت بھی متابعت اس لیئے کہ واجب ہے کیوں کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اے[1] محمدؐ کہہ دو کہ اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو [illegible] رکھے اور جب ہمارے پیغمبر کے حق میں یہ بات ثابت ہوئی تو جمیع پیغمبروں کے

[1] قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آیت ۳۱، آل عمران پ۳)

حق میں ثابت ہو گی کیوں کہ کوئی انبیاء میں تفریق کا قائل نہیں ہے۔ اور مخالفت اس لئے کہ گناہ میں گناہ گار کی پیروی حرام ہے۔

سوم یہ کہ اگر اس سے کوئی گناہ صادر ہو تو واجب ہو گا اس کا روکنا اور زجر و توبیخ کرنا اور منع کرنا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مطابق لازم ہو گا۔ لیکن پیغمبر کو کسی امر سے روکنا حرام ہے کیونکہ اس کی ایذا کا باعث ہو گا اور اُس کی ایذا باجماع حرام ہے۔ اس آیت کی رو سے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا و رسُول کو آزار دیتے ہیں ان پر خدا نے دنیا و آخرت میں لعنت کی ہے۔

چہارم یہ کہ اگر پیغمبر گناہ پر اقدام کرے لازم آئے گا کہ اگر گواہی دے تو رد کر دی جائے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (آیت ۶ سورۃ الحجرات پ ۲۶) اگر کوئی بدکار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ ایضاً مسلمانوں کا اجماع ہے کہ فاسق کی شہادت مقبول نہیں۔ پس لازم آئے گا کہ اس کا حال اُمت کے ایک فرد سے بھی پست تر ہو باوجود اس کے اس کی گواہی کو خدا کے دین میں قبول کرتے ہیں جو کہ اعظم امور ہے اور وُہ خلق پر روزِ قیامت گواہ ہو گا جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے۔ لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (آیت ۱۴۳ سورۃ بقرہ پ ۲) تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسُول تم پر گواہ ہوں۔

پنجم یہ کہ لازم آتا ہے کہ اس کا حال عاصیان اُمت سے بھی بدتر ہو اور اس کا درجہ ان سے بھی پست تر ہو کیوں کہ ان پیغمبروں کی زندگی نہایت بلند ہوتی ہے اور ان پر خدا کی نعمتیں بہ نسبت عوام کے زیادہ پُوری ہوتی ہیں اس لیئے کہ خدا نے ان کو لوگوں پر برگزیدہ کیا ہے اور اُن کو خلق پر اپنی وحی کے ساتھ امین قرار دیا ہے اور زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اس کے علاوہ اپنی نعمتوں سے اُن کو ممتاز کیا ہے۔ پس اُن کا معاصی میں مبتلا ہونا اور اوامر و نواہی سے لذتِ فانی دُنیا کے لیئے رُوگردانی کرنا تمام لوگوں کے گناہوں سے بدتر اور سخت تر ہے۔ اور کوئی عاقل یہ پسند نہ کرے گا کہ ان کا درجہ تمام لوگوں سے پست تر ہو۔

چھٹے یہ کہ لازم آتا ہے کہ مستحق لعنت و عذاب اور سزا وار سرزنش و ملامت ہوں اس لئے کہ خدا فرماتا ہے۔ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (تا آخر آیت ۱۴ سورۃ نسا پ ۴) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "جو شخص خدا و رسُولؐ کی نافرمانی و معصیت کرے گا اور اس کی حدوں سے گزرے گا تو خدا اُس کو جہنم کی آگ میں ڈالے گا جس میں وُہ ہمیشہ رہے گا اور وُہ اس کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے"[۱]

[۱] مطلب یہ ہے کہ اگر انبیاء و اوصیاء (معاذ اللہ) گناہ کریں تو خدا کی نافرمانی ہو گی اور جب خدا کی نافرمانی ہو گی، تو مستحق عذاب ٹھہریں گے۔ ۱۲ مترجم۔

پھر فرمایا کہ:۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (آیت ۱۸ سورۃ ہود پ ۱۲) اور پیغمبرانِ خدا کا ان امور کا مستحق ہونا بداہتہ اور اجماعِ مسلمانان کے ساتھ باطل ہے۔

ہفتم یہ کہ وُہ لوگ خلق کو خدا کی اطاعت کا حکم کرتے ہیں۔ اگر خود اطاعتِ خدا نہ کریں تو اس آیت کے حکم میں داخل ہوں گے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ (تا آخر آیۃ ۴۴ سورہ بقرہ پ ۱) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفسوں کو فراموش کرتے ہو حالانکہ کتابِ خدا کی تلاوت کرتے ہو تو کیا سمجھتے نہیں" اور اس آیت میں ان پیغمبروں کا داخل ہونا باجماع غلط ہے۔

ہشتم یہ کہ خدا نے شیطان سے فرمایا جب کہ اُس نے کہا کہ تیری عزّت کی قسم سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ تو اگر کوئی پیغمبر معصیت کرے تو شیطان کے گمراہ کردہ لوگوں میں سے ہو گا مخلص بندوں میں سے نہ ہو گا۔ اور اس پر اجماع ہے کہ پیغمبرِ خدا کے مخلص بندے ہیں۔ علاوہ اس کے اور آیتیں بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

نہم یہ کہ فرمایا ہے کہ عاصی ظالم ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ (آیت ۱۲۴ سورۃ بقرہ پ ۱) یعنی میرا عہدِ امامت و پیغمبری ظالموں کو نہ پہنچے گا اور اس مدعا پر بہت دلیلیں ہیں کہ جن کے ذکر کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔ انشاء اللہ اُن میں سے بیشتر کتاب امامت میں مذکور رہوں گی۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ امام رضا علیہ السّلام نے مامون کے لیئے شرائع دینِ امامیہ تحریر فرمائے تھے۔ اس میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ اُس شخص کی اطاعت بندوں پر واجب نہیں کرتا جو بہکاتا اور گمراہ کرتا ہے۔ اور اپنے بندوں میں سے اُس کو ہدایتِ خلق کے لیئے نہیں اختیار کرتا جس کو جانتا ہے کہ وُہ اس سے اور اس کی اطاعت سے انکار کرے گا۔ اور شیطان کی پیروی کرے گا اور اس کی اطاعت کو ترک کرے گا۔

معتبر سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے مکرر مجلسِ مامون میں دلائل و براہین سے انبیاء کی عصمت ثابت کی اور علمائے مخالفین کو ساکت کیا۔ جیسا کہ متفرق طور پر اس کے بعد مذکور ہو گا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے اصول و فروع میں سے شرائعِ دین اعمش سے بیان کیئے جس میں یہ بھی فرمایا کہ پیغمبروں اور ان کے وصیّوں سے گناہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وُہ معصوم و مطہر ہیں۔ اور سلیم بن قیس کی کتاب میں مذکور ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے اولوالامر کی اطاعت کا اس لیئے حکم دیا ہے کہ

وُہ گناہوں سے پاک و مطہر ہیں اور لوگوں کو گناہوں کا حکم نہیں کرتے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ نے قولِ خدا لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ (آیت ۱۲۴ سورۃ بقرہ پ۱) کی تفسیر میں فرمایا کہ احمق، متقی و پرہیز گاروں کا پیشوا نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ان معاملات میں جو تبلیغ رسالت سے متعلق ہیں انبیا علیہم السّلام سے سہو و نسیان نہیں ممکن ہے ان کے علاوہ عبادات اور تمام امور دنیویہ میں سہو و نسیان کا ہونا اکثر علمائے عامہ نے تجویز کیا ہے اور اکثر علمائے شیعہ نے اختلاف کیا ہے۔ اور اکثر علماء کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نوع سہو کی مخالفت پر بھی علمائے امامیہ کا اجماع ہے۔ اور ابن بابویہ اور اُن کے شیخ کا اختلاف اجماع میں خلل انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ معروف النسب[1] ہیں۔ اور بعض کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی نہیں ہے۔ اور بہت سی حدیثیں جو ان کے سہو پر دلالت کرتی ہیں وارد ہوئی ہیں جو تقیہ پر محمول کی گئی ہیں۔ اور بعض حدیثوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ ان پر سہو و نسیان خطا و لغزش روا نہیں ہے۔ اور عقلی و نقلی دلیلیں اس بات پر قائم کی ہیں۔ سب سے بہتر دلیل یہ ہے کہ اگر انبیا و ائمہ سے طبیعتوں کے نفرت کے قابل امور ظاہر ہوں گے تو یہ غرض بعثت کے خلاف ہے جیسا کہ ہم فرض کر لیں کہ کوئی پیغمبر سہواً نماز کو ترک کرے اور رمضان میں روزہ رکھنا بھول جائے اور نبیذ کو فراموش کرے کہ یہ شراب ہے اور پی کر مست ہو بلکہ العیاذ باللہ اپنے محارم میں سے کسی کے ساتھ بھول کر جماع کرے تو ظاہر ہے کہ کسی سے ایسے افعال دیکھ کر کوئی شخص اس کے قول پر اعتماد و بھروسہ کم کرے گا۔ ایضاً لوگوں کی عادتیں معلوم ہیں کہ کسی سے متواتر سہو و نسیان مشاہدہ کر کے اس کے قول و خبر پر اعتماد نہیں کرتے مگر یہ کہ وہ لوگ جو سہو و نسیان پیغمبروں سے جائز سمجھتے ہیں دعویٰ کرتے ہیں کہ جب یہ امور اس حد تک پہنچ جائیں تو ہم سہو و نسیان تجویز نہیں کریں گے لیکن کوئی قول فرق میں نہیں ہے ہر چند دلائلِ عصمت زیادہ قابلِ اعتبار اور اصول امامیہ میں سب پر فائق ہیں۔ اور مذاہب عامہ میں اس کے خلاف حدیثیں بہت ہیں۔ لیکن چونکہ مخالف روایتیں بہت ہیں لہذا اس باب میں توقف کرنا احوط و اولیٰ ہوگا۔ اور انشاء اللہ اس مطلب کی تحقیق میں کچھ کتاب احوال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیان کیا جائے گا۔

فصلِ چہارم فضائل و مناقب انبیاءؑ و اوصیا علیہم السّلام

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے

[1] یعنی اُن پر امام زمانہ کا شک نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دونوں حضرات مشہور و معروف ہیں کوئی غیر معروف انسان اجماع کا مخالف ہوتا تو یہ شبہ ہوتا ممکن تھا کہ شاید وہ امام عصر ہوں اور ان کی طرف سے یہ ہدایت ہو رہی ہو۔ ۱۲ (مترجم)

منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہِ انبیا سوتے ہیں ہماری آنکھیں خواب میں ہوتی ہیں مگر ہمارے قلوب نہیں ہوتے۔ اور جس طرح ہم سامنے سے دیکھتے ہیں اسی طرح پشت کی جانب سے بھی دیکھتے ہیں۔

دوسری معتبر روایت میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر عاقل۔ اور بعض پیغمبروں سے بعض عقل میں زیادہ ہیں۔ اور جب تک خدا نے حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کی عقلوں کو آزما نہ لیا خلیفہ نہیں بنایا۔ سلیمانؑ کو تیرہ سال کی عمر میں خلیفہ کیا۔ چالیس سال ان کی پیغمبری اور بادشاہی کا زمانہ تھا۔ ذوالقرنین بارہ سال کی عمر میں بادشاہ ہوئے اور تیس برس بادشاہ رہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مسجد سہلہ حضرت ادریسؑ پیغمبر کا مکان ہے۔ جس میں وُہ خیاطی کرتے تھے۔ اسی جگہ سے حضرت ابراہیمؑ یمن کی جانب جنگ عمالقہ کے لیے گئے۔ اسی جگہ سے داؤدؑ جنگِ جالوت کے واسطے روانہ ہوئے۔ اس مسجد میں ایک سبز پتھر ہے جس پر ہر پیغمبر کی صورت بنی ہوئی ہے۔ اسی کے نیچے سے ہر پیغمبر کی مٹی لے گئے ہیں اور وہی محل نزول حضرت خضرؑ ہے۔

حدیث معتبر میں حضرت امیرؑ سے منقول ہے کہ ستر پیغمبروں نے مسجد کوفہ میں نماز پڑھی ہے اور اُن کے ستر اوصیا نے بھی جن میں سے ایک میں ہوں۔

بسندِ معتبر حضرت محمد باقر صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مسجد کوفہ میں ایک ہزار ستر پیغمبروں نے نماز پڑھی ہے اور اسی میں عصائے موسیٰؑ اور درخت کدو اور سلیمانؑ کی انگوٹھی ہے۔ اور اسی میں سے تنورِ نوحؑ جوش میں آیا، اسی جگہ کشتیٔ نوحؑ تیار کی گئی اور وُہ بابل کی بہترین جگہ ہے اور وہاں پیغمبروں کی جماعت مدفون ہے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق صلوات اللہ علیہ سے لوگوں نے قولِ حق تعالیٰ یَآاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ (آیت ۵۱ سورۃ مومنون پ۱۸) کی تفسیر دریافت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے پیغمبرانِ مرسل پاک چیزیں کھاؤ" فرمایا پاک چیزوں سے روزیٔ حلال مراد ہے۔ دُوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادقؑ کے سامنے دُعا کی کہ خداوندا میں تجھ سے روزی طیّب کا سوال کرتا ہوں۔ فرمایا افسوس کہ تُو قوتِ پیغمبران کا طالب ہے۔ اس روزی کی خواہش کر جس سے خدا تجھ پر روزِ قیامت عذاب نہ کرے۔ پھر اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ابوسعید خُدریؓ نے کہا کہ میں نے دیکھا اور سُنا کہ رسُولِ خدا حضرت امیر المومنینؑ سے فرماتے تھے کہ اے علیؑ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر اس کو تمہاری محبت و

ولایت کا حکم دیا خواہ وُہ پسند کرے یا نہ کرے۔

دُوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کے اجسام و قلوب کو طینت علیین سے خلق کیا اور مومنین کے دلوں کو بھی اُسی مٹی سے پیدا کیا اور ان کے جسموں کو اسی مٹی سے بنایا جو اس سے پست تر تھی اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں۔

نیز بسند معتبر امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کا مزاج سودائے صافی کے خلط سے بنایا ہے [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ کو اُس وقت رسول پر مبعوث کیا جبکہ خلقت خلائق سے دو ہزار سال قبل آپ خود اور دُوسرے تمام انبیا عالم ارواح میں تھے اور آپ نے ان لوگوں کو توحید الٰہی، اُس کی اطاعت اور اُس کے احکام کی متابعت کی دعوت دی اور وعدہ فرمایا کہ جب وُہ لوگ اس پر عمل کریں گے تو ان کے لئے بہشت ہوگی۔ اور وعید فرمائی کہ جو شخص مخالفت کرے گا یا انکار کرے گا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہوگی۔

بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے جناب رسولِ خدا سے پُوچھا کہ کس سبب سے سب پیغمبروں پر آپ کو سبقت و فضیلت حاصل ہے حالانکہ آپ سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ فرمایا اس سبب سے کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے اپنے رَبّ کا اقرار کیا جس وقت کہ اس نے پیغمبروں سے عہد و پیمان لیا اور اُن کو ان کے نفسوں پر گواہ کیا اور کہا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو میں نے سب سے پہلے بَلٰی کہا اور خدا کے سب اقرار کرنے والوں پر میں نے سبقت کی۔ اور بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے جو آئندہ مذکور رہوں گی کہ حق تعالیٰ نے عالم ارواح میں اپنی ربوبیت اور آنحضرتؐ کی رسالت اور امیر المومنینؑ و ائمہ طاہرین کی امامت کا تمام پیغمبروں سے اقرار لیا اور اُن سے کہا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَمُحَمَّدٌ نَبِيُّكُمْ وَعَلِيٌّ اِمَامُكُمْ وَالْاَوْصِيَاءُ الْهَادُوْنَ اَئِمَّتُكُمْ۔ سب نے کہا ہاں۔ اس کے بعد رسُولِ خدا پر ایمان لانے اور حضرت امیر المومنینؑ کی زمانۂ رجعت میں مدد کرنے کا عہد لیا۔

بسندِ معتبر ائمہ طاہرینؑ سے منقول ہے، کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو دُنیا سے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس خلط کے غلبہ سے انتہائی فطانت و حذاقت و حافظہ ہوتا ہے لیکن ان ہی کے ساتھ کبھی خیالات فاسدہ، بزدلی اور غیظ و غضب بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا حضرت نے اس خلط کو صافی سے متصف کر کے ان اخلاق ردّیہ سے خالص کر دیا جو اس خلط والے پر غالب ہوتے ہیں۔ ۱۲ منہ۔

نہیں اُٹھایا مگر اُس کو حکم دیا کہ اپنے عزیزوں میں قریب ترین عزیز کو اپنا وصی مقرر کرے اور یہی حکم مجھ کو بھی دیا۔ میں نے پُوچھا کہ کس کو معیّن کروں؟ وحی فرمائی کہ اپنے پسرِ عم علیؑ بن ابی طالب کو جس کا نام میں نے گزشتہ کتابوں میں ظاہر کیا۔ اور لکھا ہے کہ وُہ تمہارا وصی ہے اور اسی پر تمام خلائق سے اور اپنے رسُولوں سے اقرار لیا ہے اور اُن سے اپنی وحدانیت تمہاری رسالت اور علیؑ بن ابی طالب کی امامت و ولایت کا عہد لیا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کے لیئے زراعت کرنا اور گوسفند چرانا پسند کیا "تاکہ بارانِ آسمانی سے کراہت نہ رکھیں۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ خدا نے ہرگز کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کو گوسفند چرانے کی تکلیف دی ہے "تاکہ اس کو تعلیم دے کہ کس طرح لوگوں کی رعایت کرنا چاہیئے۔ اور اس ذریعہ سے ان کی عادت ڈالے "تاکہ لوگوں کی بداخلاقی کا وُہ تحمل کر سکیں۔

دُوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے کچھ پیغمبر ایسے تھے جو بھُوک میں مبتلا ہوتے تھے اور اسی میں مر جاتے۔ اور کچھ پیاس میں مبتلا ہوتے تھے اور اسی میں مر جاتے تھے۔ اور کوئی عریانی میں مبتلا ہوتا یہاں تک کہ عریانی ہی میں مر جاتا۔ اور کوئی دردوں اور مرضوں میں مبتلا ہوتا اور اسی میں ہلاک ہوتا تھا۔ اور کوئی پیغمبر اپنی قوم کی طرف آتا اور اُن میں کھڑا ہوتا تھا اور حکم کرتا تھا عبادت خدا کا اور ان کو توحید خدا کی طرف بُلاتا تھا حالانکہ ایک شب کا قوت اس کے پاس نہ ہوتا۔ پس لوگ اُس کو اتنی مہلت نہیں دیتے تھے کہ وُہ اپنے کلام سے فارغ ہو جائے اور نہ اُس کی باتوں کو سُنتے تھے اور اُس کو مار ڈالتے تھے۔ اور خدا بندوں کو اُن کی قدر و منزلت کے موافق جس قدر اس کے نزدیک ہوتی ہے مُبتلا کرتا ہے۔

دُوسری حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر خوش آواز۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اپنے کو پاکیزہ و معطر رکھنا اور عورتوں سے کثرت کے ساتھ جماع کرنا اور بہت عورتیں رکھنا پیغمبروں کے اخلاق سے ہے۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ پیغمبروں کا آخر روز کا کھانا نمازِ شب کے بعد ہوتا ہے۔

بسند صحیح حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ہر پیغمبر نے جَو کھانے کی دُعا کی ہے اور اس پر برکت بھیجی ہے۔ اور جس شکم میں جَو داخل ہوتا ہے ہر درد کو دور کر دیتا ہے۔ وہ پیغمبروں کی اور نیک بندوں کی غذا ہے۔ خداوند عالم نے پیغمبروں کے لیئے سوائے جَو کے کوئی اور غذا پسند نہیں فرمائی ہے۔

بسندِ معتبر بسیار حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ستو پیغمبروں کی غذا ہے یا مرسلوں کی غذا فرمایا۔

بسندِ حسن آنحضرت سے منقول ہے کہ گوشت دہی کے ساتھ پیغمبروں کا شوربا ہے اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ سرکہ زیت کے ساتھ پیغمبروں غذا ہے۔

بسندِ معتبر حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ سرکہ و زیت پیغمبروں کا سالن ہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مسواک کرنا پیغمبروں کی سُنّت سے ہے۔

دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ حق تعالےٰ نے پیغمبروں کی روزی کو زراعت اور شیر پستان حیوانات میں قرار دیا ہے تاکہ بارش سے کراہت نہ کریں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ ان میں عمدہ خوشبو ہوتی ہے۔

دُوسری حدیث موثق میں فرمایا کہ بُوئے خوش پیغمبرانِ مرسل کی سُنّت سے ہے۔

بسندِ معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ شارب میں خوشبو اخلاقِ پیغمبران سے ہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے تین چیزیں پیغمبروں کو عطا فرمائی ہیں۔ بُوئے خوش، عورتوں سے جماع کرنا۔ اور مسواک کرنا۔

دوسری معتبر حدیث میں موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالےٰ نے کسی پیغمبر اور وصی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وُہ سخی اور عطا کرنے والا ہوتا ہے۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ مسجدِ خیف میں جو منیٰ میں واقع ہے سات سو پیغمبروں نے نماز پڑھی ہے اور بہ تحقیق کہ رُکن حجرالاسود اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان کی زمین پیغمبروں کی قبروں سے پُر ہے اور قبر آدمؑ حریم خدا میں ہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ رُکنِ یمانی اور حجرالاسود کے درمیان ستّر پیغمبر مدفون ہیں جو بھُوک اور پریشانی اور بدحالی کے سبب سے مَرے تھے۔

دوسری معتبر حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ میں سینوں کی مسجد میں نماز پڑھنے سے کراہت رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ کراہت نہ کر اس لئے کہ کسی مسجد کی بنا نہیں ہوئی ہے مگر کسی پیغمبر یا وصیٔ پیغمبر کی قبر پر جو قتل کئے گئے ہیں۔ اور اُن کے خون کے چند قطرے اس زمین کے ٹکڑے پر پہنچے ہیں۔ تو خدا نے چاہا کہ اس مقام پر اُسے لوگ یاد کریں۔ پس نمازِ فریضہ و نافلہ و قضائے ہر نماز جو تجھ سے فوت ہوئی ہوں اس جگہ ادا کر۔

اخلاقِ انبیا

حدیثِ حسن میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر صدق گفتار اور امانت دار یعنی احکامِ الٰہی کو ہر نیک و بد پر پہنچانے والا۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب حضرت زکریاؑ شہید ہُوئے ملائکہ نازل ہُوئے اور اُن کو غسل دیا اور تین روز اُن پر نماز پڑھی قبل اس کے کہ وُہ دفن ہوں۔ اسی طرح تمام پیغمبر ہیں۔ اور ان کا جسم متغیر نہیں ہوتا اور زمین ان کو نہیں کھاتی اور ملائکہ ان پر تین روز نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد ان کو دفن کرتے ہیں۔

چند حدیثوں میں حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ہمارے گوشت زمین پر حرام کئے ہیں کہ ان میں سے کچھ بھی کھائے۔ اور سندِ صحیح کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کوئی پیغمبر یا وصیٔ پیغمبر زمین میں تین روز سے زیادہ نہیں رہتا یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں گوشت اور رُوح آسمان پر لے جاتے ہیں۔ اور زوّار صرف ان کی قبروں کے نشان تک جاتے ہیں۔ لیکن موکلانِ خدا ان تمام لوگوں کے سلام پیغمبروں تک پہنچاتے ہیں جو قبر کے نزدیک یا دُور رہ کر کرتے ہیں [۱]

حدیثِ معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ہم کو شبہائے جمعہ میں ایک عجیب موقع اور ایک بڑا کام ہوتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وُہ کیا؟ فرمایا کہ پیغمبرانِ خدا اور اُن کے اوصیا کی رُوحوں کو اور اس وصی کی رُوح کو جو تم میں زندہ و موجود ہوتا ہے اجازت دی جاتی ہے تو یہ تمام رُوحیں آسمان پر جاتی ہیں اور عرش تک پہنچتی ہیں۔ پھر سات بار عرش کے گرد طواف کرتی ہیں۔ اور ہر قائمۂ عرش کے پاس دُو رکعت نماز پڑھتی ہیں پھر ان رُوحوں کو ان کے بدنوں میں واپس لاتے ہیں۔ اس شب کی صبح کو تمام پیغمبر اور اوصیا بے انتہا مسرور ہوتے ہیں۔ اور اُس وصی کے علم میں جو تم میں موجود ہے مزید علوم کی ترقی ہوتی ہے۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری اور پیغمبروں اور وصیوں کی رُوحیں عرش کے نزدیک حاضر ہوتی ہیں۔ پس صبح کرتے ہیں اوصیا اس حال میں کہ ان کے علم میں مزید ترقی ہوتی ہے۔

دُوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ تین خصلتیں حق تعالےٰ نے سوائے پیغمبروں کے کسی کو نہیں عطا فرمائی ہیں۔ لیکن وُہ ہماری اُمّت کو بخشی ہیں۔ اوّل یہ کہ حق تعالیٰ جس پیغمبر کو بھیجتا تھا اس کو وحی کرتا تھا کہ اپنے دین میں کوشش کرو تم پر کوئی تنگی نہیں ہے۔ یہی خدا نے ہماری اُمّت کو عطا کی ہے جس جگہ فرمایا ہے کہ خدا نے تم پر دین میں کوئی حرج یعنی تنگی نہیں رکھی ہے۔ دُوسرے

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس باب میں چند حدیثیں وارد ہوئی ہیں انشاءاللہ کتابِ امامت میں اس مسئلہ کی تحقیق کی جائے گی۔ ۱۲

یہ کہ ہر پیغمبر کو اجازت دی تھی کہ ہر وہ امر جو تم پر واقع ہو جس سے تم کراہت رکھتے ہو تو مجھ سے دُعا کرو تاکہ میں قبول کروں۔ یہی حکم ہماری اُمّت کو بھی دیا ہے کہ مجھ سے دُعا کرو تاکہ میں مستجاب کروں۔ تیسرے یہ کہ ہر پیغمبر کو خدا نے اس کی قوم پر گواہ مقرر فرمایا اور ہماری اُمّت کو خلق پر گواہ بنایا ہے۔ ارشاد ہے کہ ہمارا پیغمبر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر گواہ ہے اور تم لوگوں پر گواہ ہو۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک یہودی رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آنحضرتؐ پر نہایت سخت اور تند نگاہ ڈالی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے یہودی تو کیا حاجت رکھتا ہے۔ کہا تم بہتر ہو یا موسیٰ بن عمران علیہ السّلام جنکو خدا نے توریت عطا فرمائی اور اُن سے گفتگو کی اور عصا ان کے لئے بھیجا اور دریا کو اُن کے لیئے شگافتہ کیا اور ابر اُن کے واسطے سائبان بنایا۔ حضرت رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ پر مکروہ ہے کہ خود اپنی تعریف کرے لیکن مجھ پر لازم ہے کہ تجھ کو بتلاؤں۔ حضرت آدم علیہ السّلام سے جب لغزش ہوئی تو اُن کی توبہ یہی تھی کہ خداوندا بحق محمدؐ وآلِ محمدؐ مجھے بخش دے تو خدا نے اُن کو بخش دیا۔ حضرت نوح علیہ السّلام جب کشتی میں سوار ہوئے اور اُن کو غرق ہونے کا خوف ہُوا تو کہا خداوندا بحق محمدؐ وآل محمدؐ مجھے اس طوفان سے نجات دے۔ خدا نے اُن کو نجات دی۔ ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا تو انہوں نے عرض کی پروردگارا بحق محمدؐ وآل محمدؐ مجھے آگ سے نجات دے، حق تعالیٰ نے آگ کو اُن پر سرد اور باعثِ سلامتی قرار دی۔ جب موسیٰ علیہ السّلام نے عصا زمین پر ڈالا اپنے نفس میں ایک خوف پایا۔ کہا بارالٰہا بحق محمدؐ وآلِ محمدؐ مجھ کو بے خوف کردے۔ خدا نے فرمایا کہ ڈرو مت کہ تم بلند و بزرگ ہو۔ اے یہودی اگر موسیٰ علیہ السّلام میرے زمانہ میں ہوتے اور مجھ پر اور میری پیغمبری پر ایمان نہ لاتے تو ان کی پیغمبری اُن کے لئے کچھ نفع بخش نہ ہوتی۔ اے یہودی میری ذریت سے مہدی ہے کہ جب ظاہر ہوگا تو حضرت عیسےٰؑ بن مریمؑ ان کی مدد کے لیئے نازل ہوں گے اور اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

بسندہائے صحیح حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو علم آدم علیہ السّلام پر نازل ہوا وُہ واپس نہیں گیا۔ اور کوئی عالم نہیں مرتا جس کا علم برطرف ہوجائے کیونکہ علم میراث میں پہنچتا ہے۔ اور زمین بغیر عالم کے قائم نہیں رہتی۔ اور ہر عالم کے مرجانے کے بعد ایک عالم ہوتا ہے جو اُسی قدر علم رکھتا ہے یا اس سے زیادہ۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہے کہ خدا کی کوئی حجّت عالمِ دین کے ایسی زمین میں نہیں ہوتی کہ اُسکی اُمّت کسی امر کی محتاج ہو اور وہ نہ جانتا ہو یا ان کی زبانوں میں سے کوئی زبان نہ جانتا ہو۔

بہت سے معتبر حدیثوں [illegible] اور ان کی اولاد کو وہی قتل کرتا ہے جو ولدالزنا ہوتا ہے

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آدمی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ وہ کسی پیغمبر یا امام کو قتل کرے یا کعبہ کو خراب کرے یا کسی عورت سے حرامکاری کرے۔

بسند معتبر امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالےٰ نے پیغمبروں اور اُن کے وصیّوں کو جمعہ کے روز خلق کیا اور اسی روز ان سے عہد لیا۔

بسند معتبر امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں اور اماموں کو پانچ رُوحوں پر پیدا کیا ہے۔ [1]

دوسری حدیث میں فرمایا کہ جبرئیلؑ پیغمبروں پر نازل ہوتے تھے اور رُوح القدس اُن کے اور اُن کے وصیّوں کے ساتھ ہوتی ہے اُن سے جُدا نہیں ہوتی۔ اور اُن کو علم سکھاتی ہے اور خدا کی جانب سے دوست رکھتی ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام نے اس آیت وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ (آیت ۱۰، ۱۱ سورۃ واقعہ پ۲۷) کی تفسیر میں فرمایا کہ سابقون پیغمبرانِ خدا ہیں خواہ مرسل ہوں یا غیر مرسل اور رُوح القدس کے ذریعہ سے تائید یافتہ ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کے اسمائے اعظم تہتّر حروف ہیں حق تعالیٰ نے پچیس حروف آدمؑ کو عطا فرمائے اور پچیس نوحؑ کو اور آٹھ ابراہیمؑ کو دیئے اور چار موسیٰ علیہ السّلام کو اور دو حروف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بخشے ان ہی دو حرفوں کے ذریعہ سے وُہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے، کور و مبروص کو شفا بخشتے تھے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتّر حروف عطا فرمائے اور ایک حرف کو خلق سے پوشیدہ کیا اور اپنے لیئے مخصوص رکھا۔ اور دُوسری روایت میں فرمایا کہ ابراہیمؑ کو چھ حروف دیئے اور نوحؑ کو آٹھ۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ طینتیں تین قسم کی ہیں۔ طینتِ پیغمبران، طینت مومنین اور طینت ناصبین۔ جو دُشمنانِ اہلبیت ہیں۔ مومنین بھی طینت انبیا سے ہیں مگر انبیا اُس کی اصل و برگزیدہ سے ہیں۔ ان کی شان و عزّت بلند ہے۔ اور مومنین اس طینت کی فرع یعنی طینت لازب (چپکنے والی مٹی) سے ہیں۔ لہٰذا خدائے تعالیٰ ان میں اور اُن کے شیعوں میں جدائی نہیں ڈالتا۔ اور طینت ناصبی اور دشمن اہلبیت لجن متغیّر شدہ یعنی سیاہ اور بدبودار گندی اور خراب مٹی سے ہے۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ مومنین پیغمبروں کی طینت سے ہیں۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ علیہ السّلام غرق ہونے کے قریب

[1] یہ حدیث صفحہ ۲۹ پر گذر چکی ہے تفصیل وہاں دیکھیئے۔ ۱۲ منہ

پہنچے تو ہمارے حق کے ساتھ دعا کی خدا نے ان کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا خدا سے ہمارے حق کے ساتھ دُعا کی تو خدا نے ان پر آگ کو باعثِ سلامتی قرار دیا۔ جب موسیٰؑ نے عصا کو دریا پر مارا ہمارے حق کے ساتھ دُعا کی تو خشک راہیں دریا کے اندر پیدا ہوگئیں۔ یہودیوں نے جب چاہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو مار ڈالیں انہوں نے خدا سے ہمارے حق کے ذریعہ سے دُعا کی تو خدا نے ان کو قتل سے نجات دی اور آسمان پر اُٹھا لیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب حضرت قائم آلِ محمد صلوات اللہ علیہ ظاہر ہوں گے اور رایت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھولیں گے تو اس علم کے لیئے نو ہزار تین سو تیرہ فرشتے آئیں گے۔ یہ وہی ملائکہ ہوں گے جو نوح علیہ السّلام کے ساتھ کشتی میں تھے؛ اور ابراہیمؑ کے ساتھ تھے جبکہ آپ کو آگ میں ڈالا؛ اور موسیٰؑ کے ساتھ تھے جبکہ دریا کو شگافتہ کیا؛ اور عیسےٰؑ کے ساتھ تھے جبکہ ان کو خدا آسمان پر لے گیا۔

دُوسری روایت میں تیرہ ہزار تین سو تیرہ ملائکہ کی تعداد وارد ہوئی ہے۔

معتبر سندوں کے ساتھ ائمہ علیہم السّلام سے منقول ہے کہ پیغمبروں کی بلائیں تمام لوگوں سے شدید تر ہوتی ہیں ان کے بعد اُن کے وصیوں کی اس کے بعد جو شخص کہ زیادہ نیک و بہتر ہوتا ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السّلام نے خطبہ قاصعہ میں جو آپ کے مشہور خطبوں میں سے ہے فرمایا ہے کہ حمد و ثنا اس خدا کے لیئے مخصوص ہے جس نے عزّت و کبریائی کا خلعت پہنا اور ان دونوں، صفتوں کو اپنے لیئے مخصوص قرار دیا۔ اور ان کو اپنے جلال کے لیئے اختیار کیا اور بندوں میں سے اس شخص پر لعنت کی جو ان اوصاف کو اختیار کرنے کی کوشش کرے۔ پس اپنے ملائکہ مقربین کا امتحان لیا تاکہ ان میں سے متواضع اور متکبّر نمایاں ہو جائیں۔ پس فرمایا، باوجودیکہ جو کچھ دلوں میں پوشیدہ اور غیب کے حجابوں میں مخفی تھا سب کو جانتا تھا اس نے فرمایا کہ میں ایک بشر کو مٹی سے خلق کرنے والا ہوں۔ جس وقت اس کو درست کر کے اپنی رُوح اس میں پھونک دوں تو اے فرشتو تم سب سجدے میں گر پڑنا۔ تمام ملائکہ نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ جس نے اپنی خلقت کے ساتھ آدم علیہ السّلام پر فخر کیا اور اپنی پیدائش کے ساتھ آدمؑ سے تعصّب کیا اور خدا کی قسم وہ متعصبوں کا امام شمار کیا گیا اور متکبّروں کا پیشوا ہوگیا۔ اسی نے عصبیت کی بنیاد قائم کی اور ردائے جبروت و بزرگی میں خدا سے منازعت کی اور لباسِ غرور و سرکشی پہنا۔ اور انکساری و عاجزی کی چادر کو چاک کیا۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ خدا نے کس طرح اس کو ذلیل و حقیر کیا اور کس درجہ اس کی بلندی سے اُس کو پست کیا اور اُس کے لیئے آخرت میں روشن آگ کو مہیا کیا۔ اگر حق تعالیٰ آدمؑ کو اس نور سے خلق کرنا چاہتا جو آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے اور جس کا بہترین منظر عقلوں کو حیران کرتا ہے اور اُس خوشبودار چیز سے خلق کرنا چاہتا جس کی خوشبو نفسوں کو پکڑ لیتی ہے تو گردنیں اُن کے لیئے لامحالہ خم اور ذلیل ہوتیں اور پھر اُس وقت ابتلاؤ امتحانِ ملائکہ سبک ہوتا۔ لیکن خلاقِ عالم بندوں کا بعض اس چیز کے ذریعہ سے امتحان لیتا ہے جس کی اصل کو وُہ نہیں جانتے اور ان سے غرور و تکبّر کو علیحدہ کرتا اور فخر و نازش کو دُور کرتا ہے۔ لہٰذا اے گروہ مردم عبرت حاصل کرو اُس سے جو کہ خدا نے ابلیس کے ساتھ کیا کہ اس کے طول و طویل عمل کو باطل اور حبط فرمایا اور اس کی کوششوں کو جن میں بے انتہا محنت کی تھی ضایع و برباد کیا۔ اور بے شک اُس نے خدا کی عبادت چھ ہزار سال تک کی تھی جس کو لوگ نہیں جانتے ہیں کہ سالہائے دنیا سے ہے یا آخرت سے، اور نہیں سمجھ سکتے اس کی ایک ساعت کی بزرگی کو۔ پس کون ہے شیطان کے بعد خدا جل شانہٗ کے نزدیک جو اس کی طرح غرور کرے گا اور سالم رہے گا۔ کیا ممکن ہے کہ خدا کسی انسان کو ایسے عمل سے داخلِ بہشت کرے جس کے کرنے سے اُس کو بہشت سے نکال دیا ہو جو ملائکہ کے جنس سے معلوم ہوتا تھا اور اُن میں رہتا تھا۔ بیشک خدا کا حکم آسمان و زمین میں یکساں ہے اور خدا کسی کے ساتھ بے جا مروّت نہیں کرتا۔ اس کے بعد بہت سی باتیں شیطان کے فریب اور تکبّر و تجبّر کی مذمت میں بیان کر کے فرمایا کہ اے لوگو اس شخص کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنے ماں جائے بھائی پر فخر کیا بغیر اس کے کہ خدا نے اسے کوئی فضیلت بخشی ہو اور عداوت و حسد کے سبب سے اس کے دل میں آگ روشن تھی۔ شیطان نے ریا و تکبّر اس کی ناک میں دم کر دیا تھا یعنی قابیل جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ حق تعالیٰ نے ابدی پشیمانی اس کے لیئے مقرر کی اور اس پر قیامت تک کے قاتلوں کا گناہ لازم کیا۔ پھر موعظہ بسیار کے بعد فرمایا کہ اگر خدا کسی کو غرور و تکبّر کی اجازت دیتا تو بیشک اپنے مخصوص پیغمبروں کو اجازت دیتا۔ لیکن خدا نے ان کے لیئے تواضع و انکساری کو پسند فرمایا ہے۔ اسی لیئے وہ اپنے چہروں کو خاک پر ملا کیئے اور مومنین کے لیئے اپنے بازوؤں کو رحم و کرم کے ساتھ جھکاتے رہے اُن کو لوگوں نے زمین میں کمزور کر دیا تھا خدا نے ان کے لیئے بھوک کو اختیار کیا تھا اور سختی کے ذریعہ سے اُن کو آزمایا تھا اور اُن کا خوف کے ذریعہ سے امتحان لیا تھا اور ان کو مکروہات میں مبتلا کیا تھا۔ بیشک وہ اپنے سرکش بندوں کا امتحان اپنے دوستوں کے ذریعہ سے لیتا ہے جو ان کی نظروں میں ضعیف و کمزور معلوم ہوتے ہیں۔ بیشک موسیٰؑ بن عمران اپنے بھائی ہارونؑ کے ساتھ فرعون کے پاس گئے وُہ بالوں کے کپڑے پہنے ہوئے اور ہاتھوں میں عصا لیئے تھے۔ اس سے فرمایا کہ اگر مسلمان ہو جائے گا تو اُس کا ملک باقی رہے گا۔ فرعون نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم کو ان دونوں شخصوں پر تعجب نہیں آتا جو میرے لیئے عزّت و ملک کے ہمیشہ قائم و باقی رکھنے کی شرط کرتے ہیں حالانکہ خود

اس ذلت و خواری کی حالت میں ہیں جیسا کہ تم لوگ دیکھتے ہو۔ کیوں نہ ان کو سونے کے خزانے مل گئے کیونکہ سیم و زر کا جمع کرنا ان کی نگاہوں میں بہت بہتر تھا۔ وُہ اُونی کپڑا اور اس کا پہننا اُن کو حقیر معلوم ہوتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر خدا چاہتا کہ اپنے پیغمبروں کو سونے کے خزانے عطا فرمائے اُن کے لئے معادن اور باغات اور مُرغانِ آسمان اور وحشیانِ زمین کو جمع کرے تو بیشک کرسکتا تھا۔ لیکن اگر ایسا کرتا تو امتحان ساقط ہوتا اور جزا باطل ہو جاتی، اور حشر و نشر اور عذاب و ثواب کی خبریں بے فائدہ ہوتیں۔ پھر یقیناً ان پیغمبروں کا کوئی قول قبول کرنے والوں پر واجب نہ قرار پاتا اور نہ ابتلا و امتحان میں قبول حق کرنے والوں کے لیئے کوئی اجر واجب ہوتا۔ پھر مومنین اور نیکوکار ثواب کے مستحق نہ ہوتے اور مومن و کافر قلبی اور صالح و فاسق واقعی معلوم نہ ہوتے۔ لیکن حق تعالےٰ نے پیغمبروں کو ان کی قوم میں صاحبانِ قوت بنایا ہے۔ لیکن بظاہر وُہ کمزور معلوم ہوتے ہیں اُس قناعت و استغنا کے سبب سے جو دلوں اور آنکھوں پر چھا جاتی ہے۔ اگر پیغمبرانِ خدا بظاہر طاقتور مبعوث کیئے جاتے جس سے کوئی شخص ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکتا اور اس طاقت کے ساتھ بھیجے جاتے جس کے باعث کوئی ان پر ظلم نہ کرسکتا اور اس بادشاہی کے ساتھ آتے جس کی طرف لوگوں کی گردنیں کھنچی ہوئی ہوتیں اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کے لیئے لوگ اطرافِ عالم سے بخوشی آتے تو یقیناً پیغمبروں کے اعتبار میں لوگوں کو آسانی ہوتی اور تکبّر و غرور اُن سے بُہت دُور ہو جاتا، تو بیشک لوگ ان کی قوّت کے خوف سے ایمان لاتے یا پیغمبر کی بادشاہی اور ثروت کو دیکھ کر لالچ کے سبب سے ایمان لاتے۔ اس صورت میں نیتوں میں تمیز نہ ہوسکتی کہ کون خدا پر ایمان لایا ہے اور کون دُنیا کے لیئے۔ کس نے آخرت کے لیئے اعمال خیر کیئے اور کس نے دُنیا کے لیئے۔ اور مومن و منافق پہچانے نہیں جاسکتے تھے۔ لیکن خداوند عالم نے چاہا کہ اس کے رسُولوں کی متابعت کرنا اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرنا اور اس کی ذات اقدس کے نزدیک خشوع اور امیروں کے لئے ذلیل ہونا اور اس کے لئے فرمانبرداری کرنا ایسے چند امور ہوں جو اس سے مخصوص ہوں جن میں دُوسروں کا شائبہ نہ ہو۔ ہر چند امتحان و ابتلا عظیم تر ہوں لیکن ثواب و جزا بھی بہت زیادہ ہو [1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ خطبہ بہت طویل ہے موقع کی مناسبت سے اتنے ہی پر اکتفا کی گئی۔ ۱۲ - منہ

باب دوم

حضرت آدمؑ و حوّاؑ کی فضیلت، اُن کی وجہ تسمیّہ اور خلقت کا تذکرہ

فصلِ اوّل } حضرت آدم علیہ السّلام و حوّا علیہا السّلام کی فضیلت اور اُن کی وجہ تسمیہ اور خلقت کی ابتدا اور ان کے بعض حالات کا بیان ۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام و امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آدمؑ کا نام "آدم" اس لئے ہُوا کہ وہ ادیم ارض یعنی روئے زمین سے خلق ہُوئے ہیں اور حوّاؑ کو اس لیئے "حوّا" کہتے ہیں کہ استخوان زندہ حیّ یعنی ذیروح سے جو کہ آدم ہیں، پیدا ہوئیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے ادیم ارض زمین چہارم ہے۔

دُوسری روایت میں منقول ہے کہ عبداللہ بن سلام نے رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پُوچھا کہ کیوں آدم کا نام آدمؑ ہُوا ؟ فرمایا اس لئے کہ روئے زمین کی خاک سے پیدا ہُوئے۔ پُوچھا کہ آدمؑ ہر ایک مقام کی خاک سے خلق کیئے گئے یا صرف ایک جگہ کی خاک سے ؟ فرمایا کہ اگر ایک جگہ کی خاک سے پیدا ہوتے تو لوگ ایک دُوسرے کو نہ پہچانتے۔ اور سب کے سب ایک شکل و صُورت کے ہوتے۔ پُوچھا کہ اُن کا دُنیا میں کون مثل و مانند ہے ؟ فرمایا کہ خاک ان کی مثل ہے کیونکہ خاک میں سفید و سُرخ و سبز و گلابی و نیلا رنگ ہوتا ہے۔ اس میں شیریں و شور، ہموار و ناہموار، سخت و نرم زمین ہوتی ہے۔ اسی سبب سے لوگوں میں نرم و سخت، سُرخ، و سیاہ، زرد و گلابی خاک کے رنگوں پر ہوتے ہیں۔ پوچھا کہ حوّاؑ آدمؑ سے پیدا ہُوئیں یا حوّاؑ سے آدمؑ۔ فرمایا بلکہ حوّاؑ کو آدمؑ سے خلق کیا ہے۔ اور اگر حوّاؑ سے آدمؑ خلق ہُوئے ہوتے تو طلاق دینا عورتوں کے اختیار میں ہوتا۔ پُوچھا کہ حوّاؑ آدمؑ کے کل جسم سے پیدا ہوئیں یا بعض سے ؟ فرمایا کہ بعض حصّۂ جسم سے۔ اگر کُل جسم سے خلق ہوتیں تو قصاص میں مَردوں اور عورتوں کا حکم یکساں ہوتا۔ پوچھا کہ آدمؑ کے ظاہر حصّۂ جسم سے پیدا ہوئیں یا باطن سے ؟ فرمایا باطن سے۔ اگر ظاہر جسم سے پیدا ہوتیں تو بیشک بے پردہ گھومتیں۔ جیسے مَرد پھرا کرتے ہیں لہٰذا مَردوں پر لازم ہے کہ اپنی عورتوں کو پردہ میں رکھیں۔ پُوچھا کہ آدمؑ کی داہنی جانب سے پیدا ہوئیں یا بائیں جانب سے ؟ فرمایا کہ بائیں طرف سے اگر داہنی جانب سے پیدا ہوئی ہوتیں تو مَرد و زن میراث میں برابر ہوتے۔ چونکہ بائیں جانب سے پیدا ہوئی ہیں اس لئے میراث میں عورتوں کا ایک حصّہ اور

مَردوں کا دُو حصّہ ہوتا ہے۔ اور دُو عورتوں کی شہادت ایک مَرد کے برابر ہے۔ پوچھا کہ ان کے کس حصّہ جسم سے پیدا ہوئیں؟ فرمایا کہ اُس مٹی سے جو کہ اُن کے دندہائے پہلوئے چپ سے باقی بچی تھی۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ عورت کو اس لئے مرأۃ کہتے ہیں کہ مرء یعنی مرد سے خلق ہوئی ہے کیوں کہ حوّاؑ آدمؑ سے خلق ہوئیں۔ اور دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ عورتوں کو اس وجہ سے نساء کہتے ہیں کہ آدمؑ کو حوّاؑ کے بغیر کسی چیز سے کوئی انس نہ تھا۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو کل رُوئے زمین سے خلق کیا۔ پس بعض زمین کھاری اور بعض نمکین اور بعض بہتر و عمدہ تھی۔ اس سبب سے آدمؑ علیہ السّلام کی ذرّیت میں نیک و بَد پیدا ہُوئے۔

بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو زمین پر بھیجا کہ ایک قبضہ خاک لائیں جس سے آدمؑ کو بنانا چاہتا تھا تو زمین نے کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتی ہوں اس سے کہ تم میری خاک سے کچھ بھی اُٹھاؤ۔ جبرئیلؑ واپس گئے اور عرض کی خداوندا زمین تیری پناہ مانگتی ہے۔ پھر خدا نے اسرافیلؑ کو بھیجا اور ان کو اختیار دے دیا۔ زمین نے بدستور خدا کی پناہ چاہی۔ وُہ بھی زمین کے استغاثہ سے واپس گئے۔ پھر میکائیلؑ کو بھیجا اور ان کو بھی مختار بنایا۔ وہ بھی زمین کے استغاثہ سے واپس گئے۔ پھر ملک الموتؑ کو آخری حکم کے ساتھ بھیجا تا کہ ایک قبضہ خاک لے آئیں، زمین اُن سے بھی پناہِ خدا کی طالب ہوئی۔ ملک الموتؑ نے کہا میں بھی خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے بغیر قبضۂ خاک لئے واپس جاؤں۔ غرض تمام رُوئے زمین سے ایک مٹھی خاک لی۔

بسند صحیح آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ ملائکہ حضرت آدمؑ کے جسم کی طرف جن کو گِل رنگیلی مٹی سے بنایا تھا اور جو بہشت میں پڑا تھا گزرتے تھے تو کہتے تھے کہ تجھ کو امرِ عظیم کے لیئے خلق کیا ہے اور شیطان ملعون آنحضرت علیہ السّلام کے جسم کی طرف سے گزرتا تو ٹھکراتا اور کہتا تھا کہ تجھ کو امرِ بزرگ کے لئے بنایا ہے۔

بسند معتبر معقول ہے کہ امام زادہ عبدالعظیم نے حضرت امام محمد تقی علیہ السّلام کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ کس سبب سے انسان کے غائط و فضلہ میں بدبُو ہوتی ہے آنحضرت نے جواب میں لکھا کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق فرمایا ان کا جسم پاک تھا اور چالیس سال پڑا تھا ملائکہ ان پر گزرتے تو کہتے کہ تجھ کو امرِ عظیم کے لئے پیدا کیا ہے اور شیطان ان کے مُنہ میں سے داخل ہو کر دُوسری جانب سے نکل جاتا تھا۔ اسی سبب سے جو کچھ فرزندِ آدمؑ کے شکم میں ہوتا ہے خبیث و بدبُودار اور ناپاک ہوتا ہے۔

دُوسری روایت میں حضرت رسُولؐ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو جمعہ کے روز خلق کیا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے حدیثِ صحیح میں منقول ہے کہ جب رُوح آدمؑ کو آپ کے جسم میں داخل ہونے کا حکم ہُوا تو رُوح نے کراہت کی۔ خدا نے فرمایا کہ کراہت کے ساتھ داخل ہو گی اور جسم سے نکلے گی بھی تو کراہت سے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ابوبصیر نے ان ہی حضرت سے سوال کیا کہ کس سبب سے حق تعالےٰ نے آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے اور حضرت عیسےٰؑ کو بغیر باپ کے اور تمام انسانوں کو ماں باپ دونوں سے خلق کیا؟ فرمایا: "کہ لوگ اس کے کمالِ قدرت کو سمجھیں کہ وُہ مخلوق کو مادہ سے بغیر نَر کے اور اسی طرح بے نَر و مادہ کے بھی خلق کرنے پر قادر ہے، اور یہ جانیں کہ خدا خالق ہے تمام مخلوق کا اور ہر چیز پر قادر ہے۔ دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب خدا نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا کیا اور اُن کے جسم میں رُوح پھُونکی تو قبل اس کے کہ رُوح تمام جسم میں پہنچے اور دوسری روایت کے بموجب جب رُوح اُن کے زانو تک پہنچی، حضرت آدمؑ نے جست کی تا کہ اُٹھ کھڑے ہوں لیکن نہ ہو سکا اور گر پڑے۔ پس حق تعالیٰ نے فرمایا:

خُلِقَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔

کتب معتبرہ میں سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق کیا سب سے پہلے جو چیز بنائی وُہ اُن کی آنکھیں تھیں۔ تو وہ اپنے بدن کو دیکھتے تھے کہ کس طرح مخلوق ہوتا ہے۔ جب ختم کے قریب پہنچا اور ابھی اُن کے پیروں کی تکمیل نہیں ہُوئی تھی، تو چاہا کہ کھڑے ہو جائیں لیکن نہ ہو سکے۔ اسی لیئے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔ جب رُوح اُن کے تمام بدن میں پھُونکی جا چکی، اُسی وقت ایک خوشۂ انگور لے کر تناول کیا۔

حدیثِ معتبر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اصلی باپ تین طرح کے ہیں۔ آدمؑ جن سے مومن پیدا ہوتے ہیں، جانؑ جن سے جنّوں کی خلقت ہوتی ہے اور شیطانؑ جن سے کافر پیدا ہوتے ہیں۔ اور اولادِ شیطان میں حمل نہیں ہوتا بلکہ انڈے دیتے ہیں اور بچے نکالتے ہیں اور ان کی اولاد سب کی سب نر ہوتی ہے اُن میں مادہ نہیں ہوتیں۔

بسند معتبر حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ایک مخلوق اپنے دستِ قدرت سے پیدا کرے اور یہ جن و نسناس کے سات ہزار سال بعد تھا جو زمین میں تھے۔ اور چاہا کہ حضرت آدمؑ کو خلق فرمائے تو آسمان کے طبقات کو کھولا اور ملائکہ سے کہا کہ اہلِ زمین

کی طرف دیکھو اور میری مخلوقات میں جنّ و نسناس پر نظر کرو۔ جب ملائکہ نے ان کے گناہوں کے اعمالِ قبیحہ کو دیکھا کہ زمین میں ناحق خونریزی اور فساد کرتے ہیں تو ان کو یہ امر عظیم معلوم ہُوا اور اہلِ زمین پر بے انتہا غصّہ آیا کہ ضبط نہ کر سکے۔ تو عرض کی اے ہمارے پالنے والے! تُو غالب، قادر، جبّار، قاہر اور عظیم الشان ہے اور یہ تیرے پیدا کئے ہُوئے ضعیف و ذلیل ہیں اور تیرے قبضۂ قدرت میں ہیں، اور تیرے رزق کے سبب سے عیش کرتے ہیں اور تیری عافیت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ اور ایسے گناہانِ عظیم کے ساتھ تیری نافرمانی کرتے ہیں اور تجھ کو غصّہ نہیں آتا اور تُو ان پر غضبناک نہیں ہوتا اور ان سے اپنا انتقام نہیں لیتا۔ یہ امر ہم کو عظیم معلوم ہوتا ہے اور تیرے حق میں ان کی یہ جسارت بہت بڑی نظر آتی ہے۔ جب حق تعالےٰ نے ملائکہ سے یہ باتیں سُنیں تو فرمایا کہ میں زمین میں اپنا ایک جانشین بنانے والا ہوں جو میری خلق پر میری حجّت ہو۔ ملائکہ نے کہا ہم تجھ کو تمام عیبوں سے پاک سمجھتے ہیں۔ کیا زمین میں ایسے گروہ کو پیدا کرے گا جو فساد و خون ریزی کریں جس طرح کہ فرزندانِ جانّ نے فساد اور خون ریزی کی اور ایک دُوسرے پر حسد کریں اور آپس میں بغض و عداوت رکھیں۔ لہٰذا ہم میں سے اپنا خلیفہ قرار دے۔ ہم نہ حسد و عداوت کریں گے نہ خونریزی و فساد۔ بلکہ تیری تسبیح و تمجید کرتے رہیں گے، تجھ کو پاک و منزّہ سمجھتے رہیں گے۔ تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ ایک مخلوق اپنے دستِ قدرت سے بناؤں اور اس کی ذرّیت سے پیغمبروں اور رسُولوں اور اپنے شائستہ بندوں اور ہدایت یافتہ اماموں کو پیدا کروں اور اپنی خلق پر زمین میں ان کو اپنا خلیفہ قرار دوں تاکہ یہ لوگ میری معصیت سے لوگوں کو منع کریں اور میرے عذاب سے ڈرائیں اور میری عبادت کی طرف ان کی ہدایت کریں اور اُن کو میری پسندیدہ راہ کی طرف لے چلیں۔ اور اپنی مخلوق پر ان کو حجّت قرار دوں اور نسناس کو زمین سے برطرف کر کے اُن سے زمین کو پاک کر دوں اور گنہگار اور سرکش جنوں کو خلق کی ہمسائیگی اور اپنی بزرگی سے علیحدہ کر کے ہوا پر ساکن کروں اور اطرافِ زمین میں ان کو رکھوں جہاں میری مخلوق کی نسل کے ہمسایہ نہ ہوں اور جنوں اور اپنی مخلوق کی نسل میں ایک حجاب قرار دوں تاکہ میری مخلوق کی نسل جنوں کو نہ دیکھے اور نہ اُن کے ساتھ ہمنشینی و میل جول کرے۔ پھر میری برگزیدہ مخلوق کی نسل سے جو لوگ میری نافرمانی کریں گے اُن کو عاصیوں کے مسکن میں یعنی جہنم میں ڈال دوں گا۔ اور پرواہ نہیں کروں گا۔ ملائکہ نے کہا اے ہمارے پالنے والے جو چاہے کر۔ اور ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تُو نے ہم کو بتلا دیا ہے تُو ہی حکیم و دانا ہے۔ حق تعالیٰ نے ان کو اس جرأت پر عرش سے پانچ سو سال کی راہ پر دُور کر دیا تو ملائکہ عرش کی جانب پناہ لے گئے اور از رُوئے عجز و انکساری انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے۔ تو خداوندِ عالم نے ان کی تضرّع و زاری مشاہدہ کی اور اپنی رحمت ان کے شاملِ فرمائی۔ اور بیت المعمور ان کے لیئے وضع کیا اور فرمایا کہ اس کے گرد طواف کرو عرش کو چھوڑ دو کہ یہی میری خوشنودی کا سبب ہے۔ پس ملائکہ نے اُس کے گرد طواف کیا۔ بیت المعمور وہ گھر ہے جس میں ہر روز ستّر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں اور پھر کبھی نہیں واپس ہوتے۔ خداوندِ عالم نے بیت المعمور کو اہلِ آسمان کے توبہ کے لیئے اور کعبہ کو اہلِ زمین کے توبہ کے لیئے مقرر فرمایا۔ پھر خداوندِ عالم نے فرمایا کہ میں ایک بشر کو صلصال (خشک شدہ مٹی) سے پیدا کروں گا جس سے آواز نکلتی ہے یا جو بالو کے ساتھ خمیر دی ہوئی ہوتی ہے یعنی متغیر شدہ بدبودار اور خراب مٹی سے پیدا کروں گا۔ تو جب اس کو درست کروں اور اپنی رُوح اس میں پھونک دوں تو تم سب اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ یہ خلقتِ آدم کے متعلق خدا کا مقدمہ تھا قبل اس کے کہ ان کو خلق کرے تاکہ اپنی حجت ان ملائکہ پر تمام کرے۔ امام محمّد باقرؑ نے فرمایا کہ ہمارے پروردگار نے کچھ آبِ شیریں کے ساتھ خاک کو اپنے دستِ قدرت سے گوندھا اور کہا تجھ سے اپنے پیغمبروں، رسُولوں، شائستہ بندوں اور ہدایت یافتہ اماموں کو جو بہشت کی طرف لوگوں کو بلائیں گے اور انکی پیروی کرنے والوں کو روزِ قیامت تک پیدا کروں گا اور پرواہ نہ کروں گا اور کوئی مجھ سے سوال نہ کریگا جو کچھ میں نے کیا ہے اور ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا۔ پھر کچھ آبِ شور لے کر خاک میں ملایا اور فرمایا کہ تجھ سے جباروں، فرعونوں، عادیوں اور شیطان کے بھائیوں کو جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلائیں گے اور ان کی پیروی کرنے والوں کو قیامت تک پیدا کروں گا اور پرواہ نہیں کرتا اور کسی کو حق نہیں ہے کہ مجھ سے کچھ سوال کرے جو کچھ میں کرتا ہوں۔ اور ان سب سے پُوچھا جائے گا۔ اور ان میں بداء[1] کی شرط قرار دی کہ اگر چاہے ان کو اصحاب الیمین میں بدل دے اور چاہے اصحاب الشمال میں تغیر دیدے۔ غرض دونوں قسم کی مٹیوں کو باہم ملا کر عرش کے سامنے ڈال دیا تو وُہ دونوں مٹی کے چند ٹکڑے ہوگئے۔ پھر چار فرشتوں کو جو

[1] بداء۔ خدا کا وہ ارادہ جو کسی امر پر مشروط ہو جس کے وجود میں آنے پر خدا اپنا ارادہ اور حکم بدل دیتا ہے جیسے حضرت یونسؑ کی قوم پر عذاب کا ارادہ اور وعدہ جو مشروط تھا کہ اگر وہ قوم توبہ کر لے گی تو عذاب نازل نہ کیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت یونسؑ سے وعدہ فرمایا کہ فلاں وقت تمہاری قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ حضرت یونسؑ اُس وقت مقررہ پر اپنی قوم سے الگ ہو کر صحرا میں چلے گئے اور قوم پر عذابِ الٰہی کے منتظر رہے۔ لیکن قوم نے جب آثارِ عذاب دیکھے تو تضرع و زاری کے ساتھ توبہ کی تو خدا نے عذاب برطرف فرما دیا۔ اور حضرت یونسؑ کو حکم دیا کہ پھر اپنی قوم کے پاس جا کر اُن کی ہدایت کریں اور خدا کے علم میں تھا کہ قوم یونسؑ توبہ کرے گی اور عذاب برطرف کر دیا جائے گا جیسا کہ حضرت یونسؑ کے حالات میں بالتفصیل یہ واقعہ درج ہے۔ اسی کو بداء کہتے ہیں۔ ۱۲ (مترجم)

ہواؤں یعنی بادِ شمال، بادِ صبا، بادِ جنوب اور بادِ دبور پر موکل ہیں حکم دیا کہ ان مٹی کے ٹکڑوں پر ان ہواؤں کو چلائیں تو ان ٹکڑوں کو ایک دُوسرے سے ٹکرا ٹکرا کر پارہ پارہ کیا اور اصلاح میں لائے اور سودا و خون و صفرا و بلغم ان چاروں طبیعتوں کو ان میں جاری کیا۔ سودا بادِ شمال کے سبب سے بلغم بادِ صبا کے اثر سے صفرا بادِ دبور کی جہت سے اور خون بادِ جنوب کی تاثیر سے ہے۔ غرض آدمؑ کا بدن مستقل اور مکمل ہُوا اور ایک حصّہ سودا کے حصّہ میں ہے جس سے عورتوں کی اُلفت و اُمید و حرص کی زیادتی پیدا ہوتی ہے۔ ایک بلغم کے حصّہ میں ہے جس سے کھانے پینے اور نیکی اور عقلمندی اور مدارات کے خواہشات ہیں۔ اور ایک صفرا کے حصّہ میں ہے جس سے غصّہ، بیوقوفی، شیطنت، جبر و سرکشی اور کاموں میں عجلت پیدا ہوتی ہے اور ایک حصّہ خون کے اثر میں ہے جس سے عورتوں کی محبّت و محرمات کا ارتکاب اور شہوتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اسی طرح ہم نے کتاب امیرالمومنینؑ میں پایا ہے۔ غرض آدمؑ کو خلق کیا اور وُہ چالیس سال اسی صُورت لبتہ پر قائم رہے۔ اور شیطان ملعون اُن کے پاس سے گزرتا تھا تو کہتا تھا کہ تُو امرِ بزرگ کے لیئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور کہتا تھا کہ اگر خدا اس کے سجدہ کا حکم دیگا تو بیشک اس کی نافرمانی کروں گا۔ پھر خدا نے رُوح کو آدمؑ کے جسم میں پھونکا۔ جب رُوح آپؑ کے دماغ میں پہنچی تو چھینک آئی تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حق تعالیٰ نے خطاب کیا یَرْحَمُکَ اللہ۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رحمت نے ان کے لیئے سبقت کی مخالفین کے طریقہ پر۔ عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق فرمایا تو اپنے پاس کھڑا رکھا۔ آدمؑ کو چھینک آئی خدا نے ان کو الہام کیا تو وُہ اس کی حمد بجا لائے۔ خدا نے فرمایا کہ اے آدمؑ تو نے میری حمد کی۔ اپنے عزّت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ان دو بندوں کو آخر زمانہ میں پیدا کرنا نہ چاہتا تو تجھ کو خلق نہ کرتا۔ آدمؑ نے کہا پالنے والے ان بندوں کی اسی قدر و منزلت کا واسطہ ان کا نام بتلادے۔ خطاب ہُوا اے آدمؑ عرش پر نظر کرو۔ جب اس طرف نظر کی تو دیکھا کہ دو سطروں میں نور سے عرش پر لکھا ہُوا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ نَبِیُّ الرَّحْمَۃِ وَعَلِیٌّ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ۔ یعنی محمدؐ پیغمبرِ رحمت ہے اور علیؑ کلیدِ بہشت۔" اور دوسری سطر میں لکھا ہے کہ میں نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی ہے جو شخص ان سے محبّت و دوستی کرے اُس پر رحم کروں گا اور جو شخص ان سے بغض و عداوت رکھے اُس پر عذاب کروں گا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ فرزندانِ آدمؑ ایک گھر میں جمع ہُوئے اور نزاع کی۔ کوئی کہتا تھا کہ ہمارے باپ آدمؑ بہترین خلق ہیں بعض لوگ کہتے تھے کہ ملائکہ مقرب ہیں اور بعض کا قول تھا کہ حاملانِ عرش ہیں۔ اسی اثناء میں ہبۃ اللہ داخل ہُوئے ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ اس مشکل کے حل کرنے والے آگئے۔ جب وہ سلام کرکے بیٹھ گئے تو پُوچھا کہ کیا گفتگو کر رہے تھے ان لوگوں نے بیان کیا فرمایا کہ ذرا صبر کرو میں ابھی آتا ہوں پس اپنے پدرِ بزرگوار حضرت آدمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتِ واقع

بیان کی آدمؑ نے کہا اے فرزند میں خداوند عالمین کے نزدیک کھڑا ہُوا تو ان سطروں کو عرش پر لکھا ہُوا دیکھا۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ وَّاٰلُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ مَنْ بَرَءَ اللہُ۔ یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ بہترین خلق ہیں۔"

بسند معتبر حضرت امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت حوّاؑ حضرت آدمؑ کی چھوٹی پسلی سے پیدا ہوئیں جب کہ وُہ عالمِ خواب میں تھے اور اس پسلی کے بجائے گوشت پیدا کردیا گیا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو آب و خاک سے پیدا کیا اسی سبب سے ہمتِ فرزندانِ آدمؑ تعمیر و تحصیل آب و خاک میں مصروف ہے اور حوّاؑ کو حضرت آدمؑ سے پیدا کیا اسی لیئے عورتوں کی ہمّت مَردوں سے پست ہے لہٰذا گھروں میں ان کی حفاظت کرو۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے حوّاؑ کا نام حوّاؑ اس لیئے رکھا گیا کہ وحی کے ذریعہ سے مخلوق ہوئیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا[1] (آیت سورۂ نساء پ)

حدیث معتبر میں زرارہ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے حضرت حوّاؑ کی خلقت کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کی بائیں پسلی سے حوّاؑ کو خلق فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ جو کچھ وُہ لوگ کہتے ہیں خدا اس سے پاک و بلند تر ہے جو شخص ایسا کہے

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اور بعض دیگر احادیث جنکو ہم نے ذکر کیا مثل اس کے کہ عورت ٹیڑھی ہڈی سے خلق ہوئی ہے اگر اس کو سیدھا کرنا چاہوگے تو ٹوٹ جائے گی۔ اگر اس کے ساتھ نرمی اور مہربانی کروگے تو نفع حاصل کروگے اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت حوّاؑ حضرت آدمؑ کے پہلو کی ہڈی سے پیدا کی گئی ہیں اور اہلِ سُنّت کے مفسّرین و مورخین میں جناب رسولِ خداؐ سے منقول شدہ روایت مشہور ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق کیا ان پر خواب طاری فرمایا اس وقت حوّاؑ کو انکی بائیں جانب کی ایک پسلی سے پیدا کیا۔ جب وُہ بیدار ہوئے تو دیکھا چونکہ ان کے جزوِ بدن سے پیدا کی گئی تھیں اس لیئے ان سے محبّت و رغبت ہوئی۔ اور اس آیۂ کریمہ سے بھی جو مذکور ہُوا استدلال کیا ہے کہ جناب حوّاؑ آدمؑ سے پیدا ہوئیں اس لیئے کہ فرمایا ہے کہ خدا نے تم کو نفسِ واحد سے خلق فرمایا۔ اگر حوّاؑ آدمؑ سے خلق نہیں ہوئیں تو دو نفس سے خلقتِ مخلوق ہوگی اور پھر فرمایا ہے کہ اسی نفس سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا یہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ حوّاؑ آدمؑ سے پیدا ہوئی ہیں اور علمائے عامّہ کے ایک گروہ کا اور اکثر علمائے خاصہ کا یہ اعتقاد ہے کہ جزوِ آدمؑ سے پیدا ہوئی ہیں اور حدیث کو ضعیف کہہ کر ردّ کردیا ہے آیت کے بارہ میں چند طرح سے جواب ہوسکتا ہے آیت اوّل میں ممکن ہے یہ مراد ہو کہ تم کو ایک باپ سے خلق فرمایا اور یہ منافی نہیں ہے اس لیئے کہ ماں کو بھی دخل ہے اور ممکن ہے مِنْ ابتدائی ہو یعنی ابتدا ایک نفس سے کرکے تم کو پیدا کیا پہلے آدمؑ کو پیدا کیا۔ دوسری آیت کے بارے میں یہ جواب ہوسکتا ہے کہ خَلَقَ مِنْھَا سے یہ مراد ہو کہ اس نفس کی جنس و نوع سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا جیسا کہ دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ تمہارے ازواج کو تمہارے نفس سے پیدا کیا۔ اور ممکن ہے کہ مِنْ تعلیلی ہو یعنی اس نفس کے لیئے اس کی زوجہ کو خلق کیا اور یہ قول زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہے اور اقوالِ عامہ سے بالکل علیحدہ ہے اور احادیث سابقہ یا تقیہ پر محمول ہوں یا مراد یہ ہو کہ آدمؑ کے استخوانِ پہلو کی بچی ہوئی مٹی سے خلق ہوئی ہیں جیسا کہ اس کے بعد کی حدیثوں سے ظاہر ہے۔ ۱۲ (منہ)

تو وُہ قائل ہے کہ خدا قدرت نہیں رکھتا۔ اور طعن و طنز کرنے والوں کو اعتراض کا موقع دیتا ہے کیا سبب ہے کہ وُہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ خدا ہمارے اور اُن کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ پھر فرمایا جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خاک سے خلق کیا اور ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں۔ پھر خواب کو ان پر غالب کیا۔ اسی حالت میں ایک نئی خلقت کو پیدا کیا اور اس کو آدمؑ کے پیروں کے درمیان ساکن کیا تاکہ عورتیں مردوں کی فرمانبردار رہیں۔ پھر حوّا نے حرکت کی جس سے آدمؑ بیدار ہوئے۔ حوّاؑ کو ندا پہنچی کہ آدمؑ سے علیحدہ ہو جائیں۔ آدمؑ کی نظر جب اُن پر پڑی، ایک اچھی صورت کو دیکھا جو اُن سے مشابہ تو ہے لیکن مادہ ہے۔ تو گفتگو شروع کی اور پوچھا کہ تم کون ہو حوّاؑ نے بھی انہی کی زبان میں کلام کیا اور کہا میں خدا کی ایک مخلوق ہوں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ آدمؑ نے درگاہِ باری میں عرض کی کہ یہ خوبصورت مخلوق کون ہے جو میرے لیئے باعثِ انس ہے اور اس کو دیکھنے سے میری وحشت دُور ہو گئی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میری کنیز حوّاؑ ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ رہے اور تمہاری مونس ہو تم سے گفتگو کرے اور جو کچھ تم حکم دو اس کی تعمیل کرے۔ عرض کی ہاں اے پالنے والے۔ جب تک کہ زندہ رہوں گا تیرا شکر ادا کرتا رہوں گا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اچھا تو اس کی مجھ سے خواستگاری کرو اور خطبہ چاہو۔ اُسی وقت حق تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ مقاربت کی خواہش آدمؑ میں قرار دی۔ اور پہلے سے معرفتِ امور تعلیم کر دی تھی۔ آدمؑ نے عرض کی کہ بارِ خدایا میں اس کی خواستگاری تو کروں لیکن میرے پاس اس نعمت کے عوض میں کیا چیز ہے جس سے تو راضی ہو جائے گا۔ فرمایا کہ میرے دین کی اس کو تعلیم کرو یہی میری رضا ہے۔ آدمؑ نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے تو میں یہی کرتا ہوں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے بھی منظور کیا اور اس کو تم سے تزویج کیا۔ اُسے اپنی طرف لے جاؤ۔ آدمؑ نے حوّاؑ سے کہا کہ میرے پاس آؤ۔ تو خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ اُٹھیں اور حوّاؑ کے پاس جائیں تو آدمؑ اُٹھے اور اُن کے پاس گئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بیشک عورتیں مردوں کی طرف جاتیں اور اپنے لیئے خواستگاری کرتیں۔ یہ ہے قصہ حوّا علیہا السّلام کا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ابوالمقدام نے حضرت محمّد باقرؑ سے سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے کس چیز سے حوّاؑ کو خلق کیا۔ پوچھا اس بارے میں اور لوگ کیا کہتے ہیں۔ عرض کی کہتے ہیں کہ خدا نے ان کو آدمؑ کی پسلی سے خلق کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہیں۔ کیا خدا عاجز تھا کہ آدمؑ کی پسلی کے علاوہ کسی اور طرح پیدا کرتا۔ عرض کی آپ پر فدا ہوں ان کو کس چیز سے پیدا کیا؟ فرمایا کہ میرے پدر نے اپنے آبائے طاہرین کے سلسلے سے مجھے خبر دی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خدا نے ایک مُشت خاک اپنے دستِ قدرت سے لے کر آدمؑ کو بنایا اور اسی خاک سے جو کچھ باقی بچ گئی

تھی حوّاؑ کو خلق فرمایا۔ علمائے خاصہ و عامہ نے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حوّاؑ کو آدمؑ کی باقی ماندہ مٹی سے انہی کی صورت پر پیدا کیا اور خواب کو ان پر غالب کیا اور حوّاؑ کو دکھلایا۔ وُہ پہلا خواب تھا جو زمین پر دیکھا گیا۔ حضرت آدمؑ بیدار ہوئے اور حوّاؑ کو اپنے سر کے قریب دیکھا۔ تو حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے آدمؑ یہ کون ہے جو تمہارے پاس بیٹھی ہے کہا وہی جسے خواب میں تُو نے دکھلایا۔ پھر حوّاؑ سے اُن کو انس ہو گیا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ایک یہودی حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آیا اور سوال کیا کہ کیوں آدمؑ کو آدمؑ اور حوّاؑ کو حوّاؑ کہتے ہیں۔ فرمایا آدم علیہ السلام کا نام اس لیئے آدمؑ ہے کہ وہ ادیمِ ارض یعنی روئے زمین سے پیدا ہوئے اس طرح کہ حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا اور ان کو زمین سے چار طرح کی مٹی سفید، سُرخ، سیاہ اور خاکی اور ہموار ناہموار، نرم و سخت زمین سے لانے کا حکم دیا اور چار قسم کے پانی آبِ شیریں و شور آبِ تلخ و گندیدہ بھی لانے کو فرمایا تاکہ ان پانیوں سے ان مٹیوں کو گوندھیں۔ آبِ شیریں کو ان کے حلق کے لیئے، آبِ شور کو آنکھوں کے لیئے، آبِ تلخ کو کانوں کے لیئے اور آبِ گندہ کو ناک کے لیئے قرار دیا۔ اور حوّاؑ کو اس لیئے حوّا کہتے ہیں کہ حیوان[1] سے خلق ہوئی ہیں۔

معتبر سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے خلقتِ آدمؑ کے وصف میں فرمایا کہ سخت و سُست، نرم و درشت اور شیریں اور شور زمین سے کچھ خاک جمع کی۔ اور پانی ملا کر اس کو گوندھا تو سب ایک دوسرے میں ممزوج ہو گئے۔ پھر اسی سے ایک صورت ہاتھ پاؤں اعضاء و جوارح اور جوڑ و پیوند والی بنائی اور خشک کیا یہاں تک کہ وُہ مضبوط اور سخت ہو گئی اور کھنکھناہٹ مثل ٹھیکرے کی آواز پیدا ہوئی اور اس کو اس وقت تک کے لیئے چھوڑ رکھا جب کہ رُوح پھونکنا مقدر کر چکا تھا۔ پھر اس میں اپنی برگزیدہ رُوح پھونکی۔ تو ایک ایسا انسان صاحبِ اندیشہ تیار ہوا جو ان اعضاء و جوارح کو حرکت میں لاتا ہے، اور ان پر تمام اُمور میں تصرّف کرتا ہے اور اُن سے خدمت لیتا ہے اور مختلف حالات میں ان کو گھماتا پھراتا ہے اور صاحبِ معرفت ہے کہ حق و باطل میں فرق کرتا ہے۔ لذّت و بُو۔ اور رنگوں اور تمام جنسوں میں تمیز کرتا ہے۔ گویا کہ اس کو ایک معجون بنایا مختلف نوع کی طینت و خلقت کا۔ اور ایک مجموعہ تیار کیا چند اضداد اور چند خلطوں سے جو آپس میں دشمنی رکھتے ہیں اور باہم نہایت مختلف ہیں مثل گرمی و سردی، خشکی و تری اور غم و شادی کے

[1] حیوان یعنی حیوان ناطق۔ مراد حضرت آدم علیہ السلام۔ ۱۲ مترجم۔

سیدابن طاؤس نے ذکر کیا ہے کہ میں نے ادریسؑ کے صحیفوں میں دیکھا کہ آدمؑ کی خلقت کی تعریف میں آپ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے زمین کو پہچنوایا کہ اُس سے ایک مخلوق پیدا کرے گا جن میں سے بعض اطاعت کریں گے اور بعض نافرمانی۔ تو زمین کو بجائے خود لرزہ ہُوا اور خدا کے کرم و رحم کی خواستگار ہُوئی۔ اور التجا کی کہ اس سے ایسی کوئی مخلوق نہ بنائے جو اس کی نافرمانی کرے اور جہنم میں داخل ہو۔ جب جبرئیلؑ آئے تاکہ آدمؑ کی خاک کو زمین سے لے جائیں زمین نے خدا کی عزت کے ساتھ اُن سے التجا کی کہ نہ لے جائیں، اور بارگاہِ احدیت میں تضرع و زاری کرکے زمین کے لیئے پناہ مانگیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو حکم ہُوا کہ واپس آجائیں۔ پھر میکائیلؑ کو حکم دیا، زمین نے پھر ایسا ہی کیا تو اسرافیلؑ کو حکم دیا ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہُوا۔ بالآخر عزرائیلؑ کو حکم دیا۔ وُہ جب زمین پر آئے زمین کانپی اور تضرع و زاری کی۔ عزرائیل نے کہا کہ میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے اور میں اس کی تعمیل کروں گا خواہ تو خوش ہو یا ناخوش۔ غرض وُہ ایک مشت خاک آسمان پر لے گئے اور جاکر اپنے مقام پر کھڑے ہُوئے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ جس طرح تو نے ان کی مٹی کو زمین سے قبض کیا حالانکہ زمین نہیں چاہتی تھی، اسی طرح ہر ذی رُوح جو زمین پر ہے آج سے قیامت تک سب کی رُوح تو ہی قبض کرے گا۔ جب دوسرے یک شنبہ کی صبح ہوئی جو ابتدائے دُنیا کا آٹھواں دن تھا، تو ایک ملک کو حکم دیا کہ آدمؑ کی مٹی کو خمیر کرکے آپس میں مخلوط کرے۔ اس نے چالیس سال تک اس کو خمیر کیا یہاں تک کہ اس میں چسپیدگی پیدا ہوگئی۔ پھر چالیس سال تک اس کو لجن[1] متغیر بنایا۔ پھر چالیس سال تک اس کو مثل کوزہ گروں کے ٹھیکرے کے خشک کیا۔ جب ایک سو بیس سال گزر گئے تو ملائکہ سے فرمایا کہ میں خاک سے ایک بشر کو خلق کروں گا۔ تو جب اس کو درست کرلوں اور اس میں اپنی رُوح پھونک دوں تو تم سب کے سب اس کے لیئے سجدہ میں گر پڑنا۔ ملائکہ نے کہا بہت بہتر۔ پھر خدا نے آدمؑ کو اسی صورت پر پیدا کیا جو تصویر لوحِ محفوظ پر مقدر کرچکا تھا۔ اور ان کا جسم بنایا جو اس راستہ میں چالیس سال تک پڑا رہا جس پر سے ملائکہ آسمان پر جایا کرتے تھے۔ جب جنوں نے زمین میں فساد کیا اور ابلیس نے خدا سے ان کی شکایت کی اور سوال کیا کہ اس کو ملائکہ کا ہم نشین قرار دے، خدا نے اس کی التجا قبول کی اور وُہ ملائکہ کے ہمراہ آسمان پر گیا۔ پھر زمین پر جنوں کا فساد زیادہ ہُوا تو خدا نے ابلیس کو ملائکہ کے ساتھ حکم دیا کہ جاکر زمین سے اُن کو نکال دے۔ پھر آدمؑ کے جسم میں رُوح پھونکی اور ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کے لیئے سجدہ کریں سب نے

[1] لجن وُہ سیاہ مٹی جو حوض اور ہوئے آب کی تہ میں ہوتی ہے۔ ۱۲

سجدہ کیا سوائے شیطان کے جو جنوں سے تھا۔ پس آدمؑ کو چھینک آئی خدا نے وحی کی کہ الحمدللہ رب العالمین کہو اور خدا نے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰہ فرمایا۔ اور کہا تجھ کو اس لئے خلق کیا ہے کہ مجھ کو یکتا سمجھ کر میری عبادت کرے اور مجھ پر ایمان لائے اور میرا انکار نہ کرے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ قرار دے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے پوچھا کہ یا ابن رسُولؐ اللہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ بہ تحقیق خدا نے آدم علیہ السّلام کو اپنی صُورت پر پیدا کیا ہے۔ فرمایا خدا ان کو ہلاک کرے۔ حدیث کا پہلا حصّہ چھوڑ دیا کہ رسولؐ خدا کا گزر ہُوا دو شخصوں پر جو ایک دُوسرے کو گالی دیتے تھے اور ایک دُوسرے کو کہتا تھا کہ خدا تیرے چہرے کو اور تیرے ہر عزیز کے چہرے کو خراب کرے! تو حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اے بندۂ خدا اپنے بھائی کو ایسا نہ کہہ۔ بتحقیق کہ خدا نے حضرت آدمؑ کو اس کی صُورت پر پیدا کیا ہے۔ اور مثل اس حدیث کے حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام سے بھی منقول ہے[2]

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے جب چاہا کہ حضرت آدمؑ کو پیدا کرے، جبرئیلؑ کو روزِ جمعہ ساعتِ اوّل میں بھیجا۔ انہوں نے اپنے داہنے ہاتھ میں ایک مشت خاک لی۔ اُن کی مٹھی آسمانِ ہفتم سے آسمانِ اوّل تک پہنچی اور ہر آسمان سے ایک تربت لی۔ دُوسری مٹھی میں زمین اوّل سے آخری طبقہ زمین تک کی مٹی لی۔ داہنے ہاتھ میں جو مٹی تھی حق تعالیٰ نے اس سے خطاب فرمایا کہ تجھ سے رسولوں، پیغمبروں، وصیوں، صدیقوں، مومنوں اور سعادت مندوں کو پیدا کروں گا اور اُن لوگوں کو جن کو بزرگ بنانا چاہوں گا۔ اور بائیں ہاتھ کی مٹی سے خطاب فرمایا کہ تجھ سے جباروں، مشرکوں، کافروں اور گمراہوں اور اُن لوگوں کو پیدا کروں گا جن کی شقاوت اور خواری کو میں جانتا ہوں۔ پھر جبرئیلؑ نے دونوں مٹیوں کو باہم مخلوط کیا۔ یہ ہے

[2] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی بنا پر ضمیر صورتہ اس شخص کی طرف راجع ہوگی جس کو گالی دی گئی اور بعضوں نے کہا ہے کہ خدا کی طرف راجع ہے۔ اور صورت سے مراد صفت ہے یعنی اس کو اپنی صفات کمالیہ کا مظہر قرار دیا ہے۔ یا وہی صورت ظاہری مراد ہو اور اضافت تعظیم کے لیئے ہو یعنی وُہ صورت جو اس کے لیئے پسندیدہ اور برگزیدہ تھی۔ اور بعضوں نے کہا کہ ضمیر آدمؑ کی طرف راجع ہے یعنی جو صورت کہ ان کے مناسب اور لائق تھی۔ یا یہ کہ ابتدائے حال میں اُس کو اُس صورت پر خلق کیا جسے آخر میں لوگ مشاہدہ کرتے تھے دُوسروں کی طرح جو بتدریج بڑے ہوتے ہیں اور ان کے احوال و صورت میں تغیر واقع ہوتا ہے اور ان وجہوں میں سے بعض حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے اس حدیث کے معنی دریافت کیئے فرمایا کہ یہ صورت محدثہ پیدا کی ہوئی ہے جسے خدا نے بزرگ قرار دیا تھا اور تمام مختلف صورتوں میں اختیار کیا تھا۔ پس اُس کو اپنی طرف نسبت دی جس طرح کہ کعبہ کو اپنی طرف نسبت دی ہے اور جس طرح فرمایا کہ اس جسمِ آدمؑ میں اپنی رُوح پھُونک دوں۔ ۱۲

معنی اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی (آیت ۹۶ سورۃ انعام پ) کے۔ یعنی بیشک خدا حب و نوی کا شگافتہ کرنے والا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ حب مومنوں کی مٹی ہے جن میں خدا نے اپنی محبت قرار دی ہے اور نوی کافروں کی مٹی ہے جو ہر امر خیر سے علیحدہ ہیں اور یہی معنی ہیں قولِ خدا یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ۔ (آیت ۹۶ سورۃ الانعام پ) کے یعنی نکالتا ہے زندہ کو مُردہ سے اور باہر لاتا ہے مُردہ کو زندہ سے۔ زندہ سے زندہ وُہ مومن ہے جو طینتِ کافر سے باہر آتا ہے اور مُردہ جو زندہ سے باہر آتا ہے وہ کافر ہے جو مومن کی طینت سے پیدا ہوتا ہے۔

بسند موثق حضرت محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے قبل اس کے کہ خلائق کو خلق کرے فرمایا کہ آب شیریں ہو جا کہ تجھ سے بہشت کو اور اپنے عبادت کرنے والوں کو پیدا کروں۔ اور آب شور ہو جا تا کہ تجھ سے جہنم اور اپنی معصیت کرنے والوں کو بناؤں۔ پھر حکم دیا تو یہ دونوں پانی باہم مل گئے اسی سبب سے کافر مومن سے اور مومن کافر سے پیدا ہوتے ہیں پھر کچھ خاک زمین سے لی اور دستِ قدرت سے مل کر جھاڑ دی تو مانند چھوٹی چیونٹیوں کے کچھ جاندار حرکت میں آئے۔ تو جو داہنی طرف تھے اُن سے کہا کہ سلامتی کے ساتھ بہشت کی طرف جاؤ۔ اور وہ جو بائیں طرف تھے اُن سے فرمایا کہ جہنم کی طرف جاؤ اور میں پروا نہیں کرتا۔

انہی حضرت نے روایت حسن میں فرمایا کہ تربت آدمؑ سے ایک مشت خاک لی اور اس کو آب شیریں سے تر کیا اور چالیس روز تک چھوڑ دیا۔ پھر آب شور سے تر کیا اور چالیس روز تک چھوڑ دیا جب اس مٹی کا خمیر ہو گیا جبرئیلؑ نے اس کو خوب ملا تو اس میں سے چیونٹیوں کے برابر ریزے داہنے اور بائیں گرے۔ پھر حکم دیا کہ آگ جلائیں اور سب کو حکم دیا کہ اس آگ میں داخل ہوں۔ داہنے ہاتھ والے داخل ہو گئے تو آگ ان پر سرد و باعثِ سلامتی ہو گئی اور بائیں ہاتھ والے ڈرے اور اس میں داخل نہیں ہوئے۔ اُسی روز اُن کی فرمانبرداری و نافرمانی معلوم ہو گئی۔ پس فرمایا کہ میرے حکم سے پھر خاک ہو جاؤ تو آدم علیہ السّلام کو اسی خاک سے پیدا کیا۔

دُوسری حسن حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ آدمؑ کی ذریت کو اُن کی پُشت سے باہر لایا کہ اُن سے اپنی پروردگاری اور ہر پیغمبر کی پیغمبری کا عہد لے تو سب سے پہلے جس پیغمبر کا اقرار لیا وُہ محمدؐ بن عبداللہ تھے پھر حق تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی فرمائی کہ دیکھو کہ یہ کیا ہیں تو آدمؑ نے اپنی ذریت کو دیکھا کہ وہ ذرّات تھے جن سے آسمان بھر گیا تھا۔ آدمؑ نے کہا کہ میری اولاد کس قدر زیادہ ہے پروردگارا تو نے ان کو تو ایک امر بزرگ کے لیئے خلق فرمایا ہے پھر تو نے ان سے عہد و پیمان کس سبب سے لیا۔ فرمایا اس لیئے کہ میری عبادت کریں اور کسی کو میرا شریک نہ بنائیں اور میرے پیغمبروں پر ایمان لائیں اور ان کی پیروی کریں۔ عرض کی خداوندا ان ذرّوں میں سے بعض بہت بڑے ہیں۔ بعض زیادہ نورانی ہیں۔ بعض کم اور بعض میں بالکل نور نہیں ہے یہ اس کا سبب کیا ہے۔ فرمایا کہ ان کو اس لیئے خلق کیا ہے کہ ہر حال میں ان کا امتحان لوں۔ آدمؑ نے عرض کی کہ پالنے والے کیا مجھے کچھ اور بات کرنے کی اجازت ہے خطاب ہُوا کہ ہاں ہاں اے آدم کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ عرض کی کہ اگر ان کو برابر برابر ایک مقدار ایک طبیعت، ایک خلقت، ایک رنگ، ایک عمر اور ایک روزی پر خلق کرتا تو البتہ بعض پر بعض ظلم نہ کرتے اور اُن میں حسد و دشمنی و اختلاف کسی مُعاملہ میں نہ ہوتا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میری برگزیدہ رُوح کے بارے میں تم نے کلام کیا اور اپنی طبیعت کی کمزوری کے سبب سے اس کے متعلق زبان کھولی جس کا تم کو علم نہیں ہے۔ میں خالقِ علیم ہوں اپنے علم کی بنا پر ان کی خلقت میں اختلاف قرار دیا ہے۔ میری مشیت میرا حکم ان میں جاری ہوتا ہے اور ہر ایک کی بازگشت میری تقدیر و تدبیر کی طرف ہے اور میری خلقت میں تبدیلی نہیں ہے۔ اور جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیئے پیدا کیا ہے میں نے بہشت کو اس کے لیئے بنایا جو ان میں سے میری عبادت و فرمانبرداری اور میرے رسُولوں کی پیروی کرے گا۔ لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ اور دوزخ کو اس کے لیئے پیدا کیا جو کافر ہو گا، میری معصیت اور میرے رسُولوں کی نافرمانی کرے گا۔ اور اس کے لیئے بھی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ میں نے تم کو تمہاری ذریت و اولاد کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ تمہاری یا ان کی مجھے کوئی حاجت ہو۔ اور تم کو اور ان سب کو اس لیئے خلق کیا ہے کہ آزمائش کروں کہ تم میں سے کون دُنیاوی زندگی میں سب سے زیادہ نیک کردار ہے۔ اسی لیئے میں نے دُنیا و آخرت، موت و حیات، طاعت و معصیت اور بہشت و دوزخ کو پیدا کیا ہے۔ اور ایسا ہی ارادہ کیا ہے اپنی تقدیر و تدبیر کے ساتھ اور اپنے اس علم کے سبب سے جو ان کے تمام احوال پر محیط ہے۔ میں نے اُن کی صورتیں، اُن کے اجسام، ان کے رنگ، ان کی عمریں، اُن کی روزی، طاعت و معصیت کو مختلف قرار دیا۔ ان میں شقی و سعادت مند، بینا و نابینا، کوتاہ و بلند، خوبصورت و بدصورت، عقلمند و نادان، مالدار و پریشان حال، فرمانبردار و نافرمان، بیمار و تندرُست بنائے۔ بہت سے مزمن دردوں میں مُبتلا ہوں گے اور اکثر وُہ ہیں جن کو کوئی درد نہ ہو گا تا کہ تندرُست بیمار کو دیکھ کر میری حمد بجا لائے اس لیئے کہ اس کو عافیت بخشی ہے اور بیمار تندرست کو دیکھ کر مجھ سے سوال و دُعا کرے تا کہ اُسے صحت عطا کروں۔ اور میری بلاؤں پر صبر کرے تا کہ اُسے ثواب مرحمت کروں اور اس کے درجے بلند کروں۔ اسی طرح مالدار پریشان حال کو دیکھ کر میرا شکر و حمد بجا لائے اور محتاج مالدار کو دیکھ کر مجھ سے دُعا و سوال کرے اور مومن کافر کو دیکھ کر میری حمد بجا لائے اس لیئے کہ میں نے اس کی ہدایت کی ہے اس لیئے ان لوگوں کو پیدا کیا ہے "تا کہ ان کا امتحان لوں خوشحالی و بدحالی

اور اس عافیت میں جو ان کو میں نے بخشی ہے اور ان بلاؤں کے ذریعہ سے جن میں ان کو مبتلا کروں گا اور اس نعمت کے ساتھ جو ان کو عطا کروں گا اور ان چیزوں کے ذریعہ سے جن سے ان کو منع کروں گا۔ میں ہوں خدا بادشاہِ قادر اور میرے لیئے ہے کہ ان چیزوں کو جو مقدر کر چکا ہوں جاری کروں جس طرح کہ تدبیر کر چکا ہوں۔ اور میرے لیئے ہے کہ تغیر دوں اپنی تقدیر میں اُن چیزوں کو ان چیزوں میں جن میں چاہوں، اور مقدم کروں جن کو مؤخر کر چکا ہوں اور پیچھے کر دوں اُس کو جسے آگے کر چکا ہوں میں ہوں وُہ خدا کہ جو کچھ چاہوں کر سکتا ہوں۔ اور کسی کو مجال نہیں ہے کہ مجھ سے میرے ان افعال میں سوال کرے لیکن میں اپنی مخلوق سے سوال کروں گا جو کچھ وُہ کریں گے [1]

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کی انگشتری کے نگینہ پر لا الٰہ الا اللہ محمّد رسُول اللہ نقش تھا جو اپنے ساتھ بہشت سے لائے تھے۔

فصل دوم

جناب مقدس ایزدی کا ملائکہ کو خلقتِ آدمؑ سے آگاہ کرنا اور ان کے لیئے سجدہ کا حکم اور ابلیس لعین کا انکار۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی تفسیر میں حق تعالیٰ کے قول: وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔ کے بارے میں لکھا ہے کہ انسان کی خلقت کی ابتدا اس وقت ہوئی جبکہ تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا جب کہ وُہ زمین سے شیاطین وجانّ و بنی جانّ کو نکال چکے تھے اور خود مقیم تھے اور عبادتِ الٰہی زمین میں آسان ہو چکی تھی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط میں بجائے تمہارے زمین میں اپنا ایک خلیفہ و جانشین بناؤں گا اور تم کو آسمان پر لے جاؤں گا۔ یہ امر ان پر بہت شدید و دُشوار گزرا کیونکہ ان کی عبادت آسمان کے نزدیک والپس ہونے سے زیادہ دُشوار تھی۔ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ۔ ان فرشتوں نے کہا اے ہمارے پروردگار آیا زمین میں ایسے لوگوں کو مقرر کرے گا جو اس میں فساد کریں، خون بہائیں جس طرح سے کہ بنی جانّ نے کیا جن کو ہم نے زمین سے نکال دیا۔ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور تجھ کو پاک سمجھتے ہیں ان صفات سے جو تیرے لائق نہیں ہیں وَنُقَدِّسُ لَكَ۔ اور تیری زمین کو اُن سب سے پاک کرتے ہیں جو تیرے نافرمان ہیں۔ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (آیت ۳۰ سورۃ بقرہ پ ۱) خدا نے ان کے جواب میں فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس مصلحت کو جو زمین میں ہوگی کہ تمہارے بجائے ایک مخلوق کو آباد کرونگا جسے

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ان مشکل احادیث کی شرح اور ان کی تاویل ایک وسیع کلام کی محتاج ہے جو اس مقام کے مناسب نہیں ہے اور اس کی شرح کتاب بحار الانوار میں بیان کی گئی ہے۔ ۱۲ منہ

تم نہیں جانتے۔ اور جو تم میں کافر ہے اُسے بھی جانتا ہوں یعنی شیطان لیکن تم نہیں جانتے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ (آیت ۳۱ سورۃ بقرہ پ ۱) اور خدا نے آدمؑ کو کل نام تعلیم کر دیئے۔ حضرت نے فرمایا کہ پیغمبروں اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السّلام کے نام ہائے مبارک اور آئمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی اور ان کے چند برگزیدہ شیعوں اور اُن کے دشمنوں کے اور عاصیوں کے نام۔ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ہ یعنی پھر محمدؐ و علیؑ و ائمہ کو ملائکہ پر پیش کیا یعنی ان کے جسموں کو جو عالم ارواح میں چند نور تھے۔ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (آیت ۳۱ سورۃ بقرہ پ ۱)، پھر کہا کہ اُس جماعت کے ناموں سے مجھے آگاہ کرو اگر تم سچے ہو اس امر میں کہ تم سب کے سب تسبیح و تقدیس کرنے والے ہو اور تمہارا زمین میں چھوڑ دینا ان لوگوں سے زیادہ بہتر ہے جو کہ تمہارے بعد ہوں گے یعنی جس طرح تم اس کے باطنی و قلبی کو جو تمہارے درمیان میں ہے نہیں جانتے۔ اسی طرح اس کے عیبوں سے بھی لاعلم ہو جو ابھی پیدا نہیں ہُوا ہے۔ اور اسی طرح ان چند شخصوں کے نام نہیں جانتے ہو کہ جن کو دیکھا کرتے ہو۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ (آیت ۳۲ سورۃ بقرہ پ ۱) ملائکہ نے کہا کہ ہم تجھ کو تمام عیبوں سے بری سمجھتے ہیں اور پاک جانتے ہیں اس سے کہ کوئی کام تو کرے اور اس کی مصلحت سے ناواقف ہو۔ ہم کو تو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے تعلیم کر دیا ہے۔ بیشک تو ہی ہر چیز سے واقف اور حکیم ہے۔ کہ جو کچھ کرتا ہے حکمت و مصلحت کے موافق ہوتا ہے۔ قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ج (آیت ۳۳ سورۃ بقرہ پ ۱) پس خدا نے فرمایا کہ اے آدمؑ ملائکہ سے اسمائے پیغمبران و آئمہ بیان کرو۔ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ۔ پس اُن کے نام آدم علیہ السّلام نے بتلا دیئے تو انہوں نے ان کو پہچانا۔ اُس وقت خدا نے ملائکہ سے عہد و پیمان لیا کہ ان پر ایمان لائیں اور ان کو اپنی ذات پر فضیلت دیں۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لا۔ پھر خداوند عالم نے فرمایا کہ کیا تم سے میں نے نہیں کہا تھا کہ میں زمین و آسمان کی پوشیدہ اور مخفی باتوں کو جانتا ہوں وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (آیت ۳۳ سورۃ مذکور) اور وُہ سب جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔ فرمایا کہ جو کچھ ابلیس دل میں پوشیدہ رکھتا تھا اور جو ارادہ کر چکا تھا کہ اگر حق تعالیٰ اس کو آدمؑ کی اطاعت و سجدہ کا حکم دے گا تو وہ انکار کر دے گا۔ اور اگر آدمؑ پر مسلط ہو گا تو ان کو ہلاک کر ڈالے گا اور جو کچھ ملائکہ نے سمجھ رکھا تھا کہ ان کے بعد جو پیدا ہو گا اس سے بھی وہ ملائکہ افضل ہوں گے۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم افضل نہیں ہو بلکہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل طاہرین افضل ہیں۔

آدمؑ نے جن کے نام سے تم کو آگاہ کیا [1]

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر اسی طرح امام کی تفسیر میں ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ جب ملائکہ کے استفسار کا یہ منشاء تھا کہ ہم سب تسبیح کرنے والے اور وُہ پیدا ہونے والے تمام مفسد ہیں یا ان میں فساد غالب ہے تو حق تعالےٰ نے فرزندانِ آدمؑ کے نام اور اُن کی بزرگی سے آدمؑ کو آگاہ کیا، پھر انبیاء و اوصیاء کے انوارِ مقدسہ کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور نام وصفات دریافت کئے جب ان فرشتوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا، آدمؑ کو ان کا معلّم قرار دیا تاکہ ان کے اسماء وصفات تعلیم کریں۔ جب آدمؑ نے تعلیم کی تو فرشتوں نے سمجھا کہ اولادِ آدمؑ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اُن سے خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حق تعالےٰ نے دو طرح سے اُن پر حجّت تمام کی۔ اوّل یہ کہ فرشتوں نے تمام بنی آدمؑ کو مفسد قرار دیا تھا لہٰذا ان کے نام وصفات کے ذریعہ سے اُن پر اُن کا جہل مجمل طور پر ظاہر کرکے حجّت ثابت فرمائی کہ تمام اشخاص کو جاہل سمجھنا جائز نہیں ہے جو آدمؑ کی تعلیم کے بعد اُن کو یہ تفصیل معلوم ہُوا کہ ان میں کچھ لوگ خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

دوسری حجّت کہ جب فرشتوں نے اپنے تمام افراد کا تسبیح وتقدیس کرنے سے وصف کیا حالانکہ خدا جانتا تھا کہ شیطان اُن کے درمیان میں موجود ہے اور وُہ ایسا نہیں ہے اس لحاظ سے بھی ان کو ساکت کیا کہ ممکن ہے کہ تمہارے درمیان بھی کوئی ہو کہ جن اوصاف سے تم نے اپنی تعریف کی اس سے وُہ متصف نہ ہو۔ پس حقیقت کا حکم جس کی بنا اس پر تھی باطل ہُوا۔

واضح ہو کہ علمائے مخالفین میں اختلاف ہے کہ آیا تمام فرشتے گناہانِ صغیرہ وکبیرہ سے معصوم ہیں یا نہیں۔ حالانکہ شیعوں کے طریقہ سے احادیث مستفیضہ آیات کریمہ کی موافقت میں ان کی عصمت پر وارد ہیں۔ اور اس پر علمائے شیعہ کا اجماع بھی ہو چکا ہے۔ اور آیہ کریمہ اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا الخ کی تاویل اس طرح کی گئی ہے کہ فرشتوں کی غرض جنابِ اقدس الٰہی پر اعتراض سے نہ تھی کہ وہ نہیں جانتے تھے یا اس امر کا اقرار نہ رکھتے تھے کہ حق تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے حکمت کے موافق ہوتا ہے اور حکم اور مصلحتوں کا ان سے کہیں زیادہ جاننے والا ہے۔ بلکہ جو کچھ کہا تھا دریافت کرنے اور معلوم کرنے کی غرض سے کہا تھا تاکہ اُن پر وہ مصلحت ظاہر ہو جائے جو پوشیدہ تھی۔ اور یہ سوال اس طرح پر چونکہ ترکِ اولےٰ کے ضمن میں تھا اس لئے عذرخواہی پر آمادہ ہُوئے۔

مفسرانِ عامہ وخاصہ کے درمیان اس میں بھی اختلاف ہے کہ وُہ اسماء جو آدمؑ کو تعلیم کیئے گئے کیا ہیں بعضوں نے کہا کہ اُن تمام چیزوں کے نام تھے جن کی بنی آدمؑ کو ضرورت تھی۔ اور ان کو تمام زبانوں میں آدمؑ کو تعلیم فرمایا۔ اور آپ کی اولاد نے اُن زبانوں کو آپ سے سیکھا جب متفرق ہُوئے تو جو جس زبان کو زیادہ پسند کرتا تھا اسی میں گفتگو کرنے لگا اور طول زمانہ کے سبب دُوسری زبانیں فراموش ہو گئیں اس کی موید حدیثیں آئندہ مذکور ہوں گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسمائے سے حقائق وخواص وکیفیات اشیاء مراد ہے اور صنعتوں کی کیفیتیں یعنی (بقیہ صہ ۶۹ پر)

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ ملائکہ نے مضطرب ہو کر التجا کی کہ پروردگارا اگر تو خلیفہ بنانا ہی چاہتا ہے تو ہم میں سے بنا جو کہ تیری مخلوق میں تیری عبادت کے ساتھ عمل کرے تو خدا نے ان کی خواہشات کو رد کر دیا یہ کہہ کر کہ میں جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ ملائکہ نے گمان کیا کہ یہ ان پر خدا کا عتاب ہے۔ تو عرش کی جانب پناہ لے گئے اور اس کے گرد طواف کرتے رہے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا، کہ اس خانۂ مرمر کے گرد طواف کریں جس کی چھت یاقوت سُرخ اور ستون زبرجد کے ہیں۔ اس میں ہر روز ستر ہزار ملک داخل ہوتے ہیں جو اس کے بعد روزِ وقتِ معلوم تک اس میں داخل نہ ہوں گے۔

بقیہ از صہ ۶۸ ۔ پانی کا نکالنا، زمین کی تعمیر، دواؤں اور غذاؤں کا عمل میں لانا، معدنیات کا نکالنا اور جو کچھ دین ودُنیا کی امارت سے متعلق ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں معنی سے عام ہے۔ اور یہ آخری معنی مختلف المعنی حدیثوں کا جامع ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کے مثل حدیث سابق میں افضل افراد کا ذکر ہُوا ہو اور سب کی تعلیم حضرت آدمؑ سے ان کی قابلیت وعلم کی زیادتی کے سبب سے متعلق ہوئی ہو۔ اور اگر لوگ اعتراض کریں کہ ملائکہ پر ان احتمالات کی بنا پر جو مذکور ہُوئے حضرت آدمؑ کی فضیلت کیونکر ظاہر ہُوئی یا یہ اعتراض کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو تعلیم کر دیا تھا اور ملائکہ کو نہیں تعلیم کیا تو جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ آدمؑ کو ملائکہ کے سامنے ایسے اجمال کے طریقہ پر تعلیم فرمایا ہو کہ ملائکہ بغیر تعلیم کے اس کے سمجھنے سے قاصر ہوں اور ملائکہ کے اس قول سے یہ مُراد ہو کہ ہم اس چیز کو نہیں جانتے جس کی تعلیم تفصیل سے ہم کو نہیں ہُوئی یا یہ کہ آدمؑ کی تعلیم سے یہ مراد ہو کہ اُن کو امور کے استنباط کی قابلیت دی گئی تھی اور ملائکہ میں یہ صلاحیت نہ تھی۔ اس مسئلہ میں بہت سی وجہیں ہیں جن کے ذکر کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔ اور جو تفسیر کہ امام نے فرمایا ہے ان تکلّفات کی محتاج نہیں۔ اور اس کی تائید میں دُو سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اپنی تمام حجّتوں کے نام تعلیم کئے جو اس وقت عالمِ ارواح میں تھے اور اُن کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ مجھ کو اس جماعت کے ناموں سے آگاہ کرو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ تم زمین میں اپنی تسبیح وتقدیس کے سبب سے آدمؑ سے زیادہ خلافت کے حقدار ہو۔ فرشتوں نے کہا سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ (آیت ۳۲ سورۂ بقرہ پ ۱) خدا نے آدمؑ سے فرمایا کہ تم ان کو اس جماعت کے ناموں سے آگاہ کرو۔ جب آدمؑ نے بتلایا تو فرشتے اس جماعت کے ناموں سے ان کی بزرگی ومنزلت کے ساتھ آگاہ ہُوئے اُس وقت سمجھا کہ وُہ لوگ زیادہ سزاوار ہیں کہ زمین میں خدا کے خلیفہ ہوں اور اُس کی مخلوقات پر اُس کی حجّت ہوں۔ پھر ان کی ارواح مقدسہ کو ان کی نگاہوں سے پوشیدہ کیا اور ان کی محبّت وولایت کا ملائکہ کو حکم دیا اور اُن سے کہا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمان وزمین کی پوشیدہ چیزوں کو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور پوشیدہ رکھتے ہو سب کو جانتا ہوں۔ ۱۲ منہ

امامؑ نے فرمایا کہ روز وقت معلوم وُہ ہے کہ جس روز صور پھونکیں گے تو شیطان پہلی اور دُوسری دفعہ کے پھونکنے کے درمیان مَر جائے گا۔ اور دُوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ لوگوں نے انہی حضرت سے دریافت کیا کہ خانہ کعبہ کے طواف کی ابتدا کیوں کر ہُوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا نے جب چاہا کہ آدمؑ کو خلق کرے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ قرار دوں گا تو دو فرشتوں نے کہا کہ آیا ایسے شخص کو خلیفہ قرار دے گا جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے تو اُن کے اور نورِ عظمت الٰہی کے درمیان حجابات حائل ہو گئے جس کو وُہ پہلے مشاہدہ کیا کرتے تھے۔ اس وقت سمجھے کہ حق تعالیٰ ہمارے کلام سے غضبناک ہُوا ہے۔ تو تمام ملائکہ سے مشورہ کیا کہ ہم کون سی تدبیر کریں اور کیونکر توبہ کریں ملائکہ نے کہا کہ ہم تمہارے لئے اس کے علاوہ توبہ کی کوئی سبیل نہیں سمجھتے کہ عرش کی جانب پناہ لو۔ انہوں نے عرش کی طرف پناہ لی یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور حجابات ان کے اور نورِ الٰہی کے درمیان سے اُٹھا دیئے گئے۔ خدا نے چاہا کہ اسی روش سے اس کی عبادت کریں تو خانہ کعبہ کو زمین پر بنایا اور بندوں پر واجب کیا کہ اس کا طواف کریں اور بیت المعمور کو آسمان پر بنایا کہ ہر روز ستّر ہزار ملائکہ اس میں داخل ہوتے ہیں اور پھر واپس نہیں ہوتے۔ اسی طرح قیامت تک داخل ہوتے رہیں گے۔

دُوسری حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ملائکہ نے حضرت آدمؑ کی خلافت کو بموجب ارشادِ خداوندی قبول نہیں کیا۔ پھر سمجھے کہ ہم نے بُرا کیا تو پشیمان ہوئے اور عرش کی طرف پناہ لی اور استغفار کی تو خدا نے چاہا کہ اسی عبادت کی طرح اس کی بندگی کی جائے تو آسمان چہارم پر ایک مکان عرش کے برابر خلق کیا جس کو ضراح کہتے ہیں اور آسمانِ اوّل پر ایک مکان ضراح کے برابر بنایا جس کو معمور کہتے ہیں۔ اور خانۂ کعبہ کو بیت المعمور کے برابر زمین پر بنایا اور آدمؑ کو اس کے طواف کا حکم دیا۔ اس کے بعد ان کی توبہ قبول کی اور یہ سُنّت قیامت تک کے لیئے جاری ہُوئی۔

بسندِ معتبر دیگر منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے پُوچھا کہ کس سبب سے خانہ کعبہ کا سات بار طواف مقرر ہُوا؟ فرمایا اس لیئے کہ حق تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ قرار دوں گا اور ملائکہ نے قبول نہیں کیا اور کہا کہ کیا تو زمین میں اس کو خلیفہ بنائے گا جو فساد و خونریزی کرے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اور ملائکہ کو حق تعالیٰ نے اپنے نورِ عظمت سے کبھی محجوب نہیں کیا تھا لیکن اس سبب سے سات ہزار سال تک محجوب رکھا۔ تو فرشتوں نے عرش کی طرف پناہ اختیار کی پھر حق تعالیٰ نے اُن پر رحم فرمایا اور اُن کی توبہ قبول فرمائی اور اُن کے لیئے بیت المعمور کو جو آسمانِ چہارم پر ہے خلق فرمایا اور

اس کو مرجع و مامن اہل آسمان قرار دیا اور خانہ کعبہ کو بیت المعمور کے نیچے بنایا اور اہل زمین کے لئے مرجع و محلِ ثواب و جائے پناہ قرار دیا۔ اس سبب سے سات بار طواف بندوں پر واجب ہُوا اور ملائکہ کے ہر ہزار سال طواف کے بجائے بنی آدم پر ایک گردش طواف واجب فرمایا [1]

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ملائکہ نے بنی آدمؑ کے بارے میں فساد کا گمان اس لیئے کیا کہ ایک جماعت کو وہ دیکھ چکے تھے جو پہلے زمین میں فساد و خونریزی کر چکی تھی۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آپؑ سے لوگوں نے قولِ حق تعالیٰ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کی تفسیر دریافت کی کہ خدا نے آدمؑ کو کن چیزوں کے نام تعلیم کئے تھے فرمایا کہ زمینوں، پہاڑوں، درّوں اور گھاٹیوں کے نام۔ پھر اس چٹائی کی طرف اشارہ فرمایا جو آنحضرتؑ کے نیچے بچھی ہُوئی تھی اور فرمایا کہ یہ بساط بھی اسی میں تھی۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ گھاٹیوں، گھاسوں، درختوں اور پہاڑوں کے نام تعلیم کئے۔

معتبر اور حسن سند کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے تفسیر قول حق تعالےٰ: وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ۔ کے بارے میں سوال کیا کہ وُہ ایک رُوح تھی جسے خدا نے خلق فرما کر برگزیدہ کیا تھا تو اس کو اپنی طرف نسبت دی اور تمام روحوں پر فضیلت دی۔ پھر حکم دیا کہ اس روح میں سے آدمؑ کے جسم میں پھونکیں۔ دُوسری معتبر حدیث میں ہے کہ لوگوں نے پُوچھا کہ وُہ پھونکنا کیوں کر تھا؟ فرمایا کہ رُوح مثل ہَوا کے متحرّک ہے۔ اسی سبب سے اس کو رُوح کہتے ہیں کہ وُہ ریح سے مشتق ہے اور اس کی ہم جنس ہے۔ اس کو اپنی طرف اس لیئے نسبت دی کہ اُسے تمام رُوحوں پر برگزیدہ کیا تھا جس طرح ایک مکان کو تمام مکانوں پر برگزیدہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا مکان ہے اور ایک پیغمبر کے بارے میں فرمایا کہ میرا خلیل ہے۔ اور یہ سب اس کی پیدا کی ہُوئی، بنائی ہُوئی، حادث اور ترتیب دی ہُوئی اور تدبیر کی ہوئی ہیں۔

دُوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں رُوح سے مراد قدرت ہے۔

انہی حضرت سے بسند معتبر منقول ہے کہ جب لوگوں نے اس آیت وَنَفَخْتُ الخ کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا کی اور ایک رُوح۔ پھر ایک ملک کو حکم دیا تو اُس نے اس رُوح کو اس میں پھونک دیا۔ اور ان سب سے خدا کی قدرت میں کچھ کمی نہیں ہو سکتی۔

سجدۂ آدمؑ کے متعلق قرآنی آیتیں

خدا نے ایک[2] جگہ قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اس وقت کو یاد کرو جب کہ ہم نے ملائکہ سے کہا

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ نورِ خدا سے مراد یا اس کے انوارِ معرفت ہیں یا ان معارف سے ملائکہ کا برطرف ہو جانا جن سے پہلے وُہ مستفیض ہوتے تھے یا اس کے عظمت و جلال کے انوار مراد ہوں جن کو عرش اور حجابوں میں ظاہر کیا ہے۔ ۱۲ منہ [2] آیت ۳۴ سورۃ بقرہ پ ۱ ۔

کہ آدمؑ کے لیئے سجدہ کرو۔ سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبّر کیا اور وُہ کافروں میں سے تھا۔ دوسری[2] جگہ فرمایا ہے کہ یقیناً ہم نے تم کو یعنی تمہارے باپ کو خلق کیا اور اس کی صورت کو درست کیا۔ پھر ملائکہ کو ان کے سجدہ کا حکم دیا۔ سب نے سجدہ کیا مگر شیطان سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہُوا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو سجدہ کرنے سے روکا جب کہ میں نے حکم دیا تھا اس نے کہا میں اُس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُس کو مٹی سے۔ خدا نے فرمایا کہ اُتر جا آسمان سے یا بہشت سے تُو نے تکبّر کیا تیری ضرورت آسمان یا بہشت میں نہیں ہے۔ پس دُور ہو کیونکہ تو بے شک ذلیل و خوار ہے۔ شیطان نے کہا مجھ کو اُس روز تک کی مُہلت دے جس روز لوگ زندہ ہوں گے۔ فرمایا جا تجھ کو مہلت دی گئی۔ اُس نے کہا جب کہ تُو نے مجھ کو گمراہوں میں شمار کیا یا اپنی رحمت سے نااُمید کر دیا تو آدمؑ کی اولاد کی تاک میں تیری راہِ راست پر بیٹھوں گا تاکہ ان کو گمراہ کروں اور اُن کے آگے، پیچھے، داہنے بائیں ہر سمت سے اُن کی طرف آؤں گا اور اُن میں سے اکثر کو اپنی نعمتوں پر تو شکر گزار نہ پائے گا۔ فرمایا کہ بہشت سے نکل جا۔ تُو مردود ذلیل ہے۔ بیشک تجھ سے اور اُن سب سے جو تیری پیروی کریں گے جہنم کو بھروں گا۔ پھر تیسرے[3] مقام پر فرمایا ہے کہ بتحقیق کہ انسان کو لجن متغیّر شدہ میں سے خشک مٹی سے پیدا کیا اور جنوّں کو اُن سے پہلے آتشِ سوزندہ سے بنایا۔ اس وقت کو یاد کرو جب کہ تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں لجن متغیر شدہ یعنی سڑی ہوئی مٹی سے ایک بشر کو بناؤں گا۔ پس جب اُس کو درست کر لوں اور اس میں اپنی رُوح پھُونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اس سے کہ سجدہ کرے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ابلیس کیا ہُوا تجھ کو کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہُوا۔ کہا میرے لیئے سزاوار نہ تھا کہ میں ایک بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے کثیف مٹی سے پیدا کیا۔ فرمایا کہ اچھا بہشت سے نکل جا۔ بے شک تُو راندہ ہے اور سنگِ (ملامت) ملائک کا سنگسار، اور تجھ پر قیامت تک عالمین کی لعنت ہے۔ عرض کی پروردگارا مجھے قیامت تک کی مُہلت دے۔ فرمایا کہ تجھ کو یوم وقت معلوم تک مُہلت ہے۔ کہا پروردگارا چونکہ تُو نے مجھے گمراہ قرار دیا لہٰذا میں قسم کھاتا ہوں کہ زمین میں گناہوں کو اُن کی نظر میں زینت دوں گا۔ اور بے شک ان سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے اُن بندوں کے جو مخلص ہیں۔ فرمایا کہ یہ ایک سیدھی راہ میری طرف ہے (یا مجھ پر ہے) کہ اپنے ان بندوں کو لوگوں پر ظاہر کروں گا جن پر تجھے ہرگز تسلط نہ ہو گا مگر یہ کہ گمراہوں میں جو تیری متابعت کرے گا۔ چوتھے[4] مقام پر فرمایا کہ اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا

[1] سورۂ اعراف آیت ۱۱ تا ۱۸۔ [2] پ۱۴ سورۂ حجر آیت ۲۶ تا ۴۲۔ [3] پ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۶۱ تا ۶۵۔ ۱۲

مگر ابلیس نے کہا کہ کیا میں سجدہ کروں اس کے لیئے جس کو تُو نے مٹی سے پیدا کیا (پھر) کہا کہ اس آدمؑ کو جسے تُو گرامی رکھتا ہے اور جس کو مجھ پر فضیلت دی ہے اگر میری مُوت کو قیامت تک ملتوی کر دے تو یقیناً اس کی اولاد کو گمراہ کروں گا سوائے چند لوگوں کے۔ خدا نے فرمایا کہ جا دُور ہو۔ ان میں سے جو تیری پیروی کرے گا یقیناً اس کی جزا جہنّم ہے جو تیری پُوری پُوری اور کامل شدہ جزا ہے۔ پھر تہدید کی بنا پر فرمایا کہ جا اور گمراہ کر جس کو اُن میں سے تُو اپنی دعوت سے گمراہ کر سکے اور ان پر اپنے لشکر کے سوار و پیادوں کو جمع کر اور خود بھی اُن کے مال و اولاد میں اُن کا شریک ہو اور ان سے وعدہ کر۔ حضرت نے فرمایا کہ شیطان اپنے مکر و فریب کے ساتھ وعدہ کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا نے اُس سے کہا کہ یقیناً میرے مخلص بندوں پر تیری حکومت نہ چلے گی اور تیرا خالق اپنے ان مخلص بندوں کی کفر و گناہ سے محافظت و نگہبانی کے لیئے کافی ہے۔ پانچویں[5] مقام پر فرمایا کہ ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اور وُہ جنوّں میں سے تھا پس وُہ فاسق ہُوا اور اپنے پروردگار کے حکم سے باہر نکل گیا۔ چھٹی[6] جگہ فرمایا ہے کہ اے رسُولؐ یاد کرو جس وقت کہ تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں ایک بشر کو خاک سے بنانے والا ہوں جب اُس کو درست کر لوں اور اپنی رُوح اُس میں پھُونک دوں تو اُس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ تو سب ملائکہ نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے تکبّر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ خدا نے فرمایا اے ابلیس کون چیز اس شخص کے لئے سجدہ سے مانع ہوئی جسے میں نے اپنی قدرت و رحمت کے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ آیا تو نے تکبّر کیا یا اس سے بلند مرتبہ تھا۔ اس نے کہا میں اس سے افضل ہوں۔ مجھے تُو نے آگ سے خلق کیا اور اس کو خاک سے۔ خدا نے فرمایا کہ بہشت سے نکل جا کہ تُو رجیم اور راندۂ درگاہ اور سنگسارِ سنگِ ملامت ہُوا اور یقیناً تجھ پر روزِ جزا تک میری لعنت ہے۔ اس نے کہا خداوندا مجھے اس روز تک کی مُہلت دے جس روز کہ مُردے قبروں سے زندہ ہو کر مبعُوث ہوں گے۔ فرمایا کہ تجھ کو مُہلت دی گئی روزِ وقتِ معلوم تک۔ اس نے کہا کہ تیرے عزّت و جلال کی قسم ان سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ فرمایا کہ میں حقیقی پروردگار ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ تجھ سے اور اُن سب سے جو تیری پیروی کریں گے جہنّم کو بھر دوں گا۔ یہ ہے آیات کے ظاہری لفظوں کا ترجمہ۔ اب ہم احادیث نقل کرتے ہیں تاکہ ہر آیت میں اہلبیت کی تفسیریں ظاہر ہوں۔

[5] آیت ۵۰ سورۂ کہف پ۱۵۔ ۱۲ [6] آیت ۷۱ تا ۸۵ سورۂ ص پ۲۳۔ ۱۲

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ منافقوں نے خدمت جناب رسالتمآبؐ میں عرض کی کہ علیؑ افضل ہیں یا ملائکہ مقربین؟ فرمایا کہ ملائکہ خدا نے محمدؐ و علیؑ کی دوستی اور ان کی ولایت کے قبول کرنے کے سبب سے شرف پایا ہے اور بے شبہہ محبانِ علیؑ میں سے جس نے اپنے دل کو مکروفریب، بغض وکینہ اور دیگر گناہوں سے پاک کیا وہ ملائکہ سے زیادہ پاک و بہتر ہے۔ اور خدا نے ملائکہ کو آدمؑ کے سجدہ کا اس لیئے حکم دیا کہ وہ اپنی دانست میں سمجھ چکے تھے کہ جو مخلوق ان کے بعد دُنیا میں آئے گی، ملائکہ اس سے دین وفضل میں بہتر ہوں گے۔ تو خدا نے اُن پر ظاہر کر دینا چاہا کہ انہوں نے اپنے گمان و اعتقاد میں غلطی کی ہے لہٰذا آدمؑ کو خلق کیا اور تمام اسماء اُن کو تعلیم کرکے ان کو ملائکہ پر پیش کیا اور ملائکہ ان تمام لوگوں کے پہچاننے سے عاجز رہے جن کے نام آدمؑ کو تعلیم کیئے گئے تھے، پھر آدمؑ کو حکم دیا کہ ملائکہ کو ان کے ناموں سے آگاہ کریں تاکہ علم میں آدمؑ کی فضیلت پہچنوائے پھر آدمؑ اور اُن کی ذرّیت کو جو رسولؐ اور اُس کے برگزیدہ بندے اور سب سے افضل و اعلےٰ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ اس کے بعد اُن کی آل پھر اُن کی اُمّت میں سے نیک لوگوں کو بہشت سے باہر لایا اور اُن کو پہچنوایا کہ یہ لوگ ملائکہ سے افضل ہیں بے شک یہی لوگ ان تکالیف شاقہ کے متحمل ہوں گے جو ان کو لازم کی گئی ہیں اور شیاطین کے مددگاروں سے متعرض ہونے اور نفس امارہ سے مجاہدہ کرنے میں، عیال کے بار کی تکلیف برداشت کرنے، روزی حلال طلب کرنے میں دُنیا والوں سے بے پرواہ رہتے ہیں خطروں کی شدت، ڈاکوؤں چوروں ایسے دشمنوں اور ظالم بادشاہوں کے خوف اور اُن مصیبتوں سے جو اُن کو گلیوں ناہموار زمینوں اور پہاڑوں کے خطرناک راستوں میں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیئے حلال روزی حاصل کرنے میں عارض ہوں گی، اپنی ذات کو مشقت میں ڈالیں گے اور ان مصائب وآلام سے مرنے کے بعد رہائی پائیں گے اور شیاطین سے قتال کریں گے اور ان کو دفع کریں گے اور اپنے نفسوں کے ساتھ جہاد کریں گے، اپنی خواہشات سے اُن مکروہات کو دفع کرنے میں جو کچھ خدا نے اُن میں ترکیب دی ہے مثل شہوت مجامعت، عزّت وریاست، کھانے، پہننے، فخروغرور وغیرہ کے اور ابلیس لعین اور اس کے مددگاروں کی شدّت اور بلاؤں کے برداشت کرنے میں مثل ان وسوسوں کے جو وہ شیاطین اُن کے دلوں میں ڈالیں گے اور خیالات فاسدہ جو اُن کے قلوب میں پیدا کریں گے، اور دشمنانِ خدا کی طعن وطنز، سازشیں اور ظالموں کی زبان سے دوستانِ خدا پر گالیاں سُننے اور اُن شدّتوں پر جو اُن کو اپنی طلب روزی کے لیئے سفر کرنے میں پہنچیں گی، صبر کرنے میں اور اپنے دین کے دشمنوں سے بھاگنے میں اور طلب منافع میں جو اُن کو مخالفینِ دین سے

حاصل کرنا ضروری ہوگا۔ خدا نے فرمایا کہ اے میرے فرشتو تم ان تکلیفوں اور خواہشوں سے بری ہو۔ نہ شہوتِ جماع تم کو حرکت میں لاتی ہے اور نہ کھانے پینے کی خواہش تم کو کسی گناہ پر اُبھارتی ہے۔ نہ دشمنانِ دین ودُنیا کا خوف تمہارے دلوں میں تصرّف کرتا ہے نہ شیطان ملکوت آسمان وزمین میں تم کو گمراہ کرنے میں مشغول ہو سکتا ہے۔ کیونکہ میں نے اپنی عصمت کے سبب سے تمہاری محافظت کی ہے اے فرشتو ان میں سے جس نے میری اطاعت کی اور ان آفتوں، پریشانیوں اور بلاؤں میں اپنا دین قائم رکھا تو وہ میری حجت کی راہ میں چند چیزوں کا متحمل ہوا جس کے تم متحمّل نہیں ہو سکتے، اور مجھ سے نزدیک ہونے میں کوشش کی اُن محنتوں کے سبب سے جو تم کو نہیں کرنا پڑی۔ امامؑ نے فرمایا کہ خدا نے اپنے فرشتوں کو اُمّتِ محمدؐ وشیعیانِ امیرالمومنینؑ اور اُن کے جانشینوں کے نیک لوگوں کی فضیلت کو پہچنوایا اور ان کا اپنے معبود کی محبّت کی راہ میں سختیوں اور بلاؤں کا برداشت کرنا بیان کیا جس کے ملائکہ متحمّل نہیں ہو سکتے اور ذریّت آدمؑ کے پرہیزگاروں کا ملائکہ پر فضیلت میں امتیاز کرایا۔ اس سبب سے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں۔ چونکہ یہ خلائق انوارِ الٰہی پر مشتمل ہے یعنی یہ لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ اور فرشتوں کا سجدہ آدمؑ کے لیئے نہ تھا بلکہ آدمؑ تو اُن کے قبلہ تھے اُن فرشتوں نے سجدہ خدا کے لیئے کیا۔ اور خدا نے حکم دیا تو ان کی جانب فرشتوں نے اُن کی تعظیم وبزرگی کے لیئے سجدہ میں رُخ کیا۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی اور کے لیئے سجدہ کرنا کسی کو سزاوار نہیں کہ جو خضوع کہ خدا کی طرف کرتا ہے اس کے سوا کسی اور کے لیئے بھی کرے اور سجدہ کرنے میں اسکی تعظیم کرے جس طرح کہ خدا کے لیئے کرتا ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ اگر سوائے خدا کے کسی کے لیئے میں سجدہ کا حکم دیتا تو بے شک اپنے جاہل اور ضعیف الاعتقاد شیعوں اور پیروی کرنے والوں کو حکم دیتا کہ وہ اُن علما کے لیئے سجدہ کریں جنہوں نے وصیٔ رسولؐ خدا کے علوم کی تحصیل میں کوشش کی ہے اور اپنے دلوں میں بعد رسولؐ خدا بہترین خلق امیرالمومنینؑ سے خالص محبّت رکھی ہے۔ اور حقوقِ خدا کے اظہار کی تصریح کے سبب سے بلائیں اور تکلیفیں برداشت کی ہیں اور اُن مصیبتوں کی وجہ سے جو ہمارے حق کے سبب سے اُن پر ظاہر ہوئیں اُنہوں نے روگردانی نہیں کی۔

پھر اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ جب امام حسین علیہ السّلام کا اور اُن لوگوں کا جو آنحضرتؑ کے ساتھ تھے امتحان لیا گیا اُس لشکر شقاوت اثر کے ذریعہ سے جس نے اُن کو شہید کیا اور اُن کے سرہائے مبارک کو اپنے ساتھ لے گئے اُس وقت امام مظلومؑ نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ میں نے اپنی بیعت تم لوگوں سے اُٹھالی۔ لہٰذا تم لوگ اپنے عزیزوں

قبیلوں اور اپنے دوستوں کے پاس چلے جاؤ۔ اور اپنے مردانِ اہلبیت سے فرمایا کہ تم پر اپنی جُدائی میں نے حلال کر دی کیونکہ تم لوگ اس جماعت سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ یہ لوگ تم سے کہیں زیادہ ہیں اور اُن کی قوت و ارادہ بھی تم سے زیادہ ہے۔ اور صرف میں اُن کا مقصود ہوں، ان کو دوسروں سے کوئی غرض و واسطہ نہیں ہے۔ مجھ کو ان میں چھوڑ دو کہ حق تعالیٰ میری مدد کرے گا اور اپنی نگاہِ کرم سے مجھے محروم نہ رکھے گا جیسا کہ خدا کی عادت ہمارے گذرے ہُوئے پاک لوگوں یعنی پیغمبروں اور وصیوں کے بارے میں رہی ہے یہ سُنکر آپ کے لشکر سے بہت سے لوگ جُدا ہو گئے اور حضرتؑ کے قریبی رشتہ داروں نے چلے جانے سے قطعی انکار کیا اور کہا کہ ہم تو آپ سے ہرگز جُدا نہ ہوں گے۔ ہم کو وُہی تکلیفیں ہوں گی جو آپ کی ہوں گی اور وہی صدمہ پہنچے گا جو آپ کو پہنچے گا۔ خدا کی بارگاہ میں ہماری قدر و منزلت اسی میں ہے کہ ہم ہر حال میں آپ کی خدمت میں رہیں۔ حضرت سیّد الشہداءؑ نے فرمایا کہ اگر اپنی جانوں کو تم لوگ اُس پر چھوڑ چکے ہو جس پر میں نے چھوڑ رکھا ہے تو سمجھ لو کہ حق تعالےٰ بندوں کو منازلِ عالیہ نہیں بخشتا مگر مکروہاتِ دنیوی برداشت کرنے کے سبب سے۔ اگرچہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اُن مراتب سے مخصوص فرمایا ہے جن سے میرے بزرگوں کو مخصوص فرمایا تھا جو گزر گئے اور میں اُن میں آخر ہوں اور چند مراتب جو مجھ پر سہل ہو گئے ہیں باوجود ان کے تکلیفوں کا برداشت کرنا ضروری ہے لیکن تمہارے لیئے بھی خدا کی کرامتوں میں حصّہ ہے یہ سمجھ لو کہ دُنیا شیریں و تلخ ان چند باتوں کی طرح ہے جن کو کہ کوئی شخص خواب میں دیکھے اور بیداری آخرت میں ہے۔ اور کامیاب وُہ ہے جو آخرت میں کامیاب ہو، اور بدبخت وُہ ہے جو آخرت میں محروم و شقی رہے۔ اے ہمارے شیعوں، دوستوں اور طرفداروں کے گروہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اپنے سب سے پہلے امر کی خبر دوں تاکہ تم پر اُن سختیوں کا برداشت کرنا آسان ہو جائے جو کچھ تم نے اپنے اُوپر قرار دے لیا ہے؟ سب نے عرض کی ہاں یا بن رسول اللہ ارشاد فرمایئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ بیشک جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق کیا اور اُن کو درُست کیا اور تمام چیزوں کے نام اُن کو سکھا دیئے اور ملائکہ کے سامنے اُن کو پیش کیا اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السّلام کے پانچوں جسموں کو آدمؑ کی پشت میں قرار دیا حالانکہ اُن کے انوارِ مقدّسہ تمام آفاق آسمان و عرش و کرسی کے حجابات میں ضیا بخش تھے، خدا نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدمؑ کو اُن کی تعظیم کیلئے سجدہ کریں کیونکہ اُن کو فضیلت دی ہے اس سبب سے کہ ان کو ان اجسامِ مطہرہ کا ظرف قرار دیا ہے کہ جن کے انوار تمام آفاق کو گھیرے ہوئے ہیں پس سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے

جس نے انکار کیا اس سے کہ تواضع کرے جلالِ عظمتِ خدا کے لیئے یا ہم اہل بیتؑ کے انوار کے لیئے حالانکہ جمیع ملائکہ نے ہمارے انوار کے لیئے اپنے عجز کا اظہار کیا اس نے انکار کی بنا پر تکبّر اور سرکشی کی اس کا غرور کا فروں کا غرور تھا۔

حضرت علی بن الحسین علیہم السّلام نے فرمایا کہ مجھے میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر بزرگوار کی سند سے خبر دی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے بندگانِ خدا جب خداوندِ عالم نے ہمارے انوار کو عرش سے حضرت آدمؑ کی پشت میں منتقل فرمایا تو انہوں نے ایک نورِ عظیم اپنی پشت سے جلوہ گر دیکھا، عرض کی پروردگارا یہ انوار کون ہیں خدا نے فرمایا کہ یہ چند اجسام ہیں جن کو میں نے بہترین جگہ اپنے عرش سے تمہاری پشت میں منتقل کیا ہے، اور ان ہی کے سبب سے میں نے فرشتوں کو تمہارے سجدہ کا حکم دیا کیونکہ تم کو ان انوار کا حامل قرار دیا ہے۔ آدمؑ نے کہا کہ پروردگارا کیا اچھا ہوتا کہ ان انوار کو میرے لیئے ظاہر فرماتا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ عرش کی جانب نظر کرو۔ جب آدمؑ نے نگاہ کی ہمارے انوار آدمؑ کی پشت سے نکل کر عرش پر چمکنے لگے اور وہاں ہمارے جسموں کے انوار کی صورتیں چھپ گئیں جس طرح سے کہ انسان کا چہرہ آئینہ میں صاف طور سے نمایاں ہوتا ہے۔ تو جب آدمؑ نے ہمارے جسموں کو عرش پر دیکھا، پوچھا کہ یہ جسم کیسے ہیں۔ فرمایا کہ اے آدمؑ یہ بہترین مخلوقات اور میرے پیدا کیئے ہوؤں کے جسم ہیں۔ یہ محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور میں حمید محمود ہُوں جو کچھ کروں یعنی مخلوقات کیلیئے میرا ہر فعل قابلِ حمد ہے۔ اور اس کے لیئے اپنے نام سے ایک نام مشتق کیا۔ اور یہ علیؑ ہے اور میں اعلےٰ اور عظیم ہوں۔ اس کے لیئے بھی اپنے ناموں میں سے ایک نام کا اشتقاق کیا اور یہ فاطمہؑ ہے اور میں فاطرِ اور آسمان و زمین کو نُور سے پیدا کرنے والا۔ اور فاطمہؑ قیامت میں میرے دشمنوں کو میری رحمت سے علیحدہ کرنے والی ہے اور میرے دوستوں سے عیوب اور بُرائی کو الگ کرنے والی ہے۔ اُس کے لیئے بھی ایک نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا۔ اور یہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور میں محسن ہُوں۔ مجملاً ان کے لیئے بھی اپنے ناموں میں سے نام مشتق کیئے۔ یہ لوگ میری مخلوق میں برگزیدہ ہیں اور میرے بندوں میں سب سے گرامی ہیں۔ انہی کے ذریعہ سے اپنی عبادت قبول کروں گا اور بندوں کو بخشوں گا۔ اور عذاب کو ثواب عطا کروں گا۔ اے آدمؑ ان کے ذریعہ سے میری طرف توسّل اختیار کرو اور اگر تم سے کوئی مکروہ امر صادر ہو جائے تو ان کو میری بارگاہ میں شفیع قرار دو کیوں کہ میں نے اپنے حق کی قسم کھائی ہے کہ ان کے ذریعہ سے کسی اُمیدوار کو نا اُمید نہ کروں گا اور کسی سائل کو جو اُن کی شفاعت کے ذریعہ سے سوال کرے گا واپس نہ کروں گا۔ جب اُن سے ترکِ اولےٰ صادر ہُوا تو انہوں نے

ان کے ذریعہ سے التجا کی اور ان کی توبہ قبول ہوئی۔

بسند معتبر موسیٰ بن جعفر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک یہودی حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں آیا اور دُوسرے پیغمبروں کے معجزات کے مثل حضرت رسُولؐ کے معجزات کا سائل ہُوا اور کہا کہ جب حق تعالےٰ نے فرشتوں کو آدمؑ کے سجدہ کے لیئے حکم دیا تو کیا محمدؐ کی وجہ سے ایسا حکم دیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ایسا ہی تھا لیکن اُن کے سجدے عبادت کے سجدے نہ تھے کہ خدا کے علاوہ آدمؑ کی پرستش ملائکہ نے کی بلکہ آدمؑ کی فضیلت کا ایک اقرار تھا، اور خدا کی جانب سے آدمؑ کے لیئے ایک رحمت تھی جو محمدؐ کے ذریعہ سے عطا ہوئی جو اُن سے افضل ہیں بتحقیق کہ خدا نے ان پر صلوات بھیجی اپنے جبروت میں اور سب کے سب فرشتوں نے بھی صلوات بھیجی اور مومنوں کو حکم دیا کہ ان پر صلوات بھیجیں پس یہ فضیلت زیادہ ہے آدمؑ کی فضیلت سے جو اُن کو عطا کی گئی۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے اُن کے آبائے طاہرینؑ کے اسناد سے حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبرانِ مرسل کو ملائکہ پر فضیلت دی ہے اور مجھ کو تمام پیغمبروں اور مرسلوں پر فضیلت دی ہے اور میرے بعد اے علیؑ تم کو اور تمہاری ذریّت میں اماموں کو فضیلت دی ہے۔ پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق کیا اور ہم لوگوں کو اُن کی پشت میں امانتاً سپُرد کیا۔ پھر ملائکہ کو حکم دیا کہ ہماری تعظیم و بزرگی کے سبب سے اُن کو سجدہ کریں۔ لیکن اُن کا سجدہ کرنا خدا کے لیئے اپنی عبودیّت و بندگی کا اظہار تھا اور آدمؑ کو بزرگ سمجھنے کی حیثیت سے تھا۔ اور وُہ سجدۂ اطاعت تھا اس لیئے کہ ہم ان کے صلب میں تھے پس کیونکر ہم ملائکہ سے بہتر نہ ہوں گے حالانکہ تمام ملائکہ نے آدمؑ کو سجدہ کیا [1]

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضرت آدمؑ کے لئے ملائکہ علیہم السلام کا سجدہ عبادت اور پرستش کی حیثیت سے نہ تھا کیونکہ سجدہ غیر خدا کے لئے شرک و کفر ہے۔ درحقیقت اس سجدہ کے بارہ میں تین اقوال ہیں اوّل یہ کہ سجدہ خدا کے لئے تھا اور آدمؑ قبلہ تھے جس طرح لوگ کعبہ کی طرف رُخ کرکے خدا کو سجدہ کرتے ہیں جیسا کہ حدیث اوّل اس پر دلالت کرتی ہے دوم یہ کہ سجدہ سے مراد خضوع و اطاعت تھی نہ کہ سجدۂ متعارف اگرچہ لغت کے لحاظ سے یہ معنی صحیح ہیں لیکن بہت سی حدیثوں کے ظاہری معنی بلکہ بعض صریح حدیثیں اس کے خلاف شہادت دیتی ہیں۔ سوم یہ کہ تعظیم و تکریم آدمؑ کے لیئے حقیقی سجدہ تھا اور دراصل عبادتِ خدا میں شامل تھا چونکہ اس کے حکم سے واقع ہُوا تھا یہ اکثر حدیثوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ غرض ثابت ہُوا کہ غیر خدا کے لیئے سجدہ عبادت کے قصد سے کفر ہے اور بغیر حکم خدا تعظیم کے قصد سے فسق ہے بلکہ سابقہ اُمتوں میں سجدۂ تعظیم جائز ہونے میں احتمال ہے اور اس اُمّت میں تو حرام ہے۔ اور بہت سی حدیثیں غیر خدا کے سجدہ کی ممانعت میں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ اس کے بعد مذکور ہیں۔ ۱۲ منہ

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ آیا غیر خدا کے لیئے سجدہ کرنا جائز ہے؟ فرمایا ہرگز نہیں۔ پوچھا کہ پھر کیونکر خدا نے ملائکہ کو آدمؑ کے سجدہ کا حکم دیا؟ فرمایا کہ جو شخص کہ خدا کے حکم سے سجدہ کرتا ہے تو اس کا سجدہ خدا کے لیئے ہے۔ پھر ابلیس کے متعلّق دریافت کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ابلیس بندہ تھا اس کو خدا نے پیدا کیا تھا تاکہ وُہ اُس کی عبادت کرے اور اس کی یکتائی کا اقرار کرے حالانکہ جانتا تھا کہ وُہ کون ہے کیا ہے اور اُس کا انجام کیا ہوگا۔ وہ ہمیشہ فرشتوں کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا تھا یہاں تک کہ اُس کا امتحان سجدۂ آدمؑ کے ذریعہ سے لیا گیا تو اُس نے حسد اور اُس شقاوت کے سبب سے جو اُس پر غالب تھی، سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ تو خدا نے اُس پر لعنت کی اور صفوفِ ملائکہ سے خارج کر دیا اور مردُود کرکے زمین کی طرف نکال دیا تو وُہ آدمؑ اور اُن کی اولاد کا دُشمن ہوگیا۔ اس کو فرزندانِ آدمؑ پر کوئی اختیار نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان کے دِلوں میں وسوسہ ڈالے اور خدا کے راستہ سے گمراہ کرے۔ اور باوجود اس نافرمانی کے اس کو خدا کی ربوبیّت کا اقرار ہے۔ دُوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ ابوبصیر نے انہی حضرت سے پوچھا کہ آدمؑ کے لیئے ملائکہ نے سجدہ کیا اور اپنی پیشانیوں کو زمین پر رکھا؟ فرمایا کہ ہاں۔ آدمؑ کے لیئے خدا کی جانب سے یہ بزرگی تھی۔ دُوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امام علی نقیؑ نے فرمایا کہ آدمؑ کو فرشتوں کا سجدہ آدمؑ کے لئے نہ تھا بلکہ خدا کی فرمانبرداری تھی، اور اُن کی طرف سے آدمؑ کے لیئے ایک حجت تھی۔

بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے شیطان کو حضرت آدمؑ کے سجدہ کا حکم دیا اس نے کہا تیری عزّت کی قسم اگر تو مجھے آدمؑ کے سجدہ سے مُعاف رکھے تو تیری ایسی عبادت کروں گا کہ کسی نے نہ کی ہوگی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری ایسی عبادت کی جائے جو مجھے پسند ہے۔

دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدمؑ کے لیئے سجدہ کریں اور ابلیس نے اپنے دِلی حسد کو ظاہر کرکے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو خدا نے اس پر عتاب فرمایا کہ کون چیز تجھ کو سجدہ کرنے سے مانع ہوئی؟ کہا میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اور اُس کو خاک سے۔ حضرتؑ نے فرمایا پہلے جس نے کہ قیاس کیا وُہ شیطان تھا۔ اس نے تکبّر کیا، اور پہلی معصیت وہی تکبّر تھا۔ ابلیس نے کہا خداوندا مجھ کو سجدۂ آدمؑ سے مُعاف رکھ۔ پھر میں تیری ایسی عبادت کروں گا کہ کسی ملک مقرب اور پیغمبر مرسل نے نہ کی ہوگی۔ خدا نے فرمایا کہ مجھ کو تیری عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے بندے میری عبادت

اس طرح کریں جس طرح مجھے پسند ہو نہ اس طرح جیسا کہ تو چاہتا ہے۔ بہشت سے نکل جا کیونکہ تُو رجیم ہے اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔ ابلیس نے کہا کہ پروردگارا کیا تُو مجھے میرے عمل کے ثواب سے محروم فرماتا ہے حالانکہ تو عادل ہے تو ظلم نہیں کرتا۔ فرمایا کہ نہیں۔ لیکن جو کچھ اپنے عمل کے ثواب کا عوض تو چاہے مجھ سے اُمورِ دُنیا سے مانگ لے میں تجھ کو عطا کردوں گا اس نے پہلی چیز قیامت تک کی زندگی طلب کی خدا نے فرمایا میں نے عطا کی۔ اس نے کہا مجھے فرزندانِ آدمؑ پر مسلّط کردے فرمایا یہ بھی قبول کیا۔ کہا ایسا اختیار مجھے عطا کر کہ فرزندانِ آدمؑ کے رگ و ریشہ میں خون کے مانند جاری ہوسکوں فرمایا کہ یہ بھی منظور۔ کہا اگر اُن کو ایک فرزند ہو تو میرے لیے دو پیدا کیئے جائیں میں اُن کو دیکھوں لیکن وُہ مجھے نہ دیکھ سکیں۔ اور جس صورت پر چاہوں اُن کے لیے متشکل ہوسکوں۔ فرمایا کہ تجھ کو یہ تمام اختیارات دیئے۔ اُس نے کہا پروردگارا اور زیادہ عطا فرما۔ ارشاد ہُوا کہ ان کے سینوں کو تیرا اور تیری ذریّت کا وطن اور منزل قرار دیا۔ کہا بس پالنے والے اتنا کافی ہے۔ اس وقت شیطان نے کہا کہ تیرے عزّت وجلال کی قسم سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے خالص بندوں کے۔ اور اُن کے سامنے، پیچھے، داہنے اور بائیں سے اُن کو گھیروں گا اور تو اُن میں سے اکثر کو شکر کرنے والا نہ پائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ سامنے سے گھیرنے کا یہ مطلب ہے کہ آخرت کے معاملہ میں شک ڈالتا ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ نہ کوئی بہشت ہے نہ دوزخ، نہ حشر نہ نشر۔ اور پیچھے سے آنے کا یہ مقصد ہے کہ دُنیا کے معاملہ میں آ کر اموال جمع کرنے کا حکم دیتا ہے اور صلۂ رحم کرنے یا حقوق اللہ کو ادا کرنے یا اپنے اہل وعیال کی پرورش کرنے سے روکتا ہے اور ازیں قبیل پریشانی کی باتیں سکھاتا ہے۔ داہنے سے آنے کا یہ مطلب ہے کہ دین کے راستہ پر آتا ہے تاکہ جو لوگ دینِ باطل پر ہیں ان کی نگاہوں میں اس کو اور زینت دیدے۔ اگر راہِ ہدایت پر گامزن ہیں تو ان کو اس سے علیحدہ کردے۔ اور بائیں سے یہ مطلب ہے کہ لذّتوں اور شہوتوں میں انسان کو منہمک کرتا ہے۔

حسن سند کے ساتھ آنحضرت سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے شیطان کو وُہ قوّت جو اس نے طلب کی تھی عطا فرمائی تو حضرت آدم علیہ السّلام نے کہا پروردگارا تو نے شیطان کو میرے فرزندوں پر مسلّط فرمایا اور اس کو مانند خون کے ان کی رگوں میں جاری کردیا اور بخشا اس کو جو کچھ کہ بخشا۔ اب مجھ کو اور میرے فرزندوں کو کیا عطا فرماتا ہے؟ فرمایا کہ تجھ کو اور تیرے فرزندوں کے لیئے یہ مقرر کیا کہ اُن کے ایک گناہ کو ایک، اور ایک نیکی کو دس کے برابر شمار کروں گا۔ کہا پروردگارا اور زیادہ کر۔ فرمایا کہ ان کی توبہ قبول کروں گا یہاں تک کہ جان

(حاشیہ: انسان پر ابلیس لعین کے اختیارات)
(حاشیہ: انسان پر خدا کی بخشش)

ان کے حلق تک پہنچے عرض کی بارالٰہا اور زیادہ عطا فرما۔ ارشاد ہُوا ان کے گناہوں کو بخش دوں گا اور ان کی برائیوں کی پرواہ نہ کروں گا آدمؑ نے کہا بس میرے لیئے کافی ہے راوی نے کہا یا حضرت آپ پر میری جان فدا ہو ابلیس کس عمل کے سبب سے اس کا مستحق ہُوا کہ حق تعالیٰ نے اس کو اس قدر اختیارات عطا فرمائے فرمایا کہ دو رکعت نماز کے عوض جسے اس نے آسمان پر چار ہزار سال میں تمام کی تھی۔

دوسری حسن حدیث میں فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے مناجات کی کہ پروردگارا تو نے شیطان کو مجھ پہ اور میری اولاد پہ مسلّط کردیا اور اس کو ہماری رگوں میں مانند خون کے جاری کیا میرے لیئے کیا قرار دیتا ہے فرمایا کہ اے آدمؑ تیرے فرزندوں میں سے جو گناہ کا قصد کرے گا وہ نہ لکھا جائے گا اور اگر گناہ کرے گا تو ایک گناہ لکھّا جائے گا اور جو شخص نیکی کا ارادہ کرے گا اور وہ نیکی عمل میں نہ لائے گا (جب بھی) اس کے لیئے ثواب لکھّا جائے گا اور اگر وہ نیکی عمل میں لائے گا تو اس کے لیئے دس ثواب لکھے جائیں گے عرض کی خداوندا اور زیادہ عطا فرما، فرمایا کہ ان میں سے جو شخص کوئی گناہ کرے گا اگر توبہ کرلے گا تو اس کو بخش دوں گا عرض کی پروردگارا اور زیادہ کر فرمایا کہ دروازہ توبہ اُن کے لیئے اس وقت تک کھُلا رہے گا کہ ان کی جان اُنکے حلق تک پہنچے عرض کی کہ بس میرے لیئے کافی ہے۔

واضح ہو کہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا ابلیس ملائکہ میں سے تھا یا نہیں متکلمین ومفسرین خاصہ و عامہ کے درمیان یہ مشہور ہے کہ وہ ملائکہ میں سے نہ تھا بلکہ قوم جن سے تھا علمائے امامیہ میں سے شاذونادر اور علمائے عامہ میں سے بعض قائل ہیں کہ وُہ ملائکہ سے تھا لیکن حق یہ ہے کہ وُہ ملائکہ سے نہ تھا بلکہ چونکہ بہ ظاہر ملائکہ کے ساتھ رہتا تھا اور ان میں مخلوط تھا اس لئے جو خطاب ملائکہ سے ہوتا تھا وہ بھی اسی میں شامل ہوتا تھا جیسا کہ حدیث صحیح میں منقول ہے کہ جمیل نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ ابلیس ملائکہ سے تھا یا جنّ میں سے۔ فرمایا کہ ملائکہ گمان کرتے تھے کہ انہیں میں سے ہے جب اس کو سجدۂ آدمؑ کا حکم دیا تو اس سے صادر ہُوا جو کچھ کہ صادر ہُوا۔

بسند معتبر دیگر منقول ہے کہ ان ہی حضرت سے جمیل نے پُوچھا کہ ابلیس ملائکہ سے تھا یا آسمان کے اُمور میں سے کسی چیز کا متولی تھا فرمایا کہ فرشتہ نہ تھا لیکن ملائکہ سمجھتے تھے کہ انہیں میں سے ہے اور آسمان کے امور میں سے کوئی امر اس کے متعلق نہ تھا اور اُسے کوئی خاص بزرگی نہ تھی جمیل نے کہا کہ میں طیار کے پاس گیا اور جو کچھ امام سے سُنا تھا بیان کیا انہوں نے انکار کیا اور کہا کیوں کر وہ فرشتوں سے نہ تھا حالانکہ خدا نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کے لئے سجدہ کرو اگر وُہ ملائکہ میں سے نہ ہوتا تو خدا کی نافرمانی کا الزام اس پہ صحیح نہیں ہوسکتا پھر طیار ان حضرت کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور پُوچھا کہ حق تعالیٰ جس جگہ اسے مومنوں کا گروہ فرماتا ہے آیا اس میں منافقین بھی داخل ہیں فرمایا کہ ہاں

منافقین گمراہ لوگ اور ہر وہ شخص جو بہ ظاہر ایمان کا اقرار کرتا ہے سب داخل ہیں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ابو سعید خدری نے حضرت رسولؐ سے قولِ خدا کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا کہ اس نے ابلیس سے فرمایا تھا۔ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ۔ سورۂ ص پ۲۳ آیت۷۵۔ یعنی کیا تو نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے تکبّر کیا یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہو گیا پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں جو ملائکہ سے بلند تر ہیں رسولؐ خدا نے فرمایا کہ وہ بلند ہستیاں علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ ہیں ہم آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال قبل میرے پردۂ عرش میں تھے اور خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ ملائکہ ہماری تسبیح سن کر اسی طرح سے خدا کی تسبیح کرتے تھے جب خدا نے آدمؑ کو خلق کیا فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں اور ہم لوگوں کو سجدہ کا حکم نہ دیا۔ شیطان کے سوا سب فرشتوں نے سجدہ کیا خدا نے فرمایا کہ آیا تو نے تکبّر کیا یا بلند رتبہ لوگوں سے ہے یعنی ان پانچ شخصوں میں سے جن کے نام عرش کے پردہ پر لکھے ہوئے تھے۔

دوسری حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب ابلیسؔ نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور آسمان سے نکال دیا گیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ ملائکہ کے پاس جاؤ اور کہو، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ آدمؑ گئے اور سلام کیا انہوں نے جواب میں کہا وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ جب اپنے مقام پر واپس آئے تو ارشاد ہوا کہ یہ سلام تمہارے اور تمہاری ذرّیت کے لیئے قیامت تک سُنّت ہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ پہلے جس نے کہ قیاس کیا شیطان تھا اپنے نفس کو آدمؑ سے بہتر قیاس کیا اور کہا کہ مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اور آدمؑ کو خاک سے خلق فرمایا اُس جوہر کی عظمت کا آگ سے قیاس کرتا جس سے آدمؑ کی رُوح مخلوق ہوئی تھی تو بے شک اس کا نور آگ سے زیادہ پاتا۔

دوسری معتبر سندوں کے ساتھ آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ اوّل جس نے کہ قیاس کیا شیطان تھا جس وقت کہ اس نے کہا خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ۔ (سورۂ ص پ۲۳ آیت۷۶) یعنی مجھ کو آگ سے اور آدمؑ کو تو نے خاک سے پیدا کیا یعنی آگ اور مٹی کے درمیان قیاس کیا اور اگر آدمؑ کی نورانیت اور آگ کی نورانیت میں قیاس کرتا تو یقیناً دونوں نور کے مابین فضیلت کی تمیز کرتا اور نور آدمؑ کی ضیاء سے آگ کے نور کو کیا نسبت [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ابلیس پر تلبیس نے اس قیاس میں طرح طرح کی غلطی کی۔ اوّل یہ کہ تفضیل و اشرفیت کی منشاء کو اصل قرار دیا اور یہ معلوم نہیں ہے۔ دوم یہ کہ اصل جسد کو شرافت کا معیار قرار دیا حالانکہ فضائل و کمال کا تعلق رُوح سے ہے اور آدمؑ کی رُوح مقدّس نورِ معرفت و علم و حکمت اور تمام کمالات سے آراستہ تھی (باقی ص۸۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

بسندِ معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اوّل زمین کا ٹکڑا کہ جس پر خدا کی عبادت کی گئی پشت کوفہ تھا جو نجف اشرف ہے جب کہ خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں تو فرشتوں نے اسی جگہ سجدہ کیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے جو کفر خدا کے ساتھ کیا گیا اس وقت تھا جب کہ خدا نے آدمؑ کو خلق کیا تو شیطان کافر ہوا کہ حکم خدا کو رد کر دیا اور سب سے پہلے جو حسد زمین پر کیا گیا قابیل کا ہابیل پر حسد تھا۔ اور سب سے پہلے جو حرص

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کیونکہ نور اس چیز کو کہتے ہیں جو چیزوں کے ظاہر ہونے کا سبب ہوتا ہے لہٰذا جناب اقدس الٰہی کو جو تمام اشیاء کے وجود و ظہور کا مبداء ہے نور الانوار کہتے ہیں اور علم کو چونکہ نفس پر اشیاء کے ظہور کا سبب ہوتا ہے انوار کہتے ہیں اسی طرح تمام کمالات کو چونکہ اُس شخص کے امتیاز و ظہور کا سبب ہوتے ہیں جو ان کمالات سے متصف ہوتا ہے اور اثرہائے خیر کا مبدا ہوتے ہیں اس لیئے انوار کہتے ہیں اور آگ کا نور ایک نور ہے جو تمام نوروں سے زیادہ بے ثبات اور ناقص تر ہوتا ہے اور اس سے نفع حاصل کرنا محسوس کے مرئی ہونے پر اور احساس کرنے والے کے بینا ہونے پر موقوف ہے اور جو جرم کہ اس کے حیثیت پاتا ہے جل جاتا ہے تاکہ نور بخشے اور بہت جلد خاموش ہو جاتا اور بجھ جاتا ہے اور اس میں سوائے راکھ کے کچھ نہیں رہتا پس ان احادیث شریفہ میں اس جہت سے آگ کے نور پر آدمؑ کے نور کا امتیاز ہوا ہے۔ سوم یہ کہ شیطان نے آگ کو خاک سے اشرف سمجھا اور یہ بھی عین غلطی تھی کیونکہ تمام کمالات اور امور خیر مبدء فیاض کی جانب سے فائض ہوتے ہیں اور اگرچہ شکستگی اور عجز ممکن ماددں میں زیادہ ہے۔ لیکن امور خیر میں اضافہ کی قابلیت بھی بہت ہے اور چونکہ آگ نے جس کو معمولی نور عطا ہوا سرکشی اور بلند پر دازی جلنا اور پگھلنا شروع کیا اس لیئے اس کو فوراً مذلت کی راکھ پر بٹھا دیا اور سرکشی کے شیطان کو جس نے اس کے سبب سے فخر کیا راندۂ ازل و ابد قرار دیا اور خاک جس نے کہ عجز و انکساری اختیار کی اور ہر نیک و بد سے پامال ہوئی اس کو خدا نے ظاہری و باطنی رحمتوں کا محل و مقام قرار دیا ہر گل و لالہ و سبزہ کو اس سے اُگایا اور ہر دانہ و طعام اور وہ سبزہ جس میں کہ لذت و منفعت تھی اس سے وجود میں لایا پھر اس کو خلقت انسان کا مادہ جو اشرف مکنونات ہے قرار دیا اور اس کو عقل نورانی اور رُوح آسمانی و قلب رحمانی سے مزیّن فرمایا اور نہ ختم ہونے والی ترقیوں کی قابلیت اس میں پوشیدہ کی یہاں تک کہ اس کو بلند آسمانوں اور روشن جرموں سے اشرف قرار دیا اور خاکِ زمین کو عرش بریں کے اُوپر لے گیا اور خدا کے بھیدوں کا محرم اور محفل لی مع اللہ کا بیٹھنے والا بنایا اور وجود کے مُلکوں کے بادشاہ کو اسے سپرد کیا اور علوم آسمان و زمین کے خزانوں کی کنجی اس کے ہاتھ میں دی آگ کے سر پر سرکشی کے سبب سے خاک پڑی اور خاک عجز و انکساری کے سبب سے ملائک کی مسجود اور رہبر ہوئی اس مقام پر کافی گفتگو کی ضرورت ہے لیکن عدم گنجائش کے سبب سے اسی پر اکتفا کر کے احادیث کے نقل کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

کام میں لایا گیا آدمؑ کا حرص تھا کہ بہشت کی نعمتوں کی زیادتی کے ساتھ ممنوعہ درخت میں سے کھایا اور ان کے حرص نے ان کو بہشت سے باہر کیا۔

انہی حضرت سے بسند معتبر منقول ہے کہ شیطان نے خدا سے سوال کیا کہ اس کو قیامت تک کی مہلت دے حق تعالیٰ نے اس کو روز وقت معلوم تک مہلت دی اور وُہ وُہ دِن ہے جس روز کہ حضرت رسُولِ خدا رجعت میں اس کو ایک پتھر کے نیچے ذبح کریں گے جو جو بیت المقدّس میں ہے۔

دُوسری معتبر سند سے منقول ہے کہ آنحضرتؑ نے اسحٰق بن جریر سے فرمایا کہ تیرے اصحاب قول ابلیس کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ مجھ کو آگ سے تو نے خلق کیا اور آدمؑ کو خاک سے۔ عرض کی آپ پر فدا ہوں جیسی بات خدا نے قرآن میں ذکر کی ہے فرمایا کہ ابلیس نے جھوٹ کہا اے اسحٰق خدا نے اس کو آگ سے نہیں خاک سے خلق فرمایا تھا خدا فرماتا ہے کہ وُہ خدا جس نے کہ تمہارے لئے درخت سبز سے ایک آگ پیدا کی اور اس کو روشن کیا اسی آگ سے اُس نے ابلیس کو خلق کیا اس درخت کی اصل خاک سے ہے اور دُوسری روایت میں فرمایا کہ تمام مخلوق خاک سے پیدا ہُوئی ہے۔ لیکن شیطان میں آگ کا جزو زیادہ تھا۔

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے بحوالہ صحف ادریسؑ ذکر کیا ہے کہ جب شیطان نے کہا مجھ کو روز قیامت تک کی مہلت دے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں لیکن تجھ کو روز وقت معلوم تک کی مہلت دیتا ہوں جس روز کہ حتمی ارادہ کر چکا ہوں کہ زمین کو کفر و شرک و معاصی سے پاک کروں گا اور اس روز کے لیئے چند بندوں کو انتخاب کروں گا کہ جن کے دِلوں کا ایمان کے ساتھ امتحان کر چکا ہوں اور تقویٰ و اخلاص یقین و پرہیز گاری خشوع دراست گوئی بُردباری اور وقار دُنیا میں زہد اور آخرت کی رغبت سے ان کے دِلوں کو پُر چکا ہُوں وُہ لوگ آخرت کا حق کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور حق کے ساتھ عدالت کرتے ہیں وہ لوگ میرے اولیاٗ اور دوست ہیں ان کے لیئے میں نے راستی کے ساتھ ایک پیغمبر خلق کیا ہے جس کو برگزیدہ اور پسند کیا ہے اور ان لوگوں کو اس پیغمبر کا دوست و مدّدگار بنایا وُہ لوگ ایک اُمت ہیں ان کو پیغمبر برگزیدہ اور امین اور پسندیدہ کے لیئے اختیار کیا ہے اور اس وقت کو اپنے علم غیب میں پوشیدہ رکھا ہے وہ یقیناً واقع ہوگا اسی وقت تجھ کو اور تیرے لشکروں کے سوار و پیادوں کو ہلاک کروں گا جا تجھ کو میں نے مُہلت دی روز وقت معلوم تک پھر خدا نے آدمؑ سے فرمایا کہ اُٹھو اور نظر کرو ان ملائکہ کی طرف جو تمہارے سامنے ہیں کہ یہ سب ان میں سے ہیں جنہوں نے تم کو سجدہ کیا ان سے کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ آدمؑ بہ حکم خدا ان کے پاس آئے اور ان پر سلام کیا۔ ملائکہ نے کہا وَعَلَیْکَ

یَا اٰدَمُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ خداوند عالم نے فرمایا کہ اے آدمؑ قیامت تک کے لیئے یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے پھر آدمؑ کی ذریّت کو ان کے صلب سے باہر لایا اور ان سے اپنی یکتائی اور ربوبیّت کا عہد لیا۔ آدمؑ نے اپنی ذریّت میں سے ایک گروہ کو دیکھا کہ ان سے نور چمک رہا تھا پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں خدا نے فرمایا کہ یہ تمہارے فرزندوں میں سے پیغمبر لوگ ہیں پوچھا کتنے ہیں فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ ان میں تین سو پندرہ مرسل ہیں پوچھا کہ ان میں آخر والوں کا نور کس لیئے سب سے زیادہ ہے فرمایا کہ وہ سب سے بہتر ہیں پوچھا کہ وہ پیغمبر کون اور اس کا نام کیا ہے فرمایا کہ وہ محمدؐ ہے میرا رسول اور میرا امین و نجیب اور میرا ہمراز ہے میرا اختیار کیا ہُوا اور برگزیدہ اور خالص کیا ہوا میرا دوست و محبّ ہے میری مخلوق میں سب سے زیادہ گرامی ہے اور سب سے زیادہ محبُوب میرا سب سے زیادہ پہچاننے والا۔ حلم و علم، ایمان و یقین، راستی و نیکی، عفت و عبادت، خشوع و پرہیز گاری اور متابعت و فرمانبرداری میں سب سے بُلند تر ہے اسی کے لیئے اپنے حاملان عرش سے اور جو ان سے زیادہ نیچے آسمان و زمین میں ہیں میں نے عہد لیا ہے کہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی پیغمبری کا اقرار کریں اے آدمؑ تم بھی اس پر ایمان لاؤ تاکہ میرے نزدیک تمہاری فضیلت قرب و منزلت اور نور و وقار زیادہ ہو عرض کی کہ خدا اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔ ارشاد ہُوا کہ اے آدمؑ فضیلت و کرامت تمہارے لیئے میں نے واجب اور زیادہ کیا اے آدمؑ تم سب سے پہلے پیغمبر اور مرسل ہو اور تمہارا فرزند محمدؐ خاتم الانبیاء اور خاتم المرسلین ہے۔ وہی ہے جس کے لیئے سب سے پہلے زمین تیار کی گئی وہی ہے جو سب سے پہلے قیامت میں مبعوث ہوگا اور وہی ہے جس کو سب سے پہلے میرے فرشتے لباس جنّت پہنائیں گے اور سوار کر کے موقفِ قیامت کی طرف لائیں گے اور وہی ہے سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور وہی اوّل انسان ہے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی وہی پہلا شخص ہے جس کے لیئے بہشت کے دَروازے کھولے جائیں گے اور وہی سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوگا اے آدمؑ میں نے اسی کے ساتھ تمہاری کنیت قرار دی ہے تم ابو محمدؐ ہو۔ آدمؑ نے کہا حمد و ثنا سزاوار ہے اس خدا کے لیئے جس نے میری ذریّت میں ایسے شخص کو پیدا کیا جسے ان فضائل کے ساتھ فضیلت دی ہے اور جو مجھ پر بہشت کی طرف جانے میں سبقت کریگا اور میں اس پر حسد نہیں کرتا۔

فصل سوم

آدمؑ و حوّا کے ترک اولیٰ کا بیان اور ان کا زمین پر آنا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام کی تفسیر میں مذکور ہے کہ جب حق تعالیٰ نے

ابلیس پر اس کی نافرمانی کے سبب سے لعنت کی اور ملائکہ کو سجدۂ آدمؑ سے متعلق اپنی اطاعت کے سبب سے گرامی رکھا تو حکم دیا کہ آدمؑ و حوّاؑ کو بہشت میں لے جائیں اور فرمایا کہ یَآ اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ ۔ (سورۃ بقرہ پ آیت ۳۵) یعنی اے آدمؑ تم اور تمہاری زوجہ بہشت میں سکونت اختیار کرو۔ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا ۔ اور وسیع اور مرغوب بہشت سے جو کچھ چاہو بغیر محنت و مشقت کے کھاؤ۔ وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ ۔ اور اس درخت کے قریب مت جانا جو علم محمدؐ و آل محمدؐ کا درخت ہے کیونکہ ان بزرگواروں کو اس درخت علم کے ساتھ اپنی تمام مخلوقات میں سے منتخب و مخصوص کیا ہے سوائے ان کے کوئی اس درخت سے نہ کھائے گا اور علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ صلوٰۃ اللہ علیہم نے اپنے کھانوں کو مسکین و یتیم و اسیر کو بخش دیا اور خود تین روز روزہ رکھنے کے بعد جو کچھ مع رسولؐ خدا کے تناول فرمایا اسی درخت سے تھا جس کی جزا میں خدا نے ان کی شان میں سورۂ ہل اتیٰ نازل فرمایا اور ان کے لیئے بہشت سے مائدہ بھیجا انہوں نے جب اس طعام سے تناول کیا پھر ان لوگوں کو کبھی بھوک اور پیاس تعب و مشقت کا احساس نہیں ہوا اور وہ درخت بہشت کے تمام درختوں میں ممتاز تھا کیونکہ بہشت کے ہر قسم کے درختوں میں ایک ہی قسم کا میوہ اور پھل ہوتا ہے اور اس درخت میں جو کچھ اس کے جنس سے تھی مثل گندم۔ انگور، انجیر، عناب اور تمام قسم کے میوے اور کھانے تھے لہٰذا علماء نے اختلاف کیا ہے جب اس درخت کا ذکر کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ گندم تھا بعض نے انگور اور بعض نے عناب بیان کیا ہے اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس درخت کے قریب مت جانا ایسا نہ ہو کہ درجۂ محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی فضیلت کی خواہش کرو اس لیئے کہ خدا نے ان کو ان مراتب سے تمام مخلوق میں مخصوص کیا ہے اور جو شخص کہ اس درخت سے بہ حکم خدا کھائے گا۔ اس کو علم اولین و آخرین الہام کیا جائے گا بغیر اس کے کہ کسی سے سیکھے اور جو شخص کہ بغیر اذن خدا اپنی خواہش سے کھائے گا محروم و ناامید ہوگا اور خدا کی نافرمانی کرے گا۔ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (سورۃ بقرہ پ آیت ۳۵) جب کبھی بغیر حکم خدا نافرمانی سے اور اس درجہ کے طلب کرنے کے سبب سے جسے خدا نے تمہارے سوا اور لوگوں کے لئے اختیار کیا ہے اس درخت کا قصد کرو گے تو ستمگاروں میں سے ہو جاؤ گے۔ فَاَزَلَّھُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْھَا (سورۃ بقرہ پ آیت ۳۶) شیطان نے ان کو اپنے مکر و فریب کے ساتھ بہشت سے نکالنے کی کوشش میں بہکانا شروع کیا اور کہا۔ مَا نَھٰکُمَا رَبُّکُمَا عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَا مَلَکَیْنِ ۔ خدا نے تم دونوں کو اس درخت سے صرف اس لیئے منع کیا ہے کہ تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ یعنی اگر اس کو کھا لو گے تو غیب کی باتوں کو

سمجھو گے اور اس پر قادر ہو جاؤ گے جس پر کہ وہ شخص جسے خدا نے قدرت سے مخصوص کیا ہے قادر ہے۔ اَوْ تَکُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ (پ سورۃ الاعراف آیت ۲۰) یا ان میں سے ہو جاؤ گے جو ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کبھی نہ مریں گے۔ وَقَاسَمَھُمَآ اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ۔ آیت ۲۱ سورۃ مذکور) اور قسم کھائی کہ بیشک میں تمہارے لیئے ناصح اور خیر خواہ ہوں شیطان سانپ کے دہن میں تھا جس نے اس کو بہشت میں داخل کیا تھا اور حضرت آدمؑ خیال کرتے تھے کہ سانپ ان سے گفتگو کر رہا ہے یہ نہیں جانتے تھے کہ شیطان اس کے منہ میں پوشیدہ ہے لیکن پھر بھی آدمؑ نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ اے سانپ یہ ابلیس کا فریب ہے کیونکہ ہمارا پروردگار ہم سے خیانت کرے گا اور کس طرح تو قسم کھانے میں خدا کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ اس کو خیانت سے نسبت دیتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ جو کچھ ہمارے لیئے بھلائی تھی خدا نے اختیار نہیں کیا حالانکہ وہ تمام کریموں سے زیادہ کریم ہے اور کیونکر میں اس فعل کے ارتکاب کا قصد کروں جس سے میرے پروردگار نے مجھے منع فرمایا ہے اور بغیر حکم خدا اس کا مرتکب ہوں۔ غرض آدمؑ کو فریب دینے سے شیطان مایوس ہوا تو دوسری مرتبہ پھر سانپ کے دہن میں بیٹھ کر جنت میں گیا اور حضرت حوّاؑ سے مخاطب ہوا اس طرح پر کہ انہوں نے گمان کیا کہ سانپ ان سے ہم کلام ہے اور کہا اے حوّاؑ جس درخت کو خدا نے تم پر حرام کیا تھا اب حلال کر دیا چونکہ اس نے یہ سمجھ لیا کہ تم نے اس کی اچھی طرح اطاعت کی اور اس کے حکم کی تعظیم کی جو ملائکہ اس درخت پر موکل ہیں اور اسلحے لیئے ہوئے حیوانات کو دفع کرتے ہیں اگر تم اس درخت کا قصد کرو گی تو تم کو نہیں منع کریں گے لہٰذا سمجھ لینا کہ تم پر حلال ہو گیا ہے اور یہ سمجھ لو کہ اگر تم آدمؑ سے پہلے کھا لو گی تو ان پر مسلط ہو جاؤ گی اور ان پر حاکم بن جاؤ گی حوّاؑ نے کہا کہ میں اس کا تجربہ کرتی ہوں پھر اس درخت کی طرف رخ کیا ملائکہ نے چاہا کہ ان کو ہٹائیں تو حق تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ حربہ سے اس کو دفع کیا جاتا ہے جو عقل نہ رکھتا ہو لیکن جس کو میں نے تمیز و عقل کرنے اور نہ کرنے کی طاقت دی ہے اور اس کو مختار بنایا ہے تو اس کو اس کی عقل پر چھوڑ دو جسے میں نے اس پر حجت قرار دی ہے اگر میری اطاعت کرے گا تو میرے ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر میری نافرمانی اور مخالفت کرے گا میرے عذاب اور جزا کا سزاوار ہوگا یہ سن کر ان ملائکہ نے چھوڑ دیا اور متعرض نہیں ہوئے تو حوّاؑ نے سمجھا کہ حق تعالیٰ نے ملائکہ کو ان کے منع کرنے سے روک دیا ہے اس لئے کہ درخت حلال کر چکا ہے اور سانپ سچ کہتا ہے پھر اس درخت کا پھل کھایا اور کوئی تغیر اپنی ذات میں نہ پایا تو آدمؑ سے پوری کیفیت بیان کی اس سبب سے آدمؑ نے فریب کھایا اور اس درخت کا پھل کھا لیا تو اس کا وہ اثر ہوا جس کا ذکر خدا

نے قرآن میں فرمایا ہے۔ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۔ یعنی شیطان نے اپنے فریب و وسوسہ سے ان کو ڈگمگایا اور ان کو اس مقام سے باہر کرا دیا۔ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ہم نے کہا کہ اے آدمؑ و حواؑ اور سانپ و شیطان بہشت سے تم سب نیچے زمین پر اُتر جاؤ بعض تم میں سے بعض کا دُشمن ہوگا آدمؑ و حواؑ اور ان کی اولاد شیطان اور سانپ اور ان کی اولاد کے دشمن ہوں گے اسی طرح ابلیس وغیرہ آدمؑ و فرزندانِ آدمؑ کے دُشمن ہوں گے۔ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ ۔ اور تمہارے لیئے زمین ناپائیدار زندگی کے لیئے محل و مستقر ہے۔ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (سورہ بقرہ آیۃ ۳۶ پ۱) اور مرنے کے وقت تک فائدے ہیں۔ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ ۔ تو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے چند کلمات سیکھے تاکہ ان کو پڑھا کریں، تو انہوں نے ان کو وظیفہ قرار دیا جن کے وسیلہ سے خدا نے اُن کی توبہ قبول کی اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ بے شک وہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۔ ہم نے کہا کہ سب بہشت سے نیچے اتر جاؤ امامؑ نے فرمایا کہ پہلے خدا نے حکم دیا کہ چلے جائیں اور ساتھ ہی فرمایا کہ سب ساتھ جائیں اور کوئی کسی سے قبل و بعد نہ جائے سانپ بہشت میں سب حیوانوں سے بہتر تھا اور شیطان کا نیچے آنا بہشت کے اطراف میں سے تھا اس لیئے کہ اُس پر بہشت میں داخل ہونا حرام تھا۔ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۔ یعنی اے آدمؑ و ابلیس اگر میری طرف سے تمہارے پاس اور تمہارے بعد تمہاری اولاد کے پاس ہدایت پہنچے فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ تو جو میری ہدایت کی پیروی کریگا۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ۔ اُس پر اس وقت کوئی خوف نہ ہوگا جب کہ مخالفت کرنے والے خوفزدہ ہوں گے وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سورہ بقرہ آیۃ ۳۸ پ۱) اور وہ نہ اندوہناک ہوں گے جس وقت کہ روگردانی کرنے والے اندوہناک ہوں گے۔

حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ کی خطا مُعاف ہوگئی اُنہوں نے اپنے پروردگار سے عذر خواہی کی اور کہا کہ خداوندا میری توبہ و عذر خواہی کو قبول فرما اور مجھ کو وہی مرتبہ جو مجھے حاصل تھا عطا کر اور اپنے قرب سے میرا درجہ بُلند قرار دے بے شک گناہ کا نقصان اور اس کی مذلّت میرے تمام بدن اور اعضا میں ظاہر ہو چکی ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ کیا تجھے یاد نہیں ہے جو میں نے حکم دیا تھا کہ مجھ کو شدّتوں، بلاؤں اور مصیبتوں میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے وسیلہ سے پکارنا آدمؑ نے عرض کی ہاں پالنے والے مجھے یاد نہ تھا خدا نے فرمایا انہیں بزرگواروں خصوصاً محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوات اللہ علیہم کے ذریعہ سے مجھ سے دُعا کرو تاکہ میں تمہاری طلب و خواہش سے زیادہ قبول کروں اور اپنی بخشش میں اس سے اور اضافہ کروں جس قدر تمہارا ارادہ ہو۔ آدمؑ نے کہا اے میرے معبود اور اے میرے پالنے والے

تیرے نزدیک ان کا مرتبہ اس درجہ بلند ہے کہ تیری طرف ان کے ساتھ متوسّل ہونے سے تو میری توبہ قبول کرتا ہے اور میرے گناہ بخشتا ہے حالانکہ میں وُہ ہوں کہ ملائکہ نے مجھے سجدہ کیا اور تُو نے بہشت کو میرے لیئے مُباح کیا اور بلند مرتبہ فرشتوں کو میری خدمت میں رہنے کا حکم دیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ میں نے تمہارے سجدہ کا ملائکہ کو حکم اس لیئے دیا کہ ان کے انوار کے حامل تھے۔ اگر ان انوارِ مقدّسہ کا واسطہ دے کر پہلے ہی تم سوال کرتے تو میں تم کو گناہ سے بھی محفوظ رکھتا اور تمہارے دُشمن ابلیس کے فریب سے تم کو آگاہ کر دیتا۔ لیکن جو کچھ میرے علم میں گذر چکا تھا واقع ہُوا۔ اب مجھ سے ان کے توسّل سے دُعا کرو تاکہ میں قبول کروں تو حضرت آدمؑ نے کہا خداوندا تجھ کو محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین علیہم السّلام اور اُن کی آلِ اطہار کا واسطہ مجھ پر فضل و کرم فرما میری توبہ قبول کرکے میری لغزشوں کو معاف فرما کر مجھے اُسی مرتبہ پر واپس کر دے جو مجھے تیری بخشش کے سبب سے حاصل تھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری توبہ میں نے قبول کی اور برضا و خوشنودی تیری جانب رُخ کیا اور اپنی رحمتوں اور نعمتوں کو تیری طرف پھیر دیا اور تجھ کو اسی مرتبہ پر واپس کیا جو میری کرامتوں کے سبب سے تجھے حاصل تھا اور اپنی رحمتوں سے تیرے حصّہ کو اور زیادہ کیا۔ امامؑ نے فرمایا کہ یہ ہیں ان کلمات کے معنے جو آدمؑ نے خدا سے سیکھے تھے۔ پھر خدا نے آدمؑ و حواؑ، ابلیس اور سانپ سے خطاب فرمایا۔ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ ۔ کہ تمہارے لیئے زمین محلّ استقرار و اقامت ہے جس میں کہ تم خوش و خرّم رہو گے اور شب و روز تحصیل آخرت میں کوشش کرو گے۔ پس کیا کہنا ہے اس کا جو اپنی زندگی تحصیل آخرت میں صرف کرے: وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۔ یعنی تمہارے مرنے کے وقت تک تمہارے لیئے زمین پر فائدے ہیں کیونکہ خدا زمین سے زراعت و میوہ جات تمہارے لیئے پیدا کرتا ہے اور تم کو ناز و نعمت کے ساتھ رکھتا ہے۔ اسی کے ساتھ بلاؤں کے ذریعہ سے تمہارا امتحان بھی لیتا ہے۔ کبھی نعماتِ دُنیا سے تم کو لذّت بخشے گا تاکہ نعماتِ آخرت کو یاد کرو جو خالص اور پاک ہے اس محنت و کوشش سے جو نعیم دُنیا سے عدم انتفاع کا باعث ہے اور اس کو باطل کر دیتا ہے یعنی بغیر محنت و کوشش کے دُنیاوی نعمتوں سے نفع حاصل کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا آخرت کی خالص اَبدی نعمت کے مُقابلہ میں اس مشقّت و محنت سے آلودہ لذّت کو ترک کرو اور ذلیل و حقیر سمجھو۔ اور کبھی دُنیاوی بلاؤں کے ذریعہ سے تمہارا امتحان کرتا ہے، تاکہ ان کے سبب سے تم کو آخرت کے ابدی عذاب سے محفوظ رکھے جس میں مطلق چین نہیں نہ اس میں راحت و رحمت واقع ہوتی ہے۔ اور وُہ بلائیں طرح طرح کی نعمتوں سے بھی مخلوط ہوتی ہیں جو صاحبانِ بلا سے ان کی تکلیفیں دفع کرتی ہیں۔ تو یہ ہے آیات کی تفسیر جو امام علیہ السّلام

کی تقریر سے ظاہر ہوتی ہے۔ [1]

دُوسری جگہ حق تعالےٰ فرماتا ہے جس کا ظاہری ترجمہ یہ ہے اور ہم نے کہا اے آدمؑ تم اور تمہاری زوجہ بہشت میں رہو اور جس جگہ سے چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ ستمگاروں میں سے ہو جاؤ گے۔ پس شیطان نے ان کو وسوسہ میں ڈالا تاکہ ان کی شرمگاہوں کو ظاہر کر دے اور کہا کہ تمہارے پروردگار نے تم کو اس درخت سے اس لیئے منع کیا ہے کہ کہیں تم دونوں مَلک نہ ہو جاؤ۔ یا ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو ہمیشہ بہشت میں رہیں گے اور ان کے سامنے قسم کھائی کہ میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہُوں۔ اس طرح اُن کو فریب دے کر اپنی بات کے انکار کرنے سے باز رکھا اور اس درخت کے پھل کھانے پر راضی کر لیا۔ انہوں نے جب اس درخت کا پھل چکھا تو ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوگئیں یعنی کپڑے اُنکے بدنوں سے علیحدہ ہو گئے اور اُن کی شرمگاہیں کُھل گئیں۔ پس بہشت کے درختوں کی پتیاں لے کر اپنی شرمگاہوں پر رکھتے تھے اور ڈھانکتے تھے تاکہ چھُپ جائیں۔ اُس وقت اُن کے پروردگار نے اُن کو آواز دی کہ کیا تم کو اس درخت کا پھل کھانے سے میں نے منع نہیں کیا تھا اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا دُشمن ہے۔ عرض کی پروردگارا ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ اگر تُو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کریگا، تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں سے ہوں گے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ بہشت سے

[1] جاننا چاہیئے کہ مفسرین اور ارباب تاریخ کے درمیان اُس میں اختلاف ہے کہ شیطان نے کِس طرح آدمؑ کو وسوسہ میں ڈالا حالانکہ وُہ بہشت سے نکال دیا گیا تھا اور آدمؑ و حوّاؑ بہشت میں تھے بعضوں نے کہا ہے کہ آدمؑ و حوّاؑ بہشت کے دروازہ پر آتے تھے اور شیطان کو اس وقت تک بہشت کے پاس آنے کی ممانعت نہ تھی۔ اس لئے بہشت کے دروازہ پر آکر ان سے گفتگو کرتا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے شیطان نے ان کے پاس غائبانہ خط لکھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ شیطان نے چاہا کہ بہشت میں داخل ہو، خازنان بہشت مانع ہوئے تو بہشت کے تمام حیوانوں کے پاس باری باری گیا اور التجا کی کہ اسے بہشت میں داخل کریں کسی نے منظور نہ کیا۔ آخر سانپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں عہد کرتا ہوں کہ فرزندانِ آدمؑ کا ضرر تجھ سے دفع کروں گا اور تُو میری امان میں رہے گا اگر مجھ کو بہشت میں داخل کر دے، تو سانپ نے اس کو اپنے دونوں نیش کے درمیان جگہ دی اور بہشت میں لے گیا۔ اس وقت تک سانپ کا بدن پوشیدہ تھا۔ اس کے چار ہاتھ پاؤں تھے اور تمام حیوانات سے نہایت خوبصورت اور خوش رنگ مثل ایک بڑے اُونٹ کے تھا۔ خدا نے اس کو عُریان کر کے اس کے پیروں کو علیحدہ کر دیا۔ اور اس کو ایسا بنا دیا کہ پیٹ کے بَل راستہ چلتا ہے۔ اس سبب سے کہ شیطان کو بہشت میں لے گیا تھا۔ ۱۲ منہ

نیچے زمین پر چلے جاؤ۔ تم میں سے بعض کے بعض دُشمن ہوں گے اور تمہارے لیئے وُہ موت کے وقت تک یا قیامت تک محلِ قیام ہے اور اس میں منفعتیں ہیں۔ یعنی خدا نے کہا کہ زمین میں زندہ رہو گے اور زمین ہی میں تم کو مَوت آئے گی اور زمین ہی سے قیامت میں باہر آؤ گے۔

دُوسری جگہ فرمایا کہ اے فرزندانِ آدمؑ تم کو شیطان گمراہ نہ کرے جیسا کہ تمہارے ماں باپ کو بہشت سے باہر کیا اور لباسِ بہشت اُن سے علیحدہ کرا دیا تاکہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھائے اور دُوسری جگہ فرمایا کہ یقیناً ہم نے آدمؑ سے پہلے ہی عہد لیا تھا پس اس نے فراموش کیا یا ترک کیا۔ اور ہم نے اس میں استقلال نہیں پایا۔ اور جس وقت کہ ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا۔ ہم نے آدمؑ سے کہا کہ یقیناً یہ شیطان تمہارا اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے تو تم کو یہ بہشت سے نکلوا دے تاکہ تم تعب و مشقت اور کسب و عمل میں مُبتلا ہو اور یقیناً تمہارے لیئے بہشت میں آرام ہے کہ بُھوکے اور پیاسے اور برہنہ نہ ہو گے اور تم پر دُھوپ نہ ہو گی۔ پس شیطان نے ان کو بہکایا اور کہا کہ اے آدمؑ کیا میں اس جاودانی درخت تک تمہاری رہنمائی کروں کہ جو شخص اُس سے کھاتا ہے کبھی نہیں مرتا اور کیا میں تم کو بتلاؤں وُہ ملک اور بادشاہی جو کبھی کہنہ اور زائل نہیں ہوتی۔ پس اس درخت سے کھایا تو ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوئیں تو رُوئی اور بہشت کے درختوں کے پتّوں سے اپنی شرمگاہیں چھپانا شروع کیا اور اپنے پروردگار کے حکم کو فراموش کیا اور غلط راہ اختیار کی۔ پس ان کے پروردگار نے ان کو برگزیدہ کیا اور ان کی توبہ قبُول فرمائی اور اُن کی ہدایت کی۔ پھر خدا نے آدمؑ و حوّاؑ سے کہا کہ بہشت سے زمین پر چلے جاؤ اور تم میں بعض کا بعض دشمن ہوگا۔ اگر تمہاری طرف میری جانب سے ہدایت آئے تو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا، گمراہ نہ ہوگا اور آخرت کے عذاب میں نہ گرفتار ہوگا۔ اور جو شخص میری یاد سے غافل ہوگا تو اس کے لیئے دُنیا و آخرت میں مصیبتیں اور تکلیفیں ہیں۔

بسندِ صحیح منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے قولِ حق تعالیٰ فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا۔ کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ آدمؑ و حوّاؑ کی شرمگاہیں پوشیدہ تھیں یعنی اُن کے ظاہری بدن میں نمایاں نہ تھیں۔ جب اس درخت پھل کھایا تو ظاہر ہوگئیں۔ پھر فرمایا کہ وُہ درخت جس سے آدمؑ کو منع کیا گیا تھا گندم کی بالیاں تھیں۔ دُوسری حدیث میں فرمایا کہ وُہ درخت انگور تھا۔

حدیث معتبر میں ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السّلام سے لوگوں نے وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کی تفسیر دریافت کی فرمایا مطلب یہ ہے کہ اس درخت سے نہ کھاؤ۔

بسند معتبر حضرت امام علی نقیؑ سے منقول ہے کہ جس درخت کے کھانے سے آدمؑ اور اُن کی زوجہ کو منع کیا تھا وہ درخت حسد تھا حق تعالیٰ نے آدمؑ و حوّاؑ سے عہد لیا تھا کہ ان چیزوں کی جانب حسد سے نظر نہ کریں جن کو ان پر اور تمام خلائق پر فضیلت دی ہے لیکن حق تعالیٰ نے اس بات میں آدمؑ میں عزم و اہتمام نہیں پایا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے قولِ خدا فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا (آیت ۱۱۵ سورۃ طٰہٰ پ ۱۶) کی تفسیر دریافت کی اور کہا کہ کچھ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت آدمؑ خدا کا حکمِ ممانعت بھول گئے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ بھول نہیں گئے تھے اور کیونکر بھول گئے تھے حالانکہ شیطان نے وسوسہ کرنے کے وقت کہا تھا کہ خدا نے تم کو اس لئے منع کیا ہے کہ ملک نہ ہو جاؤ۔ اور بہشت میں ہمیشہ نہ رہو۔ پس نسیان اس جگہ ترک کے معنی میں ہے یعنی حکمِ خدا کو ترک کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے دُعا کی کہ آسمان پر آدمؑ سے اُن کی مُلاقات کرا دے۔ جب مُلاقات ہُوئی تو کہا کہ آپ ہی ہیں جن کو خدا نے اپنے دستِ قدرت سے خلق کیا اور اپنی برگزیدہ رُوح آپ کے جسم میں پھونکی اور آپ کے سجدہ کی ملائکہ کو تکلیف دی اور بہشت کو آپ کے لئے مُباح کیا، اور بہشت میں آپ کو ساکن کیا اور بے واسطہ آپ سے گفتگو کی اور ایک درخت سے منع کیا تو اس کے ترک کرنے پر آپ نے صبر نہ کیا یہاں تک کہ اُس کے سبب سے زمین کی طرف بھیجے گئے اور اپنے نفس کی خواہش کو اس سے ضبط نہ کر سکے یہاں تک کہ ابلیس نے بہکایا، اور آپ نے اس کی اطاعت کی۔ پس آپ نے ہم سب کو اپنی نافرمانی کے سبب سے بہشت سے باہر نکالا۔ حضرت آدمؑ نے کہا اے فرزند اپنے باپ آدمؑ کے ساتھ رعایت کرو اُس معاملہ میں جو کچھ اس درخت کے بارہ میں تمہارے باپ پر واقع ہُوا۔ اے فرزند میرا دُشمن میرے پاس مکر و حیلہ و فریب کے ساتھ آیا اور خدا کی قسم کھائی کہ اس مشورہ میں جو وہ میرے لئے مناسب سمجھتا ہے اور اس رائے میں جو میرے لئے اختیار کرتا ہے مشفق ناصحوں میں سے ہے، اور خیر خواہی کے طور پر مجھ سے کہا کہ اے آدمؑ میں تمہارے لئے غمگین ہوں۔ میں نے پُوچھا کیوں؟ کہا اس لئے کہ مجھے تم سے اُلفت ہو گئی ہے؛ غم یہ ہے کہ تم اس مکان اور موجودہ حالت سے علیحدہ کر دیئے جاؤ گے۔ اور اس مقام اور حال میں رکھے جاؤ گے جس کو تم پسند نہیں کرتے۔ میں نے کہا اس کا علاج کیا ہے؟ اُس نے کہا اس کا علاج تمہارے ہاتھ میں ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں وہ درخت بتلا دوں کہ اس سے جو شخص کھا لے گا ہرگز نہ مرے گا،

اُسے ایسا ملک حاصل ہوگا جو کبھی فنا نہ ہوگا۔ تو تم اور حوّاؑ دونوں اس درخت سے کھا لو تاکہ ہمیشہ میرے ساتھ بہشت میں رہو۔ اور خدا کی جھوٹی قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اے موسیٰؑ میں نہیں جانتا تھا کہ خدا کی جھوٹی قسم بھی کوئی کھاتا ہے۔ میں نے اس کی قسم پر اعتماد کیا۔ یہ ہے میرا عذر اے فرزند مجھے آگاہ کرو کہ خدا نے جو کچھ تمہاری طرف بھیجا ہے "یعنی توریت" کیا اس میں میری خلقت سے قبل میری خطا کا تذکرہ پاتے ہو؟ موسیٰؑ نے کہا ہاں بُہت زمانہ پہلے سے لکھی ہُوئی تھی۔ تو حضرت رسولؐ نے تین بار فرمایا کہ آدمؑ کی حجت موسیٰؑ کی حجت پر غالب ہو گئی۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ نے موسیٰؑ کے جواب میں کہا اے موسیٰؑ میرا گناہ میری خلقت سے کتنے سال پہلے لکھا ہُوا توریت میں تم نے دیکھا؟ موسیٰؑ نے کہا تیس سال قبل۔ آدمؑ نے کہا یہی کافی ہے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آدمؑ موسیٰؑ پر غالب ہُوئے [1]

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت آدمؑ و حوّا علیہم السلام کتنی مدّت تک بہشت میں ساکن رہے جس کے بعد ان کو ان کی غلطی کے سبب سے بہشت سے علیحدہ کیا گیا؟ فرمایا کہ خدا نے جمعہ کے روز بعد زوالِ آفتاب رُوح آدمؑ کے جسم میں پھونکی پھر اُن کی زوجہ کو ان کی سب سے نیچے کی پسلی سے پیدا کیا۔ پھر ملائکہ کو حکم دیا سب نے ان کو سجدہ کیا اور اُسی روز اُن کو بہشت میں ساکن کیا۔ خدا کی قسم انہوں نے بہشت میں اس روز کے چھ ساعت سے زیادہ قیام نہیں کیا یہاں تک کہ خدا کی معصیت کی اور خدا نے ان دونوں کو آفتاب غروب ہونے تک بہشت سے باہر کر دیا۔ ان لوگوں نے رات بیرونِ بہشت بسر کی یہاں تک کہ صبح ہُوئی۔ پھر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوئیں۔ خدا نے ان کو ندا کی کہ کیا میں نے تم کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا۔ آدمؑ نے اپنے پروردگار سے شرم کی اور خشوع اور گریہ وزاری شروع کی اور کہا خداوندا ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں ہم کو بخش دے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ آسمان سے نیچے زمین کی طرف چلے جاؤ گناہ کرنے والے میری بہشت اور میرے آسمانوں میں نہیں رہ سکتے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس مضمون پر بہت سی روایتیں وارد ہُوئی ہیں اور یہ قضا و قدر کے پوشیدہ اُمور میں سے ہیں اور بعضوں نے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ چونکہ یہ حدیثیں عامہ میں بھی مشہور ہیں اور ممکن ہے کہ یہ مراد ہو کہ جب حق تعالیٰ نے مجھ کو زمین کے لیئے خلق کیا تھا بہشت کے لیئے نہیں، اور اس کی حکمت اس بات کی مقتضی تھی کہ میں زمین میں رہوں۔ لہٰذا اپنی عصمت مجھ سے واپس لے لی تاکہ میں اپنے اختیار سے ترکِ اولےٰ کا مرتکب ہوں اور اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے فرصت اور موقع کی ضرورت ہے۔ ۱۲ منہ

پس حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب آدمؑ نے اس درخت سے تناول کیا اور خدا کی ممانعت کا حکم یاد آیا تو پشیمان ہوئے۔ اور جب چاہا کہ درخت کے پاس سے ہٹیں درخت نے ان کا سر پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا اور بہ حکمِ خدا گویا ہوا اور کہا کہ کیوں کھانے سے پہلے مجھ سے نہ بھاگے امام نے فرمایا کہ ان کی شرمگاہ بدن کے اندر پوشیدہ تھی اور بظاہر معلوم نہ ہوتی تھی جب اس درخت سے کھایا تو باہر نمایاں ہوگئی۔

دُوسری معتبر سند کے ساتھ انہی حضرت سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے رُوحیں بدنوں سے دو ہزار سال پہلے خلق کی ہیں اور تمام رُوحوں سے بلند تر اور شریف تر محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسین علیہم السّلام اور ان کے بعد کے اماموں کی رُوحیں قرار دیں صلوات اللہ علیہم اجمعین پھر ان کی رُوحوں کو آسمانوں و زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا ان کے انوار نے سب کو پست کر دیا تو حق تعالیٰ نے آسمانوں و زمینوں اور پہاڑوں سے فرمایا کہ یہ لوگ میرے دوست اور اولیاءؑ ہیں اور میری مخلوق پر میری حجّت اور خلائق کے پیشوا ہیں۔ میں نے کسی مخلوق کو ان سے زیادہ عزیز اور محبوب پیدا نہیں کیا۔ جو اُن کو دوست رکھے گا اس کے واسطے بہشت خلق کی ہے۔ اور جو اُن سے دُشمنی اور مخالفت کرے گا اس کے لیئے آتشِ جہنّم بنایا ہے۔ جو شخص ان کی اس منزلت کا دعویٰ کرے گا جو میرے نزدیک اُن کو حاصل ہے اور اس مقام کا ارادہ کرے گا جو ان کو میری عظمت سے نصیب ہے تو اس شخص کو اس عذاب سے معذّب کروں گا جس سے عالمین میں سے کسی شخص کو معذّب نہ کیا ہوگا۔ اور اس کو جو میرا شریک قرار دے گا جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جگہ دوں گا۔ اور جو شخص کہ ان کی ولایت و امامت اور ان کی منزلت و مقام کا جو میرے نزدیک ان کو حاصل ہے اقرار کرے گا اس کو ان لوگوں کے ساتھ اپنے بہشت کے باغوں میں جگہ دوں گا اور اُن کے لیئے بہشت میں وُہ سب موجود ہوگا جو وُہ مجھ سے چاہیں گے۔ ان کے لیئے اپنی بخشش مُباح کروں گا اور اُن کو اپنے جوار میں جگہ دوں گا اور ان کو اپنے گناہگار بندوں اور کنیزوں کا شفیع قرار دوں گا۔ غرضیکہ ان کی ولایت میری خلق کے لیئے ایک امان ہے تو تم میں سے کون اس امانت کو اس کی سنگینی کے ساتھ اُٹھاتا ہے اور اُس مرتبہ کی خواہش کرتا ہے جو اس کے لیئے مناسب ہے جو میرے برگزیدہ لوگوں کے مرتبہ سے نہیں ہے یہ معلوم کر کے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں نے اس امانت کے اٹھانے سے انکار کیا اور اپنے پروردگار کی عظمت سے ڈرے کہ ایسی منزلت کا دعویٰ اور ایسی بزرگی کی اپنے لیئے آرزو کریں۔ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ و حوّاؑ کو بہشت میں ساکن کیا اور کہا کہ اس بہشت سے مرغوب چیزیں خوب کھاؤ جس جگہ سے چاہو مگر اس

درخت کے قریب نہ جانا یعنی درخت گندم کے ورنہ ستمگاروں میں سے ہو جاؤ گے۔ تو انہوں نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین صلوات اللہ علیہم اور تمام اماموں کی منزلت کی جانب دیکھا تو بہشت میں ان کے مدارج بہت بلند نظر آئے۔ عرض کی کہ پروردگارا یہ منزلتیں کس کے لیئے ہیں حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اپنے سروں کو ساقِ عرش کی جانب بلند کرو جب سر اٹھا کر محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسن و حسین علیہم السلام اور اُن کے بعد کے اماموںؑ کے ناموں کو دیکھا جو انوارِ خدائے جبّار کے ایک نُور سے ساقِ عرش پر لکھے ہُوئے تھے۔ تو عرض کی کہ بارِ الٰہا یہ ذوات مقدسہ تیرے نزدیک کس قدر زیادہ گرامی ہیں اور کس درجہ تجھ کو محبُوب ہیں اور کس قدر تیری بارگاہ میں شریف و بزرگ ہیں۔ خدا نے فرمایا کہ اگر یہ نہ ہوتے تو تم لوگوں کو خلق نہ کرتا۔ یہی لوگ میرے علم کے خزینہ دار اور میرے رازوں کے امانتدار ہیں۔ خبردار ان کی جانب بہ نگاہِ حسد نہ دیکھنا اور مجھ سے ان کی منزلتوں اور بلندیوں کی آرزو نہ کرنا ورنہ میری نافرمانی کرنے والوں میں داخل، پھر ستمگاروں میں شامل ہو جاؤ گے۔ پُوچھا کہ پروردگارا ستمگار اور ظالم لوگ کون ہیں؟ ارشاد ہُوا جو لوگ کہ ان کی منزلتوں کے ناحق دعوے دار ہوں گے۔ عرض کی خداوندا آتشِ جہنّم میں اُن ظالموں کے درجے ہمیں دکھا دے تاکہ ہم اُن کی منزلیں بھی دیکھ لیں جس طرح ان بزرگواروں کی منزلتیں بہشت میں دیکھی ہیں۔ تو حق تعالیٰ نے آتشِ جہنّم کو حکم دیا تو جو کچھ اس میں طرح طرح کی شدتیں اور عذاب ہیں اُس نے ظاہر کیا۔ پھر فرمایا کہ ان کے ظالموں کی جگہ جہنّم کے سب سے نیچے طبقے میں ہے۔ وُہ ہرچند ارادہ کریں گے کہ جہنّم سے باہر آئیں، خازنانِ جہنّم اُن کو اُسی طرف دھکیل دیں گے۔ اور جب اُن کے جسم کی کھالیں جل جایا کریں گی تو دُوسری کھالیں ان پر پیدا کی جایا کریں گی تاکہ ہمارے عذاب کے مزے کو چکھیں۔ اے آدمؑ و حوّاؑ حسد کی نگاہ سے میرے انوار اور حجتوں کی طرف نہ دیکھنا نہیں تو تم کو اپنے جوارِ رحمت سے علیحدہ کر کے نیچے زمین پر بھیج دوں گا اور تم کو ذلّت و خواری کا سامنا کرنا ہوگا۔ پھر ان کو شیطان نے ڈگمگایا۔ آدمؑ و حوّاؑ نے ان کی جانب بہ نگاہِ حسد دیکھا تو اس سبب سے خدا نے اُن کو اپنی رحمت سے علیحدہ رکھا اور اپنی توفیق و تائید اُن سے ہٹا لی۔ یہاں تک کہ انہوں نے درخت گندم کھایا تو اس کی جگہ پر اس درخت سے جَو پیدا ہُوا۔ اور گندم کی اصل اس گندم سے ہے جسے ان لوگوں نے نہیں کھایا۔ اور ہر جَو کی اصل اُن دانوں سے ہے جو ان لوگوں نے کھایا تھا۔ جب اس درخت سے تناول کیا تو اُن کے جسموں سے حُلّے اور لباس اور زیورات علیحدہ ہو گئے اور وُہ برہنہ ہو گئے وُہ درختوں کے پتّے لے کر اپنی شرمگاہوں کو چھُپاتے تھے۔ اُس وقت اُن کے پروردگار نے

اُن کو ندا دی کہ کیا تم کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور تم سے نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے جو اپنی دشمنی کو ظاہر کرتا رہے گا۔ تو انہوں نے کہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آیت ۲۳۔ الاعراف۔ پ ۸) اے ہمارے پالنے والے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں مُعاف نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔" حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے جوارِ رحمت سے نیچے زمین پر چلے جاؤ کیوں کہ جو میری نافرمانی کرتا ہے میری بہشت میں میرا ہمسایہ نہیں رہ سکتا۔ تو خدا نے زمین پر طلبِ معاش کی مشقت میں اُن کو چھوڑ دیا۔ پھر جب خدا نے چاہا کہ اُن کی توبہ کو قبول کرے جبرئیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ بے شک تم نے ان ذواتِ مقدسہ کے مراتب و مدارج کی آرزو کر کے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تو اس رنج و غم میں مُبتلا ہوئے کہ خدا کے جوارِ رحمت سے جُدا ہو کر زمین پر آئے۔ اب ان ہی ناموں کا واسطہ دے کر جن کو تم نے ساقِ عرش پر دیکھا تھا اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ خدا تمہاری توبہ قبول کرے۔ یہ سُن کر انہوں نے کہا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ الْاَكْرَمِيْنَ عَلَيْكَ مُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْاَئِمَّةِ اِلَّا تُبْتَ عَلَيْنَا وَرَحِمْتَنَا۔ یعنی خداوندا ہم لوگ تجھ سے سوال کرتے ہیں اُنہی بزرگواروں کے حق کے ساتھ جو تیرے نزدیک بزرگ ترین خلق ہیں یعنی محمدؐ اور اُن کے اہلِ بیت۔ تو ضرور ہماری توبہ قبول فرما اور ہم پر رحم کر۔" تو خدا نے اُن کی توبہ قبول فرمائی بیشک وُہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔ غرض اس کے بعد ہمیشہ پیغمبرانِ خدا اس امانت کی حفاظت کرتے رہے اور اپنے وصیوں کو اور اپنی اُمّت کے مخلص لوگوں کو اس کی خبر دیتے رہے۔ اس امانت کو ناحق حاصل کرنے سے عام مخلوقات انکار کرتی اور ڈرتی رہی۔ لیکن اس کو اس نے ناحق حاصل کیا جو پہچانا ہُوا ہے اس لئے قیامت تک ہر ظلم کی بنیاد وہی قرار پایا یہ ہے تفسیر کلامِ خدا کی:۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا آیت ۷۲ سورۃ الاحزاب۔ پ ۲۲) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے امانت کو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا ان سب نے اس کو اٹھانے سے اِنکار کیا اور خوف کھایا۔ اس کو انسان نے اُٹھا لیا یقیناً وُہ بہت بڑا ظلم کرنے والا اور سخت جاہل تھا۔"

حدیثِ معتبر میں ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ کیوں ایک مرد کی میراث دو عورتوں کے برابر ہے؟ فرمایا اس لئے کہ دانے جو آدمؑ و حوّاؑ نے کھائے وُہ اٹھارہ ۱۸ تھے

بارہ دانے آدمؑ نے کھائے اور چھ حوّاؑ نے۔ اس سبب سے میراث ایک مرد کی دو عورتوں کے برابر ہے۔ دُوسری حدیث میں حضرت امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ تین دانے تھے دو دانے آدمؑ نے کھائے اور ایک حوّاؑ نے کھایا۔ لیکن قولِ اوّل زیادہ صحیح ہے۔ اور ممکن ہے کہ خوشۂ اوّل میں تین دانے رہے ہوں اس لیے چند خوشہ کھائے ہوں۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اگر آدم علیہ السّلام گناہ نہ کرتے تو کوئی مومن ہرگز گناہ نہ کرتا۔ اور اگر حق تعالیٰ آدمؑ کی توبہ قبول نہ کرتا تو ہرگز کسی گناہ گار کی توبہ نہ قبول ہوتی۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ابو الصّلتؒ ہروی نے امام رضاؑ سے پُوچھا کہ وُہ کون سا درخت تھا جس سے آدمؑ و حوّاؑ نے کھایا کیونکہ لوگوں میں اختلاف ہے بعض روایت کرتے ہیں کہ وُہ گندم تھا، بعض کہتے ہیں کہ درختِ حسد تھا۔ فرمایا کہ سب سچ ہے۔ ابو الصّلتؒ نے کہا باوجود اس اختلاف کے کیوں کر سب حق ہو سکتا ہے؟ فرمایا کہ بہشت کا درخت ہر قسم کے میوے رکھتا ہے۔ اور وُہ گندم ہی تھا جس میں انگور بھی تھا۔ بہشت کے درخت دُنیا کے درختوں کے مانند نہیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ جب خدا نے آدمؑ کو گرامی کیا اور ملائکہ نے اُن کو سجدہ کیا اور وُہ بہشت میں داخل ہُوئے ان کو خیال ہُوا کہ آیا خدا نے کسی بشر کو مجھ سے بھی بہتر خلق فرمایا ہے؟ خدا جانتا تھا کہ اُن کے دِل میں کیا گذرا ہے۔ ان کو ندا کی اے آدمؑ اپنا سر اُٹھا کر میرے ساقِ عرش پر دیکھو۔ آدمؑ نے دیکھا کہ ساقِ عرش پر لکھا ہے: لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَزَوْجَتُهٗ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ عرض کی یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ تیری ذرّیت سے ہیں اور تجھ سے اور میری تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو نہ تجھ کو پیدا کرتا، نہ بہشت و دوزخ کو نہ آسمان و زمین کو لہٰذا ان کی جانب ہرگز بہ نگاہِ حسد نہ دیکھنا ورنہ اپنے جوارِ رحمت سے تجھ کو باہر کر دوں گا۔ لیکن آدمؑ نے ان کو از راہِ حسد دیکھا اور اُن کے رُتبہ کی آرزو کی تو اُن پر شیطان مُسلّط ہُوا یہاں تک کہ اس درخت کا پھل کھایا جس کی ممانعت کی گئی تھی۔ اور شیطان حوّاؑ پر مسلّط ہوا۔ انہوں نے فاطمہ زہراؑ کو حسد کی نگاہ سے دیکھا اور اسی درخت کا پھل کھایا جس سے آدمؑ نے کھایا تھا۔ پس خدا نے اُن کو بہشت سے باہر نکالا اور اپنے جوارِ رحمت سے علیٰحدہ کر کے زمین پر بھیجا [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے کہ جس سے ممانعت کی گئی تھی وُہ کون سا درخت تھا بعض گندم (باقی بر صفحہ ۹۸)

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام سے لوگوں نے پُوچھا کہ آدمؑ کی بہشت دُنیا کے باغوں سے تھی یا آخرت کی بہشت تھی؟ فرمایا کہ دُنیا کے باغوں میں سے ایک باغ تھا جس میں آفتاب و ماہتاب طلوع ہوتے تھے۔ اگر آخرت کی بہشت ہوتی تو وُہ اس میں سے ہرگز باہر نہ آتے [1]

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ بہشت میں آدمؑ و حوّاؑ کا قیام باہر آنے تک دُنیا کے ایام سے سات گھڑی تھا یہاں تک کہ خدا نے اُن کو اُسی روز زمین پر بھیج دیا۔

بقیہ از ص۹۷:- کہتے ہیں، بعض انجیر کہتے ہیں اور بعض انگور اور بعض کافور۔ اور کافور کے متعلق شیخ طوسی نے تبیان میں حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ علمِ قضا و قدر کا درخت تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ وُہ درخت تھا جس سے فرشتے کھاتے ہیں اور کبھی نہیں مرتے۔ یہ اور وُہ حدیث جو پہلے بیان ہوئی اکثر اقوال کی جامع ہے۔ اور جب گناہوں سے انبیا کی عصمت ثابت ہوئی تو حسد وغیرہ جو ان حدیثوں میں وارد ہُوا ہے غبطہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ حسد محسود سے نعمت زائل ہو جانے کی خواہش کرنا ہے اور یہ حرام ہے۔ لیکن اس نعمت کی آرزو بغیر محسود سے اس کے زوال کی خواہش کے غبطہ ہے، اور یہ معیوب نہیں۔ لیکن پہلے آدمؑ و حوّاؑ پر ظاہر ہو چکا تھا کہ یہ مرتبہ مخصوص محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیئے ہے لہٰذا ان کی جلالت شان کی بہ نسبت اس مرتبہ کی آرزو مکروہ اور ترکِ اولیٰ تھی۔ اسی طرح وہ ارادہ جو مستحب کہ ان بزرگواروں سے ولایت و محبّت رکھیں گے ان سے فوت ہوا۔ چونکہ مکروہ کا ارتکاب اور مستحب کا ترک ان کی بزرگی مرتبہ کے مقابلہ میں عظیم تھا اس لیئے معتوب ہُوئے۔ ۱۲ منہ

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ علما کے درمیان اختلاف ہے کہ حضرت آدمؑ کی بہشت زمین میں تھی یا آسمان میں۔ اور اگر آسمان میں تھی تو کیا وہی بہشت تھی جس میں آخرت میں مومنین داخل ہوں گے یا اس کے علاوہ۔ اکثر مفسّروں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہی بہشت خلد تھی جس میں مومنین آخرت میں اپنے اعمال کی جزا میں داخل ہوں گے۔ شاذ و نادر مفسّرین کا قول ہے کہ بہشت خلد کے علاوہ آسمان کے باغوں میں سے ایک باغ تھا۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ زمین پر ایک باغ تھا جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ظاہر ہُوا۔ اور اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جو بہشتِ آخرت میں داخل ہوتا ہے اس میں سے نہیں نکلتا۔ اس کا جواب بھی لوگوں نے یہ دیا ہے کہ جو شخص مرنے کے بعد اپنے عمل کے عوض میں داخل ہوگا وہ نہیں باہر آئے گا۔ لیکن کسی طرح داخل بہشت ہو جائیں اور نہ نکلیں معلوم نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جیسے حضرت رسولؐ کا شبِ معراج داخل ہونا اور واپس آنا اور ملائکہ کا داخل ہونا اور نکلنا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے خلاف بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ حضرت آدمؑ کی بہشت وہی بہشتِ جاوید تھی اور آسمان میں تھی جن کے متعلّق بعض حدیثیں سابق میں بیان ہو چکی ہیں اور بعض آئندہ مذکور ہوں گی۔ اور اس قسم کے امور میں توقف کرنا بہتر ہے۔ ۱۲ منہ

سندِ صحیح کے ساتھ حضرت صادق صلوات اللہ علیہ سے مروی ہے کہ شیطان چار موقعوں پر بہت زیادہ بیچین و مضطرب ہُوا پہلے جس وقت کہ ملعون ہُوا، پھر جب زمین کی طرف نکالا گیا، اس کے بعد جس روز کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہُوئے، پھر جس وقت اُمّ الکتاب قرآن مجید کا نزول ہُوا اس نے نفیر کی اور نفیر اُس آواز کو کہتے ہیں جو خوشی و غم کے وقت ناک سے نکالتا ہے۔ اور خوش ہُوا جبکہ حضرت آدمؑ نے ممنوعہ درخت سے کھایا اور جبکہ وُہ بہشت سے زمین پر آئے۔

علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب آدمؑ ایسی خلقت پر خلق کیئے گئے تھے کہ اُن کا بغیر تعلیم کے اپنا نفع و نقصان سمجھنا اور لباس و معاشرت و عورتوں سے نکاح کے ساتھ صحیح طریقہ اختیار کرنا ممکن نہ تھا۔ جب خدا نے اُن کو بہشت میں ساکن کیا وہ ناواقفیت کی وجہ سے اس درخت کے پاس سے گزرے (پھر شیطان کا آنا، قسم کھا کر ورغلانا، آدمؑ و حوّاؑ کا درخت ممنوعہ کا پھل کھانا، ان کا لباس علیحدہ ہونا اور پتّوں سے ستر پوشی کرنا وغیرہ بیان کیا جو ذکر ہو چکا اس لیئے حذف کر دیا۔ مترجم)

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت آدمؑ بہشت سے زمین پر بھیجے گئے حضرت جبرئیلؑ نے آ کر کہا کہ خدا نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا، اپنی رُوح آپ کے جسم میں پھونکی فرشتوں کو آپ کے سجدہ کا حکم دیا اور بہشت میں ساکن کر کے اس کی تمام نعمتیں مُباح کیں۔ اور صرف ایک درخت سے روکا تھا مگر آپ نے اس کی نافرمانی کی۔ حضرت آدمؑ نے کہا کہ سب صحیح ہے لیکن شیطان نے جھوٹی قسم کھائی کہ وُہ میرا خیر خواہ ہے اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی جھُوٹی قسم بھی کھا سکتا ہے۔ شیطان نے ان کے نزدیک آ کر کہا کہ اگر تمؑ اور حوّاؑ اس درخت سے کھاؤ گے جس کی خدا نے ممانعت کی ہے تو فرشتہ ہو جاؤ گے اور ہمیشہ بہشت میں رہو گے۔ اور قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ تو جب اس درخت سے اُن لوگوں نے کھایا اور ان کا لباس جو خدا نے بخشا تھا ان کے بدن سے علیحدہ ہو گیا تو درختانِ بہشت کے پتّوں سے ستر پوشی کی۔

بسندِ معتبر حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسُولِ خدا کی خدمت میں یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور بہت سے مسائل دریافت کیئے۔ ان کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ خدا نے کس سبب سے آپؐ کی اُمّت پر شب و روز میں پانچ وقت کی نمازیں واجب کی ہیں؟ حضرت نے فرمایا اس لیئے کہ جب حضرت آدمؑ نے درخت ممنوعہ کا پھل کھایا وُہ عصر کا وقت تھا۔ خدا نے اُن کو بہشت سے زمین پر بھیجا اور ان کی ذرّیت کو قیامت تک کے لیئے اُس وقت کی نماز کا حکم دیا اور اس کو میری اُمّت کے لیئے اختیار فرمایا۔ لہٰذا وُہ میرے لیئے محبُوب ترین نماز ہے۔ مجھ کو حکم ہے کہ اس نماز کی حفاظت کروں۔ جب خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی وُہ نمازِ مغرب کا وقت تھا۔ اُس وقت آدمؑ نے تین رکعتیں پڑھیں۔ ایک اپنی خطا کی مُعافی کے لیئے ایک حوّاؑ کے لیئے اور ایک رکعت قبولِ توبہ کیلیئے

خدا نے ان تین رکعتوں کو میری اُمّت پر واجب فرمایا۔ جب اُنہوں نے درخت کا پھل کھایا اس وقت تک جبکہ توبہ قبول ہُوئی دُنیا کے ایّام سے تین سو سال کی مُدّت تھی اور آخرت کا ایک دن دُنیا کے ہزار سال کے برابر ہے۔ پُوچھا کس سبب سے ان چار اعضا پر وضو ہوتا ہے حالانکہ یہ بدن کے پاک ترین اعضا ہیں؟ فرمایا کہ جب شیطان نے آدمؑ کو بہکایا اور وہ درخت کے قریب آئے اور درخت کی جانب نگاہ کی آبرو جاتی رہی اور جب اُٹھے اور روانہ ہُوئے تو پہلا قدم تھا جو گناہ کے لئے اُٹھا۔ پھر اپنے ہاتھ سے لے کر اُس پھل کو کھایا تو اُن کے جسم سے زیور اور حلّے اُتر گئے۔ اُس وقت ہاتھوں کو اپنے سر پر رکھ کر روئے۔ جب خداوندِ عالم نے ان کی توبہ قبول کی تو حکم دیا کہ مُنہ دھوؤ اس لیئے کہ اس درخت کی طرف نگاہ کی تھی۔ اور ہاتھوں کو دھوؤ کیونکہ یہ اُس کے پھل کی طرف بڑھے تھے اور اُس کو لیا تھا۔ اور اُن کو سر کے مسح کا حکم دیا اس لیئے کہ ہاتھوں پر رکھا تھا اور پیروں کے مسح کا حکم دیا کہ وُہ نافرمانی کی طرف بڑھے تھے۔ اس لیئے ان چار اعضا پر وضو واجب کیا۔ پھر پُوچھا کہ آپ کی اُمّت پر تیس۳۰ روز کے روزے کیوں واجب ہوئے؟ فرمایا چونکہ آدمؑ کے شکم میں اُس درخت کا پھل تیس روز تک باقی رہا تھا اس لیئے خدا نے اُن کی اولاد پر تیس۳۰ روز کی بھُوک پیاس واجب فرمائی، اور زمانۂ صَوم میں جو رات کو کھانا پینا جائز ہے تو یہ خدا کا فضل و کرم ہے۔ آدمؑ پر بھی اسی طرح روزے واجب تھے لہٰذا خدا نے میری اُمّت پر بھی واجب فرمایا۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا ہے کہ جس طرح تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے اسی طرح تم سے پہلے بھی لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ مامون نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے پُوچھا کہ آیا تم لوگ قائل نہیں ہو کہ پیغمبرانِ خدا معصوم ہیں؟ فرمایا بے شک۔ کہا پھر خدا کے اس قول وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (آیت ۱۲۱ سورۃ طٰہٰ پ۱۶) کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام سے کہا کہ تم اور تمہاری زوجہ بہشت میں رہو اور جس جگہ سے چاہو کھاؤ، لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا۔ یہ اشارہ درختِ گندم کی جانب تھا اور کہا کہ یہ نہیں کہا تھا کہ مثل اس کے کسی درخت سے نہ کھانا۔ وہ لوگ اُس درخت کے قریب نہیں گئے تھے بلکہ اُسی کے مثل دُوسرے درخت کا پھل کھایا تھا۔ کیونکہ شیطان نے اُن کو بہکایا اور کہا کہ تم کو اس درخت سے ممانعت نہیں کی ہے بلکہ دُوسرے درخت سے منع کیا ہے۔ اس کا پھل کھاؤ گے تو فرشتہ ہو جاؤ گے اور ہمیشہ بہشت میں رہو گے؛ اور خدا کی قسم کھائی کہ میں تمہاری بھلائی چاہتا ہوں۔ ان لوگوں نے اس سے قبل کسی کو خدا کی جھوٹی قسم کھاتے نہ سُنا تھا لہٰذا اُن کو دھوکا ہُوا اور انہوں نے اس کی قسم پر بھروسہ کرکے کھا لیا۔ یہ ترکِ اولیٰ آدم علیہ السّلام کی پیغمبری سے پہلے ہُوا۔ اور یہ کوئی بڑا گناہ بھی نہ تھا ایسا خفیف گناہ تھا جو معاف ہے اور پیغمبروں کے لیئے قبل نزولِ وحی

؎ اس کے بعد کی نمازوں کا تذکرہ حدیث میں نہیں ہے۔ ۱۲ (مترجم)

ممکن ہے۔ لیکن جب خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا اور پیغمبر بنایا تو معصوم تھے اور چھوٹا یا بڑا کوئی گناہ اُن سے صادر نہیں ہوتا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور گمراہ ہُوئے تو خدا نے اُن کو برگزیدہ فرمایا اور انہوں نے ہدایت پائی۔ نیز فرمایا ہے کہ خدا نے آدمؑ و نوحؑ و آلِ ابراہیم و آلِ عمران کو تمام عالمین پر برگزیدہ کیا ؎

؎ مولّف فرماتے ہیں کہ چونکہ سابق میں دلائلِ عقلیہ و نقلیہ نیز جمیع علمائے شیعہ کے اجماع سے معلوم ہُوا کہ انبیاء قبل نبوّت و بعد نبوّت تمام گناہانِ صغیرہ و کبیرہ سے معصوم ہیں لہٰذا جن آیات و احادیث سے انبیاء سے صدورِ معصیت کا گمان ہوتا ہے ان کی تاویل ترکِ مستحب اور مکروہ کے عمل میں لانے پر کی گئی ہے کیونکہ معصیت نافرمانی کو کہتے ہیں اور نافرمانی مستحب کے ترک کرنے اور مکروہ کے عمل میں لانے سے بھی ہوتی ہے اور غوایت گمراہی ہے یا محرومی کی بلا ہے اور جو شخص کہ اس فعل کو جس کا کرنا اس کے لیئے بہتر ہے ترک کرتا ہے، تو اپنا نفع ضائع کرتا ہے اور اس سے محروم رہتا ہے۔ اور ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کا اس کے غیر محل پر رکھنا اور راہ سے منحرف ہونا اور کسی چیز کا کم اور زیادہ کرنا اور ستم کرنا۔ اور مستحب کے ترک کرنے اور مکروہ کے عامل ہونے پر بھی ظلم صادق آتا ہے۔ کیونکہ فعل کو اس کے محلِ مناسب کے خلاف قرار دیا اور اپنے پروردگار کی کامل بندگی کی راہ سے عدول کیا اور اپنے ثواب کو کم کیا اور اپنی ذات پر ستم کیا کہ اپنے کو ثواب سے محروم رکھا۔ نہی جس طرح حرام سے ہوتی ہے مکروہ سے بھی ہوتی ہے۔ اور امر جس طرح واجب کے لئے ہے، مستحب کے لیئے بھی ہے۔ اور توبہ اُس نفع کے تدارک کے لیئے ہوتی ہے جس سے توبہ کرنے والا محروم ہو گیا ہے۔ لہٰذا مکروہ کے عمل میں لانے اور مستحب کے ترک کرنے پر بھی توبہ لازمی ہے بلکہ توبہ خدا کی بارگاہ میں عجز و انکساری کی دلیل ہے جو خدا کو فضل و کرم پر آمادہ کرتی ہے خواہ کوئی گناہ نہ بھی ہو۔ چنانچہ احادیث عامہ و خاصّہ میں وارد ہے کہ رسولؐ خدا ہر روز کم سے کم بغیر کسی گناہ کے سات مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ اور اس صورت میں کہ ان کلماتِ حقیقت میں سے بعض ارتکابِ گناہ کے سبب سے زبان پر جاری کیئے جاتے ہیں تو وہ مجاز پر محمول ہوتے ہیں۔ اور ایسا بہت ہوتا ہے کہ کمزور قرائن میں بعض الفاظ مجازی معنی میں استعمال کیئے جاتے ہیں تو اُس مقام پر کیونکر نہ استعمال کیئے جائیں جہاں کہ قطعی دلیلیں قائم ہوں۔ اس عبارت کا نکتہ یہ ہے کہ چونکہ ان کا یعنی انبیاء و مرسلین کا اپنے کمالات کی زیادتی اور درجات کی بلندی اور ان پر خدا کی نعمتوں کی کثرت کے سبب سے مکروہات بلکہ مباحات کی طرف بھی بغیر مرضیٔ خدا متوجہ ہونا بڑی جسارت ہے۔ اس بناء پر حق تعالیٰ نے ان عبارات کو ان کے اعمال پر اطلاق فرمایا ہے اور وُہ لوگ خود بھی ایسے ہی کلماتِ عجز و انکساری کے اظہار میں استعمال کیا کرتے ہیں بلکہ ممکن ہے کہ جب کبھی وُہ معاشرت و ہدایتِ خلق و مثل اس کے دیگر عبادات کی جانب متوجّہ ہوتے ہیں اور جب منزلِ قربِ لِیْ مَعَ اللّٰہ پر پہنچتے ہیں تو اس مرتبہ کے مقابلہ میں ان عبادات کو حقیر و پست خیال کرتے ہیں اور اس کو اپنی خطا اور گناہ اور کمی سے (باقی بر صفحہ ۱۰۲)

دُوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ علی بن الجہم نے حضرت امام رضاؑ سے دریافت کیا کہ آیا آپ قائل ہیں کہ پیغمبرانِ خدا معصوم ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ ہاں۔ پوچھا کہ پھر خدا کے اس قول وَعَصٰیٓ اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور دُوسری چند آیتیں بھی ہیں جو بعد میں مذکور ہوں گی۔ فرمایا کہ تجھ پر وائے ہو خدا سے خوف کر اور اس کے پیغمبروں کو بُری باتوں سے نسبت نہ دے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ قرآن کی تاویل خدا اور ان لوگوں کے سوا

بقیہ از ص۱۰۱ :- جیسا کہ کہا گیا ہے کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ ؕ مقربانِ بارگاہِ ایزدی کے گناہ نیک بندوں کی نیکیوں کے مانند ہیں اسی طرح جب بندہ کی نگاہ میں عظمت وجلال الٰہی کا زیادہ تر ظہور ہوتا ہے تو اُس کو اپنی پستی اور کمزوری کا زیادہ احساس ہوتا ہے اور اپنے اعمال بہت زیادہ حقیر معلوم ہوتے ہیں۔ ہر چند زیادہ سے زیادہ عبادت کرتے ہیں پھر بھی کمی کا اعتراف کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ بارگاہِ علی وعظیم کے قابل نہیں ہیں اور نہ اُس کی کسی ایک نعمت کے برابر ہو سکتے ہیں، علےٰ ہٰذا القیاس جب نگاہِ بصیرت سے دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ سب عبادتیں اور پسندیدہ صفتیں، اور گناہوں سے محفوظ رہنا اُسی کی توفیق اور عطا کی ہوئی عصمت کے سبب سے ہیں اور خود بغیر اُس کی حفاظت کے کسی گناہ سے نہیں محفوظ رہ سکتے تو اگر کہیں کہ میں وُہ ہوں جس نے گناہ کیا اور میں وُہ ہوں جس سے خطا ہُوئی تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ میں ایسا ہوں کہ یہ سب مجھ سے ہو سکتا ہے اگر تیری توفیق اور عصمت شاملِ حال نہ ہو۔ اور غور کرنے سے مثال ان مراتب کی بادشاہوں اور امیروں اور ان کی رعایا اور خادموں کے حالات سے ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ سلاطین رعایا اور ملازمین سے ان کی منزلت اور تقرب اور اپنی بزرگی اور جلالت اور معرفت کے لحاظ سے خدمتیں لیتے ہیں اور اسی لحاظ سے ان سے مؤاخذہ بھی کرتے ہیں۔ عوام کی خطائیں ان کی نادانی کے سبب سے معاف بھی کر دیا کرتے ہیں لیکن اپنے مقرّبانِ خاص سے معمولی فروگذاشت پر مؤاخذہ کرتے ہیں اور اُن پر عتاب کرتے ہیں۔ بلکہ اگر وُہ آنِ واحد کے لیے بھی اُن کے علاوہ کسی غیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو معتوب ہو کر نکال دیئے جاتے ہیں۔ اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر بادشاہ اپنے کسی مقرب خاص کو ضرورۃً کسی اور کے پاس بھیج دیتا ہے اور جب وُہ کچھ دنوں کے بعد واپس آتا ہے تو بادشاہ کی خدمت میں پہنچ کر روتا ہے، اظہارِ عجز کرتا ہے اور بادشاہ سے اپنی دُوری اور جدائی پر اضطراب ظاہر کرتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مقرّب بادشاہ کے لطف وکرم اور نعمت کے اظہار کے لیئے اپنی نسبت نہایت فرمانبرداری کے ساتھ کہتا ہے کہ میں سراپا تقصیر ہُوں کوئی خدمت حضور کے لائق اور قابلِ قبول نہیں تھی لیکن یہ سرکار کی توجّہ ہے اور خداوندِ نعمت کا کرم ہے۔ ورنہ غلام تو عاصی اور گناہ گار ہے اور شرمندہ ہے۔ اگر عالی جاہ کا لطف وکرم نہ ہوتا تو میں ہرگز اس عہدۂ جلیلہ پر فائز نہ ہوتا وغیرہ وغیرہ (باقی بر ص۱۰۳)

جو علم میں راسخ ہیں کوئی نہیں جانتا۔ خدا کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے آدمؑ کو خلق فرمایا تھا اس لیئے کہ زمین اور اس کے شہروں میں اس کے خلیفہ اور حجّت ہوں۔ اُن کو بہشت کے لیئے نہیں پیدا کیا تھا۔ اور آدمؑ سے معصیت زمین میں نہیں بلکہ بہشت میں ہُوئی تاکہ امرِ خدا کی تقدیریں پوری ہوں پس جب ان کو زمین پر بھیجا اور اپنا خلیفہ بنایا اس وقت معصوم قرار دیا تھا جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰیٓ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ (آیت ۳۳ سورۂ آل عمران پ۳) خدا نے آدمؑ، نوحؑ اور آلِ ابراہیمؑ و آلِ عمران کو تمام عالمین سے برگزیدہ کیا [1]

(بقیہ از ص۱۰۱) اس باب میں بہت کافی بحث کی ضرورت ہے جو انشاء اللہ اپنے مقام مناسب پر مذکور ہو گی۔ پس جو کچھ اس حدیث میں وارد ہوا ہے کہ یہ صغیرہ گناہ تھا اور قبل نبوّت صادر ہُوا تھا اور اس قسم کے تمام درختوں کی ممانعت آدمؑ کو معلوم نہ تھی، یہ سب مخالفین کے مذہب کے موافق ہے شیعوں کے اصول سے ان کو کوئی تعلق نہیں ممکن ہے تقیہ کی بنا پر مذکور ہُوئی ہو یا بر سبیل تنزّل، یا صغیرہ سے مراد فعل مکروہ ہو۔ اور اس طرح کا فعل مکروہ پیغمبری کے بعد ان کے لیئے جائز نہ ہوگا۔ اور اس قسم کے مکروہات کا ارتکاب شیطان کے وسیلہ سے ہُوا ہوگا کیونکہ باوجود اس قرینہ کے کہ اس درخت کی نوع مُراد ہے اُس کا احتمال ہو سکتا ہے کہ وہی مخصوص درخت مراد ہو تو اس کا ارتکاب مکروہ ہوگا۔ اس کو میں نے تفصیل سے کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے۔ اس میں جو صاحب چاہیں ملاحظہ فرمائیں ۔ ۱۲ (منہ)

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی ظاہری طور پر علمائے عامہ کے مذہب کے موافق ہے جو پیغمبروں کو قبل بعثت معصوم نہیں سمجھتے۔ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ چونکہ بہشت آدمؑ کے لیئے تکلیف کی جگہ نہ تھی کیونکہ ان کو دُنیا میں مکلّف قرار دینے کے لیئے پیدا کیا تھا اس لیئے اس جگہ ان کے لیئے نہ گناہ تھا نہ معصوم ہونے کی ضرورت تھی، بلکہ بہشت کی تکلیفیں ان کی مصلحت اور ہدایت کے لیئے تھیں کہ اگر ایسا نہ کرو گے بہشت میں رہو گے با کراہت سے ممانعت تھی اور اُن کو آزاد چھوڑ دیا اور اس فعلِ مکروہ سے اُن کی محافظت نہ کی کیونکہ مصلحت اسی میں تھی کہ وہ زمین پر آئیں اُن سے جامہائے بہشت لے لینا اور ان کو برہنہ کرنا اور زمین پر بھیجنا اہانت وذلّت کے لیئے نہ تھا بلکہ اس لیئے تھا کہ وُہ زمین پر آئیں اور توبہ وتضرع اور اظہارِ ندامت شروع کریں تاکہ ان کا مرتبہ سابق سے اور زیادہ کیا جائے (اور اس لیئے بھی کہ بہشت کی نعمتوں کو بچشمِ خود دیکھ کر اپنی اولاد کو آگاہ کریں۔ مترجم) آیت سابقہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عصیاں اور ضلالت کی نسبت کے بعد اجتہاد ہدایت کا مرتبہ اُن کے واسطے ثابت کیا جائے۔ اور انہی آیات سے عاصیوں کو آزاد چھوڑ دینے کی مصلحتیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اس مقام پر عقلوں کو بے حد لغزشیں ہوتی ہیں اور اَولیٰ اور احوط یہ ہے کہ اس باب میں غور وفکر نہ کرنا چاہیئے ۔ ۱۲

فصلِ چہارم

حضرت آدمؑ و حواؑ کے زمین پر آنے، اُس کی کیفیت، اُن کی توبہ وغیرہ کا تذکرہ :-

حضرت رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جب آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی ان کو عرش کے قریب سے ایک منادی نے ندا دی کہ اے آدمؑ میرے جوارِ رحمت سے نکل جاؤ کیونکہ جو میری نافرمانی کرتا ہے وُہ یہاں نہیں رہ سکتا۔ یہ سُنکر آدمؑ روئے اور ملائکہ بھی روئے۔ پھر خدانے جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا تو وہ ان کو زمین پہ لائے۔ اُس وقت حضرت آدمؑ کا تمام جسم سیاہ ہوگیا۔ جب ملائکہ نے اُن کا یہ حال دیکھا فریاد و گریہ وزاری کی یہاں تک کہ اُن کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اور سب نے درگاہِ احدیث میں عرض کی کہ پالنے والے تونے ایک مخلوق پیدا کی اس میں اپنی برگزیدہ رُوح داخل فرمائی اور فرشتوں کو اس کے سجدہ کا حکم دیا اور ایک گناہ کے سبب سے ان کے جسم کی سفیدی کو سیاہی سے بدل دیا۔ اس وقت آسمان سے منادی نے ندا کی کہ اے آدمؑ آج اس پالنے والے کے لیئے روزہ رکھو وہ (چاند کی) تیرہؔ تاریخ تھی حضرت آدمؑ نے روزہ رکھا سیاہی کا تہائی حصّہ زائل ہوگیا پھر چودھویں تاریخ کو یہی آواز آئی پھر آدمؑ نے روزہ رکھا تو دو تہائی حصّہ سیاہی کا برطرف ہُوا۔ پندرھویں تاریخ کو پھر ندا آئی اور آدمؑ نے روزہ رکھا تو تمام بدن کی سیاہی دُور ہوگئی۔ اس سبب سے ان تینوں دنوں کو ایّام البیض کہتے ہیں۔ پھر منادی نے آسمان سے ندا کی کہ اے آدمؑ میں نے یہ تین روزے تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مقرّر کیئے۔ جو شخص ہر ماہ میں یہ تین روزے رکھے گا ایسا ہے کہ اس نے تمام عمر روزے رکھے۔ آدمؑ زانوں پر سر رکھے ہوئے نہایت محزون و غمگین بیٹھے تھے۔ خدانے جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اس رنج و اندوہ کا سبب پوچھا جواب دیا کہ ہمیشہ یُوں ہی غمگین رہوں گا یہاں تک کہ موت آئے۔ جبرئیلؑ نے کہا میں خدا کا رسول ہوں، خدانے بعد سلام کے فرمایا ہے کہ حَیَّاكَ اللّٰهُ وَبَیَّاكَ۔ آدمؑ نے کہا حیاک اللہ کے معنی تو جانتا ہوں یعنی خدا تم کو زندہ رکھے لیکن بیّاک کے کیا معنی ہیں؟ یعنی تم کو خوش رکھے۔ آدمؑ یہ سُنکر سجدہ میں جُھک گئے۔ پھر سر اُٹھا کر آسمان کی طرف بلند کیا اور دُعا کی کہ خداوندا میرے حُسن وجمال کو زیادہ کر۔ جب صبح ہُوئی اُن کے چہرہ پر نہایت سیاہ داڑھی نکلی ہوئی تھی۔ آدمؑ نے اُس پر ہاتھ پھیرا اور کہا خداوندا یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ داڑھی ہے جسے میں نے تمہاری اور تمہارے فرزندوں کی زینت قرار دی۔

بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ بہشت سے نیچے آئے اُن کے تمام جسم میں سر سے پیروں تک سیاہی پیدا ہوگئی تھی جس سے وُہ نہایت مغموم اور محزون ہُوئے اور بہت روئے۔ جبرئیلؑ نے اُن کے پاس آکر پُوچھا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے

ایام البیض کے روزوں کی فضیلت

کہا یہ سیاہی جو میرے تمام بدن میں ظاہر ہوگئی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا اُٹھو اور نماز پڑھو کہ یہ نمازِ اوّل کا وقت ہے۔ حضرتؑ نے نماز پڑھی ان کی سیاہی سر سے سینہ تک دفع ہوگئی۔ جب دوسری نماز کا وقت آیا۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ دوسری نماز کا وقت ہے۔ آدمؑ نے نماز ادا کی تو ان کے ناف تک کی سیاہی زائل ہوئی۔ پھر تیسری نماز کے وقت جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ نمازِ سوم کا وقت ہے جب وُہ نماز ادا کی تو اُن کے زانو تک کی سیاہی جاتی رہی۔ پھر چوتھے وقت آکر کہا کہ اے آدمؑ یہ چوتھی نماز کا وقت ہے۔ جب نماز ادا کی تو اُن کے پَیروں تک کی سیاہی برطرف ہُوئی۔ اسی طرح پانچویں نماز کے بعد اُن کے تمام بدن کی سیاہی دُور ہوگئی۔ آدم علیہ السّلام خدا کی حمد بجا لائے اور اس کا شکر ادا کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے آدمؑ اس نماز میں تمہارے فرزندوں کی مثال وہی ہے جو اس سیاہی میں تمہاری تھی۔ یعنی تمہاری اولاد سے جو شخص ہر شب و روز میں یہ پانچ نمازیں بجا لائیگا تو گناہوں سے اسی طرح پاک ہو جائے گا جس طرح آپ اس سیاہی سے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اثنائے طواف میں میرے پدرِ بزرگوار کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہُوا اور ان حضرتؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ سے تین سوال کرنا چاہتا ہوں جن کو سوائے آپ کے کوئی نہیں جانتا۔ حضرت نے سکوت فرمایا جب طواف سے فارغ ہُوئے اور حجرِ اسمٰعیل کے پاس آئے دُو رکعت نماز ادا کی۔ فارغ ہوکر دریافت کیا، کہ وُہ شخص کہاں ہے جس نے سوال کیا تھا۔ وُہ حاضر ہُوا اور میرے پدرِ بزرگوار کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور سوال کیا کہ جب ملائکہؑ نے خلقتِ آدمؑ پر اعتراض کیا اور خداوندِ عالم نے اُن پر عتاب فرمایا تو پھر کس طرح اُن سے راضی ہُوا؟ فرمایا کہ فرشتوں نے سات سال عرش کے گرد طواف کیا اور دُعا و استغفار کرتے رہے اس سبب سے خدا راضی ہُوا اُس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر پُوچھا کہ آدمؑ سے خدا کیوں کر راضی ہُوا؟ ارشاد فرمایا کہ جب آدمؑ زمین پہ آئے تو ہند میں آئے تھے۔ انہوں نے اپنے پروردگار سے جو اُس گھر کا خالق ہے دُعا کی۔ خدانے ان کو حکم دیا کہ اس مکان کے پاس آئیں اور سات مرتبہ طواف کریں اور منیٰ اور عرفات میں جاکر تمام مناسکِ حج بجا لائیں۔ وہ ہندوستان سے مکّہ میں آئے جس جس مقام پر اُن کے قدم ہائے مُبارک پڑے وُہ زمین آباد ہوگئی بقیہ زمین صحرا و میدان رہ گئی۔ پھر خانہ کعبہ کے گرد سات بار طواف کیا اور تمام مناسکِ حج بجا لائے جس طرح خدانے اُن کو حکم دیا تھا۔ اس سبب سے خدانے اُن کی توبہ قبول کی اور اُن کو بخش دیا۔ آدمؑ کے سات طواف ملائکہ کے سات سال کے برابر ہیں جو عرش کے گرد وُہ کرتے رہے۔ اس وقت جبرئیلؑ نے آدمؑ سے کہا کہ مُبارک ہو آپ کو خدانے بخش دیا اور میں آپ سے تین ہزار سال پہلے اس گھر کا طواف کر چکا ہوں۔ آدمؑ نے عرض کی پروردگارا

مجھ کو اور میری ذریت کو بخش دے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن میں سے جو مجھ پر اور میرے رسُولوں پر ایمان لائے گا اس کو بخشوں گا۔ سائل نے کہا یا حضرت آپ نے صحیح فرمایا، اور چلا گیا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے فرمایا کہ یہ جبرئیلؑ تھے تمہارے معالم دین تمہیں تعلیم کرنے آئے تھے [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ زمین پر آنے کے بعد سو سال تک خانۂ کعبہ کا طواف کرتے رہے اس اثنا میں حواؑ کی طرف نظر نہیں کی اور بہشت کے فراق میں اس درجہ روئے کہ آپ کے روئے مُبارک کے دونوں طرف آنسوؤں کی دو نہریں جاری تھیں۔ اس وقت جبرئیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا حَيَّاكَ اللّٰهُ وَبَيَّاكَ ۔ جب حیّاک اللہ کہا ان کے چہرہ پر فرحت و مسرّت کے آثار نمایاں ہُوئے۔ وُہ سمجھ گئے کہ خدا اُن سے راضی ہُوا۔ اور جب بیّاک کہا تو آدمؑ خندہ زن ہُوئے اور خانہ کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہُوئے اس وقت اس پر اونٹ اور گائے کے چمڑہ کا پردہ پڑا ہُوا تھا اور کہا۔ اَللّٰهُمَّ اَقِلْنِيْ عَثْرَتِيْ وَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَاَعِدْنِيْ اِلَى الدَّارِ الَّتِيْ اَخْرَجْتَنِيْ مِنْهَا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا گناہ میں نے بخش دیا تمہاری لغزش سے درگزر کی اور تم کو پھر اسی جگہ یعنی بہشت میں پہنچا دوں گا جہاں سے تم کو علیحدہ کیا ہے۔

مخالفین نے متعدد سندوں کے ساتھ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسُولِ خداؐ سے ان کلمات کو دریافت کیا جو آدمؑ نے اپنے پرُوردگا سے سیکھے تھے اور جن کے سبب سے اُن کی توبہ قبول ہُوئی۔ فرمایا کہ محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین صلوات اللہ علیہم اجمعین کا واسطہ دے کر دُعا کی کہ میری توبہ قبول ہو تو خدا نے ان کی توبہ قبول کی اور اس مضمون پر عامہ و خاصّہ کے طریقہ سے بہت سی حدیثیں منقول ہیں ان میں سے بعض کا ذکر انشاء اللہ کتاب امامت میں آئے گا۔

دُوسری سندوں سے علمائے خاصہ و عامہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق کر کے اپنی رُوح اُن کے جسم میں داخل کی تو آدمؑ کو چھینک آئی۔ خدا نے اُن کو الہام کیا تو انہوں نے الحمدللہ ربّ العالمین کہا؛ خدا نے جواب میں يَرْحَمُكَ رَبُّكَ فرمایا۔ جب ملائکہ نے اُن کو سجدہ کیا تو اُنہوں نے کہا پروردگارا تُو نے کوئی مخلوق ایسی پیدا کی ہے جو تیرے نزدیک مجھ سے زیادہ محبُوب ہے، کوئی جواب نہ ملا۔ دُوسری مرتبہ پُوچھا، پھر کوئی جواب نہ آیا جب تیسری مرتبہ سوال کیا حق تعالےٰ نے فرمایا کہ بے شک چند مخلوق ہیں کہ اگر وُہ نہ ہوتے تو اے آدمؑ تجھ کو نہ پیدا کرتا۔ عرض کی بارالٰہا ان کو مجھے دکھا دے۔ حق تعالےٰ نے ملائکۂ حجاب کو وحی فرمائی کہ تمام حجابات اُٹھا دیں۔ حجابات اُٹھا دیئے گئے تو پانچ انوار عرش کے سامنے نظر آئے۔ پُوچھا پالنے والے یہ کون ہیں؟ فرمایا کہ اے آدمؑ یہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرا پیغمبر ہے،

[1] تیسرا سوال روایت میں درج نہیں ہے۔ ۱۲ (مترجم)

اور یہ علی امیرالمومنینؑ ہے اور یہ فاطمہؑ میرے پیغمبرؐ کی دختر ہے اور یہ دونوں حسنؑ اور حسینؑ پسرانِ علیؑ اور میرے پیغمبرؐ کے فرزند ہیں۔ اور اے آدمؑ یہ تیرے فرزندوں میں ہیں۔ آدمؑ یہ سُنکر مسرور ہوئے اور جب اُس غلطی کے مرتکب ہُوئے تو بارگاہِ احدیّت میں عرض کی کہ پالنے والے میں تجھ کو محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین صلوات اللہ علیہم کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اس سبب سے خدا نے ان کو معاف فرمایا یہ ہیں فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۔ کے معنی۔ جب آدمؑ زمین پر آئے تو ایک انگوٹھی بنائی اور اُس پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَعَلِيٌّ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ نقش کیا۔ اور آدمؑ کی کنیت ابو محمدؐ تھی۔

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ نے کہا پروردگارا تجھ کو محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین صلوات اللہ علیہم کی قسم دیتا ہوں کہ میری توبہ قبول کر حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی کہ اے آدمؑ محمدؐ کو کس طرح جانتے ہو؟ عرض کی جب تُو نے مجھے خلق کیا میں نے سر اُوپر اُٹھایا تو عرش پر محمدؐ رسول اللہ علی امیرالمومنینؑ لکھا ہوا دیکھا۔

دوسری حدیث صحیح سند کے ساتھ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جن کلمات کے ذریعہ سے آدمؑ نے دُعا کی اور اُن کی توبہ قبول ہوئی یہ تھے: اَللّٰهُمَّ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ اِنِّيْ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ اِنِّيْ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ہ

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ بندۂ مومن کو چاہیئے کہ جب خواب سے بیدار ہو تو ان کلمات کو کہے جو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے سیکھے تھے۔ اور وُہ یہ ہیں: سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ سَبَقَتْ رَحْمَتُكَ غَضَبَكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ط

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے روزِ میثاق آدمؑ پر اُن کی ذریّت کو پیش کیا۔ حضرت رسولِ خداؐ امیرالمومنینؑ کے ساتھ اُن کی طرف گذرے حضرت فاطمہؑ ان کے پیچھے اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ ان کے پیچھے تھے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ ہرگز ان کی طرف بنگاہِ حسد نہ دیکھنا ورنہ تم کو اپنے جوارِ رحمت سے باہر کر دوں گا جب خدا نے ان کو بہشت میں ساکن کیا اُن کے سامنے محمدؐ و علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین صلوات اللہ علیہم ظاہر ہُوئے انہوں نے ان بزرگواران پر حسد[1] کی نگاہ کی۔ اس وقت ان کی محبّت و ولایت آدمؑ پر پیش ہُوئی جس کو قبول کرنا مناسب تھا مگر انہوں نے نہیں کیا۔ بہشت نے اپنی پتیاں اُن پر پھینکیں جب بارگاہِ احدیت میں حسد سے توبہ کی اور ان بزرگواروں کی ولایت کا پورے طور پر اقرار کیا اور

[1] قول مؤلف میں حسد کی تاویل گذر چکی یعنی غبطہ۔ ۱۲ (مترجم)

بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوات اللہ علیہم دعا کی تو حق تعالیٰ نے اُن کو معاف کیا یہ ہیں وُہ کلمات جو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے سیکھے۔

بسندِ معتبر حضرت امیر المومنین علی علیہ السّلام سے منقول ہے کہ وُہ کلمات یہ تھے کہ آدمؑ نے کہا خداوندا میں بحقِ محمدؐ و آل محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تُو نے محمدؐ کو کیوں کر پہچانا؟ عرض کی مَیں نے ان کے نام کو تیرے بزرگ سراپردہ پر لکھا ہُوا دیکھا جس وقت کہ مَیں بہشت میں تھا [1]

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بہت رونے والے پانچ نفوس گزرے ہیں، آدمؑ و یعقوبؑ و یوسفؑ و حضرت فاطمہؑ و امام زین العابدین علیہم السّلام۔ آدمؑ اس قدر بہشت کی جُدائی میں روئے کہ ان کے دونوں رخساروں پر آنسوؤں کی دو نہریں جاری ہوگئیں۔

حضرت رسُولؐ سے منقول ہے کہ آدم علیہ السّلام روزِ جمعہ کو زمین پر تشریف لائے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خدا نے حضرت آدم علیہ السّلام کو بہشت سے زمین پر بھیجا ایک سو بیس درخت اُن کے ہمراہ کیئے۔ چالیس درخت اُن میں سے ایسے تھے جن کے پھلوں کے اندرونی و بیرونی سب حصّے کھائے جا سکتے ہیں۔ اور چالیس ایسے تھے جن کے صرف بیرونی حصّے کھائے جا سکتے ہیں اور اندرونی حصّے پھینک دیئے جاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السّلام اپنے ساتھ ایک تھیلی بھی لائے تھے جس میں ہر چیز کے بیج تھے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ابن ابی نصر نے حضرت امام رضاؑ سے سوال کیا کہ کیونکر پہلے پہل بُوئے خوشگوار پیدا ہُوئی۔ فرمایا کہ تمہارے ہم جلیس اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کی وُہ کہتے ہیں کہ آدمؑ جب زمینِ ہند پر بہشت سے تشریف لائے تو اس کی مفارقت پر گریہ فرمایا اُن کے آنسوؤں سے زمین میں گڑھے ہو گئے اسی سے خوشبو پیدا ہُوئی۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ حواؑ نے اپنے گیسوؤں کو درختانِ بہشت کی پتیوں سے معطّر کیا تھا۔ جب زمین پر آئیں بعد اس کے جبکہ مصیبت میں مُبتلا ہوئی تھیں تو خونِ حیض دیکھا اور غسل پر مامور ہوئیں۔ جب اپنے گیسو کھولے حق تعالیٰ نے ایک ہَوا بھیجی اس نے ان بہشتی پتیوں کو منتشر کیا۔ اور جس جس جگہ خدا کی مرضی تھی پہنچا دیا۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کوہِ صفا کو اس لئے صفا کہتے ہیں کہ مصطفٰے برگزیدہ یعنی آدم علیہ السّلام اُس پر نازل ہُوئے اس وجہ سے اس پہاڑ کے لیئے

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ ان روایات میں کوئی منافات نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سب واقع ہُوا ہو اور ان تمام بزرگواروں کو ان کی توبہ کی مقبولیت میں دخل ہو۔ ۱۲ منہ

آدمؑ کے نام سے ایک نام مشتق کیا جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَ نُوْحًا۔ اور حضرت حوّاؑ کوہِ مَروہ پر نازل ہوئیں اس لیئے اس کو مَروہ کہتے ہیں کیونکہ مَروہ (عورت) اس پر نازل ہوئی اسی لیئے اس کا نام عورت کے نام سے مشتق کیا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک مرد شامی نے حضرت امیر المومنینؑ سے سوال کیا کہ روئے زمین پر گرامی ترین وادی کون ہے فرمایا کہ جس کو سراندیپ کہتے ہیں۔ آسمان سے اسی وادی پر آدمؑ اُترے تھے۔ [1]

بسند معتبر بکیر سے منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے اُس سے دریافت کیا کہ آیا تو جانتا ہے کہ حجرِ اسود کیا تھا؟ بکیر نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ وُہ خدا کا ایک فرشتہ بزرگ تھا۔ جب حق تعالیٰ نے فرشتوں سے عہد لیا تو سب سے پہلے جو ایمان لایا اور جس نے اقرار کیا وہی فرشتہ تھا۔ خدا نے اس کو اپنی تمام مخلوق پر اپنا امین قرار دیا اور میثاق اس کے سپرد کیا اور مخلوق کو حکم دیا کہ ہر سال اس کے نزدیک حج کرنے کا اقرار کیا کریں۔ جب آدمؑ سے لغزش ہُوئی اور انہوں نے اس عہد و میثاق کو فراموش کیا جسے خدا نے ان پر اور ان کی اولاد پر محمدؐ اور ان کے وصی کے بارے میں قرار دیا تھا اور بہشت سے زمین پر بھیجے گئے تو مبہوت و حیران ہوئے۔ جب ان کی توبہ مقبول ہُوئی حق تعالیٰ نے اس مَلک کو ایک سفید موتی کی شکل میں بہشت سے آدمؑ کی جانب بھیجا وُہ اُس وقت زمینِ ہند میں تھے۔ جب آدمؑ نے اس کو دیکھا اس کی جانب کشش ہوئی لیکن اس سے زیادہ نہ سمجھ سکے کہ وُہ ایک جوہر ہے تو خدا نے اس پتھر کو گویا کیا۔ اس نے کہا اے آدمؑ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ کہا نہیں۔ اس نے کہا ہاں پہچانتے ہیں لیکن شیطان آپؑ پر غالب ہُوا اور اس نے خدا کی یاد آپ کے دل سے بھُلا دی۔ یہ کہہ کر وُہ اسی صورت میں تبدیل ہو گیا جس شکل میں آدمؑ کے ساتھ بہشت میں تھا۔ اور ان سے کہا کہ وہ عہد و میثاق کہاں گیا۔ آدمؑ اس کی طرف بڑھے پھر اُن کو وُہ اقرار یاد آیا اور روئے اور اس عہد کے لیئے خضوع اختیا کیا اور اس مَلک کو بوسہ دیا اور عہد و میثاق کو تازہ کیا۔ پھر حق تعالیٰ نے جوہرِ حجر کو پھر سفید اور صاف موتی کر دیا جس سے نُور ساطع تھا۔ حضرت آدمؑ نے اس کی تعظیم اور بزرگی کے لیئے اس کو اپنے کاندھے پر

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ آدمؑ و حوّاؑ کے نازل ہونے کی تعیین میں حدیثیں مختلف ہیں۔ بہت سی معتبر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آدمؑ کوہِ صفا پر اور حوّاؑ کوہِ مَروہ پر نازل ہوئیں۔ اور بہت سی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں ہندوستان میں نازل ہُوئے۔ علمائے عامہ میں یہ مشہور ہے کہ آدمؑ سراندیپ کے ایک پہاڑ پر نازل ہُوئے جس کو نود کہتے ہیں اور حوّاؑ جدّہ میں نازل ہوئیں۔ لہٰذا اگر ہندوستان کے بارے میں خبریں تقیہ پر محمول ہوں تو بعید نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ پہلے ہندوستان میں نازل ہُوئے ہوں پھر مکہ میں داخل ہونے کے بعد صفا و مروہ پر قیام کیا ہو جیسا کہ بعد کی حدیثوں سے ظاہر ہے۔ ۱۲

اُٹھا لیا۔ جب وُہ تھک جاتے تھے جبرئیلؑ اُن سے لے کر اُٹھائے رکھتے تھے یہاں تک کہ اُس کو مکہ میں لائے اور ہمیشہ اُس سے اُنس رکھتے تھے اور اس کے نزدیک ہر شب و روز عہد کو تازہ کرتے تھے۔ جب حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو زمین پر بھیجا کہ کعبہ کی بنا کریں وُہ رُکن حجر اور دروازۂ مکان کے درمیان نازل ہوئے اور آدمؑ کے سامنے اسی مقام پر ظاہر ہُوئے جہاں کہ وُہ اس وقت تھے اور اُس حجر سے عہد و میثاق کر رہے تھے لہٰذا اسی مقام پر میثاق کو ملک کے سپرد کیا۔ اسی سبب سے حجر کو اسی رکن میں نصب کر کے وہیں چھوڑ دیا، اور آدمؑ کو خانہ کعبہ کی جگہ سے کوہِ صفا کی طرف اور حوّاؑ کو مروہ کی جانب پہنچایا۔ حضرت آدمؑ نے خدا کی تکبیر و تہلیل و تمجید کی۔ اسی سبب سے یہ سُنّت جاری ہُوئی کہ کوہِ صفا پر رُکن کی طرف مُنہ کر کے جہاں حجر ہے اللہ اکبر کہیں۔

حدیث معتبر میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ آدمؑ کو بہشت سے صفا پر اتارا اور حوّاؑ کو مروہ پر۔ حوّاؑ نے بہشت میں اپنے گیسُو سنوارے تھے جب زمین پر آئیں کہنے لگیں کہ میں اس زیب و زینت سے کیا اُمید رکھوں حالانکہ پروردگارِ عالم کے عتاب میں ہوں۔ پھر اپنے گیسو کھول ڈالے جن سے وُہ خوشبو پھیلی جو بہشت میں گیسو سنوارنے میں استعمال کیا تھا۔ ہَوا نے اس کو تمام ہندوستان میں پھیلا دیا، اسی سبب سے ہندوستان میں خوشبو بہم پہنچی۔ دُوسری حدیث میں فرمایا کہ جب حوّاؑ نے اپنے گیسو کھولے حق تعالیٰ نے ایک ہَوا بھیجی جس نے اُن کے گیسوؤں کی خوشبو زمین پر مشرق سے مغرب تک پھیلا دی۔

بسندِ معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت رسُولِ خدا سے دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے کتّے کو کس چیز سے پیدا کیا؟ فرمایا شیطان کے آبِ دہن سے۔ پُوچھا کس طرح؟ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ و حوّاؑ کو جب زمین پر بھیجا وُہ کانپتے ہُوئے دو چوزوں کی طرح پڑے تھے تو ابلیس ملعون درندوں کے پاس دوڑا جو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے زمین پر موجود تھے۔ اور کہا کہ دو مُرغ آسمان سے زمین پر گرے ہیں جن سے بڑے مُرغ کسی نے نہیں دیکھے، چل کر ان کو کھاؤ۔ درندے اُس کے ساتھ دوڑے۔ ابلیس ان کو تحریص کرتا تھا اور آواز دیتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ فاصلہ کم ہے اب قریب پہنچ گئے۔ اس نرمی کے ساتھ گفتگو میں اس کا آبِ دہن زمین پر گرا۔ پس خدا نے اس سے دو کتّے خلق کیے ایک نر اور دوسری مادہ۔ نر ہندوستان میں آدم علیہ السّلام کے پاس کھڑا ہُوا اور سگ مادہ جدّہ میں حضرت حوّا علیہا السّلام کے پاس استادہ ہوئی، اور درندوں کو ان کے نزدیک نہیں آنے دیا۔ اُسی روز سے درندے کتّوں کے اور کتّے درندوں کے دشمن ہیں۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بہشت میں آدمؑ و حوّاؑ کا قیام دُنیا کی ساعتوں سے سات گھڑی رہا یہاں تک کہ درختِ ممنوعہ سے کھایا۔ تو خدا نے اُسی روز اُن کو زمین پر بھیج دیا۔ آدمؑ نے عرض کی پروردگارا قبل اس کے کہ تُو مجھ کو خلق کرے یہ گناہ اور جو کچھ کہ مجھ پر آئندہ واقع ہو گا کیا تُو نے مقدر کر دیا تھا یا اس بارے میں مجھ پر شقاوت غالب ہوئی جو مجھ سے صادر ہُوا؟ فرمایا کہ اے آدمؑ میں نے تجھے پیدا کیا اور تعلیم دی اور تجھے اور تیری زوجہ کو بہشت میں ساکن کیا۔ لیکن میری نعمت اور قوتِ جوارح کے سبب سے جیسے میں نے تجھ کو عطا کیا تُو نے میری معصیت پر قدرت پائی حالانکہ تُو میری نگاہوں سے پوشیدہ نہ تھا اور میرا علم تیرے فعل کو احاطہ کیئے تھا۔ آدمؑ نے کہا پروردگارا مجھ پر تیری حجّت قائم ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھے پیدا کیا تیری صورت درُست کی، فرشتوں کو تیرے سجدہ کا حکم دیا اور تیرا نام اپنے آسمانوں پر بلند کیا اور تیری ابتدا بزرگی سے کی۔ تجھ کو اپنی بہشت میں ساکن کیا۔ اور یہ سب میں نے تجھ سے اپنی خوشنودی کے واسطے اور اس لیئے کیا کہ ان نعمتوں کے ذریعہ سے تیرا امتحان لوُں۔ کیونکہ یہ سب نعمتیں تجھ کو بغیر کسی عمل کے میں نے عطا کی تھیں۔ آدمؑ نے کہا خداوندا خیر تیری طرف سے ہے اور شر میری طرف سے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ میں خداوند کریم ہوں خیر کو شر سے پہلے پیدا کیا اور رحمت کو اپنے غضب سے قبل، اور ذلیل کرنے پر گرامی رکھنے کو مقدم کیا اور عذاب کرنے سے پہلے حجت تمام کرنا لازم قرار دیا اے آدمؑ کیا تجھ کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور نہیں کہا تھا شیطان تیرا اور تیری زوجہ کا دشمن ہے اور کیا تم دونوں کو قبل اس کے کہ تم بہشت میں داخل ہو شیطان سے پرہیز کے لیئے نہیں کہا تھا اور کیا یہ نہیں بتا دیا کہ اگر اُس درخت سے کھاؤ گے تو اپنے نفس پر ظلم کرو گے اور میرے گنہگار ہو گے۔ اے آدمؑ ظالم و عاصی بہشت میں میرا ہمسایہ نہیں ہو سکتا۔ عرض کی اے پالنے والے ہم پر تیری حجّت تمام ہے۔ ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور نافرمانی کی۔ اگر تُو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کریگا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔ جب اپنے پروردگار سے انہوں نے اپنے گناہ کا اقرار کیا اور اعتراف کیا کہ خدا کی حجت ان پر تمام ہے تو خداوند رحمان و رحیم کی رحمت نے ان کو گھیر لیا اور اُن کی توبہ قبول فرمائی۔ ارشاد کیا کہ اے آدمؑ تم اور تمہاری زوجہ نیچے زمین پر جاؤ اگر اپنے عمل کی اصلاح کرو گے تمہاری اصلاح کروں گا۔ اگر میرے لیئے کوئی کام کرو گے تم کو قوّت دوں گا۔ اور اگر میری خوشنودی کا قصد کرو گے میں تمہاری خوشنودی میں عجلت کروں گا۔ اگر مجھ سے خائف رہو گے میں تم کو اپنے غضب سے بے خوف کرونگا آدمؑ و حوّاؑ یہ سُنکر روئے۔ اور عرض کی خداوندا ہماری مدد کر تاکہ ہم اپنی اصلاح

کریں اور عمل کریں جو تیری خوشنودی کا سبب ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کبھی تم سے بدی ہو جائے توبہ کرلیا کرو تاکہ میں تمہاری توبہ قبول کروں۔ اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں۔ آدم علیہ السلام نے کہا خداوندا اچھا تو ہم کو پیچھے اپنی رحمت سے اپنے محبوب ترین قطعۂ زمین پر پہنچا دے۔ خدا نے جبرئیلؑ کو وحی فرمائی کہ ان کو بابرکت شہر مکّہ کی طرف لے جاؤ۔ جبرئیل علیہ السلام نے آدمؑ کو کوہِ صفا پر اور حوّاؑ کو کوہِ مروہ پہ اُتارا۔ دونوں کھڑے ہوئے اور سر آسمان کی جانب کرکے گریہ وزاری میں مشغول تھے، خدا کی طرف سے اُن کو آواز آئی کہ کیوں روتے ہو جب کہ میں تم سے راضی ہوں۔ عرض کی پالنے والے ہم اپنے گناہ کے سبب سے روتے ہیں اسی کے سبب سے ہم اپنے پروردگار کے جوارِ رحمت سے الگ ہوئے، ہم سے تسبیح و تقدیسِ ملائکہ مخفی ہوئی ہم پر ہماری شرمگاہیں ظاہر ہوئیں، ہمارے گناہ ہی نے ہم کو کھیتی باڑی اور آب و غذا کی مشقت میں ڈالا۔ ہم کو شدید وحشت ہو رہی ہے اس جُدائی کے سبب سے جو ہمارے درمیان واقع ہوئی ہے تو خداوندِ رحمٰن و رحیم نے ان پر رحم کیا اور جبرئیلؑ کو وحی کی کہ میں نے آدمؑ و حوّاؑ پر رحم کیا۔ چونکہ انہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور اپنی تکلیف کی شکایت کی لہٰذا ان کے لیے بہشت سے ایک خیمہ لے جاؤ اور اُن کو بہشت کی جُدائی میں تعزیت دو اور صبر کی ترغیب دو۔ اور اس خیمہ میں آدمؑ و حوّاؑ کو جمع کردو کیونکہ میں نے اُن کے رونے کے سبب سے اُن پر رحم کیا، اور اُن کی وحشت و تنہائی پر ترس کھایا۔ اور ان کے لیے اس خیمہ کو اس بلندی پر نصب کرو جو مکّہ کے پہاڑوں اور اس کی بنیادوں کے درمیان واقع ہے جس کو اکثر فرشتوں نے بلند کیا ہے، جبرئیل علیہ السلام خیمہ لائے وہ کعبہ کی بنیادوں اور اس کے ارکان کے برابر تھا اس کو اسی جگہ برپا کیا اور آدمؑ کو کوہِ صفا سے اور حوّاؑ کو کوہِ مروہ سے نیچے لائے اور دونوں کو خیمہ میں یکجا کیا۔ خیمہ کا ستون یاقوتِ سُرخ کا تھا جس کے نور و روشنی سے مکّہ کی تمام پہاڑیاں اور اس کے قرب و جوار روشن ہوگئے۔ وہ روشنی ہر طرف سے حرم کی اونچائی کے برابر بلند ہوئی اور حرمت خیمہ اور ستون کے سبب سے حرم محترم ہوا کیونکہ بہشت سے یہ لائے گئے تھے اسی سبب سے حق تعالیٰ نے نیکیوں کو حرم میں زیادہ قرار دیا ہے اور اس کے نزدیک گناہوں کو بھی زیادہ سخت گردانا ہے اور خیمے کی طنابوں کو اس کے گرد مسجد الحرام کے برابر کھینچا۔ اس کی میخیں بہشت کی شاخوں کی تھیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ بہشت کے طلائے خالص کی تھیں۔ اور اس کی طنابیں بہشت کی ارغوانی ڈوریوں کی تھیں۔ خدا نے جبرئیلؑ کو وحی کی کہ ستّر ہزار فرشتوں کو زمین پر لے جائیں جو سرکشانِ جن سے خیمہ کی حفاظت کریں اور آدمؑ و حوّاؑ کے مونس ہوں اور خیمہ کی تعظیم کے لیے اس کے گرد طواف کریں۔ ملائکہ نازل ہوئے

اور خیمہ کے نزدیک قیام کیا اور سرکش و مغرور شیاطین سے اس کی حفاظت میں مشغول ہوئے اور خیمہ اور کعبہ کے گرد ہر شب و روز طواف کرتے رہے جس طرح کہ آسمان پر بیت المعمور کے گرد طواف کرتے تھے۔ ارکانِ کعبہ زمین پر بیت المعمور کے برابر ہیں جو آسمان پر ہے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو وحی کی کہ آدمؑ و حوّاؑ کے پاس جاکر ان کو میرے گھر کی بنیادوں سے دُور کردو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ فرشتوں کے ایک گروہ کو زمین پر بھیجوں جو میرے گھر کی بنیادوں کو ملائکہ اور اولادِ آدمؑ میں سے میری تمام مخلوق کے لیے بلند کریں۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے، آدمؑ و حوّاؑ کو خیمہ سے باہر لائے اور خانہ کعبہ سے دُور آدمؑ کو صفا پر اور حوّاؑ کو مروہ پر پہنچا دیا اور خیمہ کو آسمان پر لے گئے۔ آدمؑ و حوّا علیہم السلام نے کہا اے جبرئیلؑ کیا خدا کے غضب کے سبب سے تم نے ہم کو اُس مکان سے علیحدہ کیا اور ہم میں جُدائی ڈالی یا خدا کی خوشنودی کے باعث ہمارے لیے ایسی مصلحت سمجھی گئی اور مقدر ہوئی ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا غضب اور غصّہ کے سبب سے نہیں ہے لیکن خدا جو کچھ کرتا ہے اس کی بارگاہ میں کسی کو سوال کرنے کا حق نہیں ہے۔ اے آدمؑ خدا نے جن ستر ہزار فرشتوں کو زمین پر بھیجا کہ تمہارے مونس ہوں اور بنیادِ خانہ و خیمہ کے گرد طواف کریں، انہوں نے خدا سے سوال کیا کہ خیمہ کے بجائے ان کے لیے بیت المعمور کے مقابل ایک مکان کی تعمیر فرمائے جس کے گرد طواف کریں جس طرح کہ آسمان پر بیت المعمور کے گرد طواف کرتے تھے۔ پس خدا نے مجھ پر وحی کی کہ تم کو اور حوّاؑ کو اس جگہ سے دُور کردوں اور خیمہ کو آسمان پر لے جاؤں آدم علیہ السلام نے کہا میں تقدیرِ خدا اور اس کے حکم پر جو ہمارے حق میں جاری ہوا ہے راضی ہوں۔ لہٰذا آدمؑ صفا پر اور حوّاؑ مروہ پر رہتے تھے یہاں تک کہ آدمؑ کو حوّاؑ کی مفارقت سے وحشت اور بیحد تکلیف ہوئی۔ تو کوہِ صفا سے نیچے آئے اور کوہِ مروہ کی طرف شوق میں متوجہ ہوئے کہ حوّاؑ کو سلام کریں۔ اور اس وادی میں پہنچے جو صفا و مروہ کے درمیان تھی جہاں نشیب تھا۔ آدمؑ کوہِ صفا سے حوّاؑ کو دیکھتے تھے۔ جب وادی میں پہنچے تو نظروں سے کوہِ مروہ پوشیدہ ہوگیا اور حوّاؑ بھی چھپ گئیں تو آدمؑ اُس وادی میں اس خیال سے ڈرے کہ شاید راہ بھول گئے ہیں۔ وادی سے اُوپر آئے۔ مروہ پر پہنچے تو دوڑنا ترک کیا اور اُوپر چڑھ کر حوّاؑ کو سلام کیا پھر دونوں کعبہ کی طرف دیکھنے لگے کہ شاید اس کی بنیادیں بلند ہوئی ہوں۔ پھر خدا سے دُعا کی کہ ان کو اپنے مکانِ محترم میں واپس کردے۔ پھر آدمؑ مروہ سے نیچے آئے اور صفا پر پہنچ کر کھڑے ہوگئے۔ پھر کعبہ کی طرف رُخ کرکے دُعا کی۔ اس کے بعد پھر حوّاؑ کے مشتاق ہوئے اور کوہِ صفا سے نیچے آئے اور مروہ کی جانب چلے اسی طرح تین مرتبہ گئے اور واپس آئے۔ جب صفا پر پہنچے دُعا کی کہ خدا اُن کو اور حوّاؑ کو یکجا کردے اور حوّاؑ نے بھی یہی دُعا کی خدا نے اُسی وقت دونوں کی دُعائیں

قبول فرمائیں وُہ زوالِ آفتاب کا وقت تھا۔ جبرئیلؑ آدمؑ کے پاس آئے اور کہا کوہِ صفا سے نیچے آؤ اور حواؑ سے مُلاقات کرو۔ آدم علیہ السلام نیچے آئے اور مروہ کی طرف چلے اور دوڑتے ہُوئے حواؑ کے پاس پہنچے اور جو کچھ جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھا اُن کو اُس سے آگاہ کیا۔ دونوں بہت خوش ہُوئے اور خدا کا شکر و حمد بجا لائے اسی سبب سے سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان آدمؑ کی طرح سعی کرنا (دوڑنا) مقرر ہُوا۔ پھر جبرئیلؑ نے ان کو خبر دی کہ خدا نے ملائکہ کو زمین پر بھیجا ہے کہ صفا و مروہ کے اور طورِ سینا اور جبل السلام یعنی نجف اشرف کے ایک ایک پتھر سے خانۂ محترم کی بنیادوں کو قائم کریں۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو بھی فرشتوں کے ساتھ کعبہ کی تعمیر و تکمیل کا حکم دیا۔ جبرئیلؑ نے ان چار پتھروں کو ان کے مقام سے کھود کر نکالا اور جس مقام پر خدا کا حکم تھا رکھا اور خانہ کعبہ کے ارکان اور اُس کے نشانات انہی بنیادوں پر جیسا کہ خداوند جبار نے مقدر فرمایا تھا نصب کیا۔ پس خدا نے جبرئیل علیہ السلام کو وحی کی کہ اس مکان کو مکمل کریں اُس پتھر سے جو امانتاً کوہِ ابو قبیس میں سپرد ہے یعنی حجر الاسود سے۔ اور اس کے لیئے دو درگاہیں قرار دیں ایک مشرق کی طرف دُوسری مغرب کی جانب۔ جب جبرئیلؑ فارغ ہوئے ملائکہ نے اس کے گرد طواف کیا۔ آدم و حوا علیہما السلام نے بھی فرشتوں کو طواف کرتے دیکھ کر خود بھی سات مرتبہ طواف کیا۔ پھر وہاں سے چلے تاکہ کچھ چیز حاصل کرکے کھائیں۔ یہ اُسی روز ہُوا جس روز کہ زمین پر آئے تھے۔

بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ کوہِ صفا پر چالیس روز سجدے میں پڑے رہے اور بہشت اور جوارِ رحمتِ الٰہی سے جدائی پر روتے رہے۔ تو جبرئیلؑ نازل ہُوئے، اور رونے کا سبب پُوچھا۔ کہا کیوں کر نہ روؤں حالانکہ خدا نے اپنے جوارِ رحمت سے مجھ کو الگ کر دیا اور دُنیا میں بھیج دیا۔ کہا اے آدمؑ خدا سے توبہ کرو۔ پُوچھا کس طرح توبہ کروں، تو خدا نے اُن کے لیئے ایک نور کا قبہ کعبہ کے مقام پر نازل کیا جس سے مکّہ کے پہاڑوں پر حرم کے برابر نُور ساطع ہُوا تو خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ حرم کے گرد نشانات قائم کریں۔ پھر آٹھویں ذی الحجہ کو جبرئیلؑ آدمؑ کے پاس آئے اور کہا اٹھو۔ پھر ان کو حرم سے باہر لے جا کر کہا کہ غسل کریں اور احرام باندھیں۔ اور اُن کو احرام و تلبیہ کی کیفیت تعلیم کی۔ وُہ پہلی ذی القعدہ کو بہشت سے باہر آئے تھے۔ ان کو جبرئیلؑ آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھنے کے بعد منیٰ میں لے گئے رات وہیں قیام کیا۔ صبح ہُوئی تو عرفات کی جانب لائے۔ روزِ عرفہ ظہر کا وقت آیا تو اُن کو تلبیہ قطع کرنے اور غسل کرنے کا حکم دیا۔ جب نماز سے فارغ ہُوئے تو جبرئیلؑ نے کہا کہ عرفات میں کھڑے رہیں۔ پھر ان کلمات کی تعلیم دی جو اپنے پروردگار سے حاصل کیئے تھے

وُہ یہ ہیں :۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ غرض اسی طرح استادہ رہے اور آسمان کی جانب ہاتھ بلند کرکے درگاہِ الٰہی میں تضرع و زاری کرتے تھے۔ جب آفتاب غروب ہو گیا آدمؑ کو جبرئیلؑ مشعر میں لائے۔ اسی جگہ شب بسر کی۔ صبح ہوئی تو کوہِ مشعر الحرام پر کھڑے ہُوئے اور چند کلمات کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں رجوع ہُوئے۔ اس وقت خدا نے اُن کی توبہ قبول کی۔ پھر جبرئیلؑ علیہ السلام ان کو منیٰ میں لائے اور حکم دیا کہ سر منڈوائیں پھر ان کو مکّہ کی طرف واپس لائے جب جمرۂ اولیٰ کے پاس پہنچے شیطان ان کے راستہ میں آیا اور کہا اے آدمؑ کہاں کا ارادہ ہے جبرئیلؑ نے کہا کہ اس پر اللہ اکبر کہہ کہہ کر سات پتھر ماریں۔ جب ایسا کیا شیطان بھاگ گیا۔ پھر جمرۂ ثانی کے پاس سرِ راہ آدمؑ سے ملا۔ جبرئیلؑ نے کہا اُسی طرح پھر سات پتھر مارو۔ آدمؑ نے اس کو سات پتھر مارے اور اللہ اکبر کہتے گئے۔ شیطان بھاگ گیا۔ پھر تیسرے جمرہ کے پاس آیا۔ آدمؑ نے جبرئیلؑ کے کہنے سے پھر سات پتھر اس کی طرف پھینکے اور ہر پتھر کے ساتھ اللہ اکبر کہتے رہے پھر شیطان بھاگ گیا۔ تو جبرئیلؑ نے کہا اب ہرگز اس کو نہ دیکھو گے۔ پھر جبرئیلؑ آدمؑ کو کعبہ کی طرف لائے اور اُن کو حکم دیا کہ سات مرتبہ طواف کریں۔ پھر کہا کہ خدا نے تمہاری توبہ قبول فرمائی اور تمہاری زوجہ کو تم پر حلال کیا۔ جب آدم علیہ السّلام نے اپنے حج کو تمام کیا ملائکہ نے اُن سے ابطح میں ملاقات کی اور کہا اے آدمؑ تمہارا حج مقبول ہو۔ ہم نے تم سے دو ہزار سال قبل اس مکان کا حج کیا ہے۔ اور بموجب حدیثِ صحیح ملائکہ نے ان سے یہ بات اس وقت کی جب وُہ عرفات سے روانہ ہُوئے۔ اور دُوسری حسن حدیث میں فرمایا کہ جب آدمؑ طوافِ کعبہ کر رہے تھے اور اُن کی دُعا قبول ہونے والی تھی کہ جبرئیلؑ نے اُن سے کہا کہ اس جگہ اپنے گناہ کا اقرار کرو۔ آدم علیہ السّلام نے کہا خداوندا ہر عمل کرنے والے کے لیئے ایک اجر ہے میرے عمل کا کیا اجر ہے؟ حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی اے آدمؑ تیری اولاد میں سے جو شخص اس مکان تک آئے گا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا اس کو بخش دوں گا۔

بسندِ صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے کعبہ کی بنا دی اور اس کے گرد طواف کیا اور کہا کہ ہر عمل کرنے والے کے واسطے ایک اجر ہے۔ میں نے بھی عمل کیا ہے۔ وحی ہُوئی کہ اے آدمؑ سوال کرو۔ عرض کی بارالٰہا میرا گُناہ بخش دے ان کو

وحی پہنچی کہ تم بخشے گئے۔ عرض کی کہ میری ذریّت کو بھی بخش دے۔ وحی آئی کہ اے آدمؑ جو شخص ان میں سے تمہاری طرح اپنے گناہ کا اقرار کرے گا اُس کو بخش دُوں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آدمؑ کی نسل بڑھی اور اُن کی اولاد زیادہ ہوئی تو ایک روز لوگ اُن حضرتؑ کے پاس بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے حضرت آدم علیہ السلام خاموش تھے۔ لوگوں نے کہا اے پدر آپ کیوں خاموش ہیں؟ فرمایا جب حق تعالیٰ نے مجھے اپنے جوارِ رحمت سے علیحدہ کیا مجھ سے عہد لیا اور فرمایا کہ گفتگو کم کرنا تاکہ پھر میرے جوار کی طرف واپس ہو سکو۔

بسندِ معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ جب آدم و حوّا علیہما السلام سے ترکِ اُولیٰ صادر ہُوا تو خدا نے آدمؑ کو کوہِ صفا پر بھیجا۔ اسی لیئے اس کو صفا کہتے ہیں کیونکہ آدمؑ مُصطفےٰ برگزیدہ کا اُس پر نزول ہُوا۔ اور حوّاؑ کو کوہِ مروہ پر اُتارا اسی لیئے اُس کو مروہ کہتے ہیں کہ اس پر مَرْأَۃ یعنی عورت کا نزول ہُوا۔ آدمؑ نے سمجھا کہ میرے اور حوّاؑ کے درمیان اس لیئے جدائی ڈالی گئی کہ وُہ مجھ پر حلال نہ ہوں گی۔ لہٰذا آدمؑ نے حوّاؑ سے علیحدگی اختیار کی۔ دن کو کوہِ مروہ پر ان کے پاس آتے تھے اور رات کو واپس چلے جاتے تھے اس خوف سے کہ کہیں شہوت غالب نہ ہو جس وقت خدا ان پر وحی یا کوئی فرشتہ نہیں بھیجتا تھا وُہ حوّاؑ سے دل بہلاتے کیونکہ حوّاؑ کے سوا کوئی مونس نہ تھا۔ اسی لئے عورتوں کو نساء کہتے ہیں۔ چونکہ حوّاؑ آدمؑ کے لیئے باعثِ اُنس تھیں۔ خدا نے اُن پر احسان و انعام کیا کہ ان کو توبہ کی توفیق دی اور چند کلموں کی تعلیم دی۔ جب آدمؑ نے اُن کلمات کے ساتھ تکلم کیا خدا نے ان کی توبہ قبول کی اور جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا السّلام علیکؑ اے آدمؑ! بیشک خدا نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم کو مناسکِ حج تعلیم کروں تاکہ تم پاک ہو جاؤ۔ پھر ان کا ہاتھ پکڑا اور خانہ کعبہ کے پاس لائے۔ خدا نے ایک ابر بھیجا کہ خانہ کعبہ کی جگہ پر سایہ کرے اور وُہ ابر بیت المعمور کے برابر تھا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے آدم اس ابر کے سایہ کے گرد خط کھینچو کہ جلد تمہارے لیئے ایک بلّور کا گھر ظاہر ہوگا۔ جو تمہارا اور تمہاری اولاد کا قبلہ ہوگا۔ جب آدم علیہ السلام نے خط کھینچا خدا نے ان کے لئے ابر کے نیچے بلّور کا مکان ظاہر کیا اور حجرِ اسود کو بھیجا اور وُہ دُودھ سے زیادہ سفید اور آفتاب سے زیادہ نورانی تھا۔ چونکہ مشرکوں نے بھی اس پر ہاتھ پھیرا اس لیئے سیاہ ہو گیا۔ جبرئیلؑ نے آدمؑ سے کہا کہ حج کریں اور اپنے گناہ سے تمام مشاعر کے نزدیک آمرزش طلب کریں۔ اور بتایا کہ خدا نے ان کو بخش دیا اور کہا کہ جمرہ کے پتھروں کو مشعر سے اٹھا لیں۔ غرض جب جمروں کے قریب پہنچے

(تو مثل سابق سرِراہ شیطان کا آنا اور آدمؑ کا اس کو پتھر مارنا بیان کر کے فرمایا کہ) وہ رمیِ جمرات سے فارغ ہوئے اُن کو پہلے سے حکم کیا گیا تھا کہ خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کریں اور خدا کے لیئے تواضع و انکساری کے طور پر سر منڈوائیں۔ پھر حکم دیا کہ سات بار خانہ کعبہ کے گرد طواف کریں اور سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں، صفا سے ابتدا کر کے مروہ پر ختم کریں۔ اس کے بعد پھر خانۂ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کریں یہ طوافِ نساء ہے جس میں کسی محرم کو حلال نہیں ہے کہ عورتوں سے جماع کرے جب تک کہ طواف سے فارغ نہ ہو جائے۔ جب آدم علیہ السلام تمام اعمال بجا لائے جبرئیلؑ نے کہا کہ حق تعالےٰ نے تمہارا گناہ بخش دیا اور توبہ قبول فرمائی اور تمہاری زوجہ کو تم پر حلال کیا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے طواف کیا اور حجرِ اسود اور دَرْوازۂ خانۂ کعبہ کے درمیان دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا کہ آدمؑ کی توبہ اسی جگہ مقبول ہُوئی۔

دوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ جب آدمؑ نے حج کیا کس چیز سے ان کے بال تراشے گئے؟ فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام بہشت سے ایک یاقوت لائے تھے وُہ اُن کے سَر پر پھیرا گیا تو سب بال گر گئے۔

بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ زمینِ ہند پر آئے تو حجرِ اسود ان کی طرف گرا دیا گیا وُہ عرش کے سامنے یاقوتِ سُرخ کے مانند تھا۔ جب آدمؑ نے اُس کو دیکھا پہچان لیا۔ اُس کو بوسہ دیا پھر اُس کو اُٹھا کر مکہ کی طرف لائے۔ جب تھک جاتے تھے جبرئیلؑ اُن سے لے لیتے تھے۔ جب کبھی جبرئیلؑ ان کے پاس آتے تھے ان کو محزون و مغموم دیکھتے۔ ایک بار آدمؑ نے جبرئیلؑ سے شکایت کی۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ جب کبھی اندوہ و ملال ہو تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھو۔ عامّہ و خاصّہ نے وہب سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام بہشت سے نیچے ایک پہاڑ پر آئے جو زمینِ ہند کے پُورب میں تھا جس کو باسم کہتے تھے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا کہ مکّہ کو جائیں۔ زمین اُن کے لیئے پیچیدہ ہو گئی جہاں جہاں اُن کا قدم پڑا وُہ زمین آباد ہو گئی۔ آدمؑ دو سو سال تک بہشت کی جدائی پر روتا کیئے۔ پس خدا نے بہشت کے ایک خیمہ کے ذریعہ سے اُن کی تسلّی فرمائی جسے کعبہ کی جگہ پر نصب کیا وُہ خیمہ یاقوتِ سُرخ کا تھا، اُس میں سونے کے دو دروازے تھے ایک مشرق کی طرف دُوسرا مغرب کی طرف۔ اس میں سونے کی دو قندیلیں لٹکی ہُوئی تھیں جو نُور سے روشن تھیں اور رُکن یعنی حجر الاسود نازل ہُوا وُہ بہشت کا ایک سفید یاقوت تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی کُرسی نازل ہُوئی جس پر وُہ بیٹھے تھے وہ خیمہ خانۂ کعبہ کی جگہ پر

حضرت علی بن الحسینؑ سے منقول ہے کہ جب کبھی آدمؑ حوّاؑ سے مقاربت کا ارادہ کرتے تھے حرم سے باہر لے جاتے تھے پھر غسل کرکے حرم میں داخل ہوتے تھے۔

بسند صحیح منقول ہے کہ صفوان نے حضرت امام رضاؑ سے حرم اور اُس کے نشانات کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کہ جب آدمؑ بہشت سے کوہِ ابوقبیس پر نازل ہوئے اور لوگ کہتے ہیں کہ ہند میں اُترے تو خدا سے اپنی وحشت کی شکایت کی اور یہ کہ جو کچھ (آوازِ تسبیح و تہلیل) بہشت میں سُنتے تھے دُنیا میں نہیں سُنائی دیتی۔ حق تعالےٰ نے ایک یاقوت سُرخ بھیجا جس کو اُنہوں نے خانۂ کعبہ کی جگہ پہ رکھا۔ وُہ اس کے گرد طواف کرتے تھے۔ اس کی روشنی جہاں تک پہنچتی تھی اس مقام تک نشانات قائم کیئے تو حق تعالیٰ نے سب کو حرم قرار دے دیا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ خوشبو کی اصل کس چیز سے ہے؟ فرمایا کہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ راوی نے کہا کہ کہتے ہیں کہ آدمؑ بہشت سے آئے ان کے سر پر ایک تاج تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اُس سے زیادہ وُہ غم میں مشغول تھے کہ اُن کے سر پر تاج رہا ہو۔ پھر فرمایا کہ حوّاؑ نے قبل اس کے کہ درخت کا پھل کھائیں اپنے گیسوؤں کو بہشت کی ایک خوشبو سے معطّر کیا تھا۔ جب زمین پر آئیں اپنے سنوارے ہوئے گیسوؤں کو کھولا۔ خدا نے ایک ہَوا بھیجی جس نے اس خوشبو کو مغرب و مشرق تک پہنچا دیا۔ لہٰذا تمام خوشبوؤں کی اصل اسی سے ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ نے درختِ ممنوعہ کا پھل کھایا بہشت کے حُلّے آپ کے جسم سے اُتر گئے۔ آپ نے بہشت کے ایک پتّے سے اپنی ستر پوشی کی جب وُہ زمین پر آئے اس برگ کی خوشبو گھاسوں میں چسپیدہ ہوگئی۔ بادِ جنوب اس میں بسی ہُوئی مغرب کی طرف چلی۔ جب وہ ہند میں رُکی وہ خوشبو وہاں کے درختوں اور گھاسوں میں سرایت کر گئی اس طرح ہندوستان میں خوشبو کا وجود ہُوا۔ اور سب سے پہلے جس حیوان نے اس گھاس کو کھایا آہوئے مُشک تھا جس سے اس کا گوشت و خون تیار ہُوا اور وُہ خوشبو اس کی ناف میں جمع ہوگئی۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ پچیسویں ذی القعدہ کو رحمتِ خدا وسیع ہُوئی زمین کھینچی گئی اور بڑی ہُوئی اسی روز کعبہ نصب ہُوا اور آدم علیہ السّلام زمین پہ آئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کعبہ ایک بلند مقام تھا اور اس کی زمین سفید تھی جس سے آفتاب و ماہتاب کی طرح روشنی نمایاں تھی۔ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو وُہ زمین سیاہ ہوگئی۔ جب آدمؑ زمین پر آئے حق تعالےٰ نے تمام زمین کو اُن کے لئے بلند

نصب تھا یہاں تک کہ آدم علیہ السّلام نے رحلت فرمائی تو خدا نے اس خیمہ کو آسمان پر اُٹھا لیا اس کی جگہ پر فرزندانِ آدمؑ نے مٹی اور پتھر کا گھر بنایا وُہ ہمیشہ معمُور رہا اور طوفانِ نوحؑ میں غرق نہیں ہُوا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السّلام مبعوث ہوئے [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ کا آسمان میں ایک فرشتہ مخصوص دوست تھا۔ جب وُہ زمین پر آئے اس مَلک کو وحشت ہُوئی اس نے خدا سے شکایت کی اور اجازت طلب کی کہ زمین پر جا کر آدمؑ سے مُلاقات کرے۔ جب وہ زمین پر آیا دیکھا کہ وُہ ایک بیابان میں بیٹھے ہیں۔ جب آدمؑ کی نگاہ اس پر پڑی ہاتھ اس کے سر پر پھیرا اور ایک نعرہ کیا جس کو تمام مخلوق نے سُنا۔ اس فرشتہ نے کہا کہ اے آدمؑ تم نے اپنے پروردگار کی معصیت کی اور وُہ بوجھ اٹھایا جس کی طاقت تم کو نہ تھی۔ کیا تم جانتے ہو کہ خدا نے تمہارے حق میں ہم سے کیا کہا تھا اور ہم نے اُس کو اسی پر رد کر دیا تھا۔ کہا نہیں۔ فرشتہ نے کہا کہ خدا نے ہم سے کہا تھا کہ میں زمین میں خلیفہ بناؤں گا۔ ہم سب نے کہا کہ آیا تو زمین میں اُس کو خلیفہ قرار دے گا جو فساد اور خونریزی کرے خدا نے تم کو خلق اسی لیئے کیا کہ تم زمین میں رہو۔ یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ آسمان میں رہو، حضرت صادقؑ نے تین بار فرمایا کہ واللہ اس نے اس گفتگو سے آدمؑ کی تسلّی کر دی۔

حضرت رسُولؐ سے منقول ہے کہ شیطان پہلا شخص ہے جس نے گانا گایا اور نغمہ شتربانی ایجاد کیا اور نوحہ کیا۔ جب آدمؑ نے درخت ممنوعہ سے کھایا شیطان نے گانا شروع کیا۔ جب خدا نے اُن کو بہشت سے زمین پر بھیجا اُس نے حُدی (نغمہ شتربانی) شروع کیا۔ جب وُہ بھی زمین پر نکال دیا گیا، تو بہشت کی نعمتوں کو یاد کرکے نوحہ کیا۔

دُوسری حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ و یوسفؑ اور داؤدؑ کی طرح کسی نے گریہ نہیں کیا۔ پُوچھا کہ ان کا گریہ کس حد تک تھا؟ فرمایا کہ آدمؑ جس وقت بہشت سے زمین پر بھیجے گئے ان کا سر ان کی بلندی قامت کے سبب سے آسمان کے ایک دروازہ میں تھا وُہ اس قدر روئے کہ اہلِ آسمان ان کی صدائے گریہ سے بے چین ہوگئے اور خدا سے شکایت کی تو خدا نے ان کے قد کو چھوٹا کر دیا۔ اور داؤد علیہ السّلام اس قدر روئے کہ اُن کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی تھی پھر چند ایسی آہیں کیں کہ وُہ گھاس جل گئی۔ اور یوسف علیہ السّلام اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السّلام کی مفارقت پر قید خانہ میں اس قدر روئے کہ اہلِ زندان کو اذیت ہوئی اور یہ طے کیا کہ ایک روز روئیں اور دُوسرے روز خاموش رہیں۔

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ یہ روایت عامہ کے طریق پر ہے گزشتہ روایتیں قابلِ اعتماد ہیں۔ ۱۲

کیا یہاں تک کہ انہوں نے سب کو دیکھ لیا۔ پھر وحی ہوئی کہ یہ سب تمہارے لئے ہے۔ عرض کی پروردگارا یہ زمین سفید و نورانی کیسی ہے فرمایا کہ یہ میرے لئے ہے میں نے تم پر لازم کیا ہے کہ ہر روز سات سو مرتبہ اس کے گرد طواف کیا کرو اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ صُرد (لٹورہ) سراندیپ کے ملکوں سے جدّہ کے ملکوں تک حضرت آدمؑ کی ایک مہینے تک رہبری کرتا رہا۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ آپ نے جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہے کہ بعض درخت پھلدار نہیں ہوتے؟ فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ ایک بار تسبیح کرتے تھے ایک درخت میوہ دار زمین سے پیدا ہوتا تھا اور جب جناب حواؑ ایک تسبیح کرتی تھیں تو ایک بغیر میوہ کا درخت پیدا ہوتا تھا۔ پوچھا جو کس چیز سے خدا نے پیدا کیا؟ فرمایا کہ حق تعالےٰ نے آدمؑ کو حکم دیا کہ زراعت کریں اور جبرئیلؑ نے ایک مٹھی گیہوں لاکر دیا۔ اس میں سے کچھ آدمؑ نے اور کچھ حواؑ نے لیا۔ آدمؑ نے حواؑ کو زراعت سے منع کیا مگر وہ نہ مانیں اور وُہ گیہوں بو یا۔ تو آدمؑ نے جو بو یا تھا اس سے گیہوں اور حواؑ نے جو بو یا تھا اس سے جَو پیدا ہُوا۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ نے ہزار مرتبہ کعبہ کی زیارت کے لیئے پیادہ سفر کیا۔ سات سو مرتبہ حج کے لیئے اور تین سو مرتبہ عمرہ کے لیئے۔

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ بہشت سے زمین پر آئے اور کھانا کھایا تو اپنے شکم میں سختی اور گرانی محسوس کی۔ جبرئیلؑ سے ذکر کیا۔ انہوں کہا ایک گوشہ میں جاؤ۔ وُہ کنارے جاکر بیٹھے تو فضلہ خارج ہُوا۔

عامّہ کے طریق پر منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا تمہارے باپ آدمؑ خرما کے بُلند درخت کی مانند ساٹھ گز لانبے تھے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ حضرت آدمؑ جس وقت زمین پر تشریف لائے اُن کا اور حوّاؑ کا کیا قد تھا؟ فرمایا کہ کتاب امیر المومنینؑ میں میں نے دیکھا کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ اور اُن کی زوجہ حوّاؑ کو زمین پر بھیجا اُن کے پاؤں کوہِ صفا پر تھے اور سر اُفق آسمان کے قریب تھا۔ انہوں نے آفتاب کی حدّت کی شکایت کی۔ خدا نے جبرئیلؑ کو وحی فرمائی کہ اِن کے جسم کو کم کر کے اس کے ہاتھ سے ستّر ہاتھ اور حوّاؑ کا قد اسی کے ہاتھ سے پینتیس ہاتھ کر دو۔ [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کو آفتاب کی گرمی سے یا اس سبب سے تکلیف رہی ہو (باقی بر صفحہ ۱۲۱)

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو جب زمین پر بھیجا اُن کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھ سے زراعت کریں۔ بہشت اور اس کی نعمتوں کے بعد اب اپنی محنت و مشقت سے روزی حاصل کریں۔ حضرت آدمؑ دو سو سال تک بہشت کی مفارقت میں گریہ وزاری کرتے رہے آخر خدا کے سجدہ میں سر جھکایا اور تین شب و روز سجدہ سے سر نہیں اٹھایا۔ عرض کی پالنے والے آیا تو نے مجھے خلق نہیں کیا؟ فرمایا کہ بے شک خلق کیا۔ عرض کی کیا اپنی رُوح تُو نے میرے جسم میں نہیں پھُونکی۔ فرمایا کہ ہاں ضرور پھُونکی۔ کہا کیا اپنی بہشت میں مجھ کو تُو نے ساکن نہیں کیا۔ فرمایا کہ ہاں ساکن کیا۔ عرض کی کیا تو نے میرے لئے اپنی رحمت کو اپنے غضب پر سبقت نہیں دی فرمایا کہ ہاں دی ہے لیکن کیا تو نے صبر یا شکر کیا۔ آدمؑ نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ تیرے سوا کوئی معبُود نہیں تو پاک ہے۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے بیشک تُو بڑا بخشنے والا رحیم ہے۔ تو خدا نے ان پر رحم کیا اور ان کی توبہ قبول فرمائی بیشک وُہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالےٰ نے چاہا کہ آدمؑ کی توبہ قبول کرے جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا جبرئیلؑ نے آکر کہا السّلام علیک اے اپنی بلاؤں پر صبر کرنے والے اور اپنی خطا سے توبہ کرنے والے آدمؑ! خدا نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تم کو وُہ مناسک سکھاؤں جس کے ذریعہ سے خدا تمہاری توبہ قبول کرنا چاہتا ہے۔ پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ کے نزدیک لائے۔ ایک ابر آسمان سے نازل ہُوا جس نے کعبہ کے بقدر سایہ کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اس سایہ کے گرد خط کھینچو اور حدود حرم ان کو دکھلائے۔ آدمؑ نے حرم کے گرد خط کھینچا پھر اُن کو منیٰ میں لے گئے وہاں مسجد کی جگہ دکھائی۔ آدمؑ نے اُس کے گرد بھی خطوط کھینچے۔ پھر اُن کو عرفات میں لے جاکر ٹھہرایا اور کہا جب آفتاب غروب ہو جائے سات مرتبہ اپنے گناہ کا اعتراف کرو۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا اس سبب سے اس مقام کو معترف یا معرف کہتے ہیں اور یہ سُنّت فرزندانِ آدمؑ کے لئے مقرر

(بقیہ از صفحہ ۱۲۰) کہ آفتاب کی حرارت بالذات بغیر کسی جہت کے رہی ہو یا اس سبب سے ہو کہ آپ کو بلندی قامت کے سبب سے ممکن نہ تھا کہ کسی چھت یا کسی درخت یا غار میں پوشیدہ ہو سکیں۔ اور ان کا قد ستّر ہاتھ کر دینے سے مراد یہ ہو کہ قامت اوّل ستر ہاتھ قامت آخر کے ہاتھ سے ہو جائے تاکہ عام خلقت کے مساوی ہونے میں منافات نہ واقع ہو یا یہ کہ ہاتھ سے مراد اُس زمانہ کا مقررہ ہاتھ ہو یا مراد وُہ گز ہو جسے آدمؑ نے چیزوں کی پیمائش کے لئے مقرر فرمایا ہو۔ اور حوّاؑ کے بارے میں بھی یہی تمام وجوہ قائم ہیں اور اس حدیث کے حل کی بہت سی وجہیں میں نے بحار الانوار میں ذکر کی ہیں۔ ۱۲ منہ

ہوئی کہ اس جگہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں اور خدا سے توبہ کریں۔ پھر جبرئیلؑ نے بتایا کہ عرفات سے واپس ہوں۔ تو وُہ ساتوں پہاڑ سے گزرے تو کہا کہ ہر پہاڑ پر چار مرتبہ اللہ اکبر کہو تہائی رات کو مشعر الحرام میں پہنچے وہاں نمازِ شام و نمازِ شب کو جمع کیا اس سبب سے مشعر کو جمع کہتے ہیں۔ پھر اُن کو بطحائے مشعر میں آرام کرنے کو کہا وُہ سو گئے۔ صبح ہُوئی تو اُن سے کہا کہ کوہِ مشعر کے اُوپر جائیں اور طلوعِ آفتاب کے قریب سات مرتبہ اپنے گناہ کا اقرار کریں اور سات مرتبہ خدا سے توبہ کریں اور گناہ کی بخشش چاہیں۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا۔ اسی وجہ سے دو اعتراف مقرر ہُوئے ایک عرفات میں اور ایک مشعر میں تاکہ اُن کی اولاد کے لیئے یہ سُنّت ہو کہ اگر کوئی عرفات میں پہنچ جائے تو اُس نے گویا حج کو پُورا کیا۔ پھر مشعر سے روانہ ہُوئے اور وقتِ چاشت منیٰ میں پہنچے وہاں بحکمِ جبرئیلؑ دو رکعت نماز ادا کی اور خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کی۔ خدا نے اُن کی قربانی قبول فرمائی اس طرح کہ آسمان سے ایک آگ نازل کی جس نے قربانی کو جلادیا۔ اور تمام اُمور اولادِ آدمؑ کے لیئے سُنّت قرار پائے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ خدا نے تم پر احسان کیا کہ تم کو مناسکِ حج کی تعلیم دی، تمہاری توبہ اس کے ذریعہ سے قبول کی اور تمہاری قربانی کو مقبول فرمایا۔ لہٰذا خدا کی بارگاہ میں اظہارِ عاجزی و انکساری کے لیئے اپنا سر مُنڈواؤ۔ آدمؑ نے سر مُنڈوایا پھر اُن کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ کی طرف لے چلے ابلیس جمرۂ عقبہ کے نزدیک آیا اور کہا آدمؑ کہاں جاتے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا اے آدمؑ اس کو سات پتھر مارو اور ہر پتھر کے ساتھ اللہ اکبر کہو۔ جب آدمؑ نے ایسا کیا شیطان چلا گیا۔ پھر دُوسرے روز آدمؑ کا ہاتھ پکڑ کر ان کو جمرۂ اوّل کی جانب لائے، پھر شیطان ظاہر ہُوا۔ جبرئیلؑ نے کہا اس کو سات پتھر مارو اور اللہ اکبر کہتے جاؤ۔ جب ایسا کیا شیطان بھاگ گیا۔ پھر جمرۂ دوم کے پاس ظاہر ہُوا اور کہا اے آدمؑ کہاں جاتے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا اس کو سات پتھر مارو اور ہر مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ ایسا کرنے سے شیطان غائب ہوگیا۔ اسی طرح تیسرے اور چوتھے روز بھی کیا۔ آخر میں جبکہ شیطان بھاگ گیا، جبرئیلؑ نے آدمؑ سے کہا کہ اب اس کے بعد اُس کو ہرگز نہ دیکھوگے۔ پھر ان کو خانہ کعبہ کی طرف لے گئے اور حکم دیا کہ سات مرتبہ طواف کریں۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا تو جبرئیلؑ نے کہا کہ خدا نے تمہارا گناہ بخش دیا اور تمہاری توبہ قبول فرمائی، اب تمہاری زوجہ تمہارے لیئے حلال ہو گئی۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ بہشت سے زمین پر آئے، خدا سے بہشت کے میوؤں کی خواہش کی۔ خدا نے انگور کے دو خوشے ان کے لیئے بھیجے آدمؑ نے اُن کو بویا، اُن میں پتیاں نکلیں پھل لگے اور ان کا میوہ تیار ہُوا۔ ابلیس لعین نے

اُن کر ان کے گرد ایک دیوار کھینچی آدمؑ نے کہا اے ملعون تجھے ان سے کیا غرض۔ اُس نے کہا یہ میرے لیئے ہیں۔ آدمؑ نے فرمایا تو جھُوٹا ہے۔ آخر دونوں رُوح القدس کے فیصلہ پر راضی ہُوئے اور ان کے پاس پہنچے۔ آدمؑ نے واقعہ بیان کیا۔ رُوح القدس نے کچھ آگ ان درختوں کی طرف پھینکی جو ان درختوں کی شاخوں میں لگی اور شعلے بلند ہُوئے یہاں تک کہ آدمؑ کو گمان ہُوا کہ سب جل گئے۔ شیطان کو بھی یہی خیال ہُوا۔ جب آگ ختم ہوئی دیکھا کہ درخت دو ثلث جل گئے تھے ایک ثلث باقی رہ گئے تھے۔ رُوح القدس نے کہا جو کچھ جل گیا شیطان کا حصّہ ہے اور جس قدر باقی ہے اے آدمؑ وہ تمہارا حصّہ ہے۔

دُوسری حدیث معتبر سند کے ساتھ انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو زمین پر بھیجا۔ اُن کو درخت لگانے اور زراعت کرنے کا حکم دیا اور بہشت کے درختوں میں سے درخت خرما اور انگور اور زیتون اور انار ان کے لیئے بھیجے۔ انہوں نے ان سب کو زمین میں اپنے فرزندوں کے لیئے بو دیا اور اُن کے پھل کھا لیئے۔ شیطان لعنۃ اللہ علیہ نے کہا اے آدمؑ یہ درخت کیسے ہیں جن کو میں نے پہلے زمین پر نہیں دیکھا تھا حالانکہ میں تم سے پہلے زمین پر تھا۔ اجازت دو کہ کچھ ان میں سے کھاؤں۔ آدمؑ نے انکار کیا اور اس کو ڈانٹا پھر وُہ حضرت آدمؑ کے آخر وقت حوّاؑ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے بھُوک اور پیاس کے سبب سے سخت اذیت ہے۔ حوّاؑ نے کہا کہ آدمؑ نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ ان درختوں سے تجھے کچھ نہ کھلاؤں کیونکہ یہ بہشت کے درخت ہیں اور تجھ کو حق نہیں ہے کہ بہشت کا میوہ کھائے۔ اس نے کہا کہ ذرا سا میری ہتھیلی پر ڈال دو۔ حوّاؑ نے انکار کیا۔ پھر کہا کہ تھوڑا سا دے دو میں کھاؤں گا نہیں چُوسوں گا۔ حوّاؑ نے انگور کا ایک خوشہ اُس ملعون کو دے دیا۔ وُہ چُوسنے لگا جب ایک ٹکڑا چُوس چکا، حوّاؑ نے اُس کے مُنہ سے کھینچ لیا۔ خُدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ انگور کو میرے اور تمہارے دُشمن ابلیس ملعون نے چُوسا ہے لہٰذا اس کا شیرہ جو شراب ہو جائے تم پر حرام ہو گیا۔ اگر کھا لیتا تو تمام انگور اور جو کچھ اُس سے حاصل ہوتا سب کا سب حرام ہو جاتا۔ اسی طرح اُس نے حوّاؑ کو فریب دے کر خرما لے کر چُوسا۔ انگور و خرما دونوں مُشک سے زیادہ خوشبودار تھے اور شہد سے زیادہ شیریں لیکن دُشمنِ خدا شیطان کے چُوسنے سے اُن کی خوشبو زائل ہوگئی اور شیرینی کم ہوگئی۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ وفاتِ آدم علیہ السّلام کے بعد ابلیس ملعون نے درختِ خرما اور درختِ انگور کی جڑوں میں پیشاب کیا اور پانی اُن کی جڑوں میں اس کے پیشاب کے ساتھ مل کر جاری ہُوا۔ اسی سبب سے ان درختوں کی شراب بدبُودار اور مست کرنے

والی ہوتی ہے لہٰذا خدا نے فرزندانِ آدمؑ پر ہر مست کرنے والی چیز کو حرام کر دیا اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ہمارا خرما وہ ہے جسے خدا نے آدمؑ کے لیئے بہشت سے بھیجا، اور وہ تمام خرموں سے بہتر ہے۔

بسند معتبر و صحیح حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ حضرت مریمؑ کے خرمے کا درخت عجوہ تھا اور آدمؑ کے لئے عتیق و عجوہ نازل ہوئے جن سے خرموں کی تمام قسمیں پیدا ہوئیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ زمین پر آئے تو کھانے پینے کے محتاج ہوئے۔ جبرئیلؑ سے شکایت کی۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ زراعت کرو۔ آدمؑ نے کہا کوئی دعا مجھے تعلیم کرو۔ جبرئیلؑ نے یہ دعا سکھائی۔ اَللّٰهُمَّ اکْفِنِیْ مُؤْنَةَ الدُّنْیَا وَ کُلَّ حَوْلٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ وَ اَلْبِسْنِیَ الْعَافِیَةَ حَتّٰی تُهْنِیَنِیَ الْمَعِیْشَةَ۔

فصل پنجم } حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے حالات اور ان کی نسل جاری ہونے کی کیفیت :-

بسندِ معتبر زرارہ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے دریافت کیا کہ آدمؑ کی نسل کیونکر قائم ہوئی کیونکہ جو لوگ ہمارے پاس رہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے تزویج کرو۔ چنانچہ اس تمام خلقت کی اصل بھائیوں اور بہنوں سے ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس سے پاک و بلند مرتبہ ہے کہ اُس سے ایسا فعل صادر ہو۔ جو شخص ایسا کہتا ہے تو اُس کے اعتقاد میں خدا نے اپنی برگزیدہ مخلوق اپنے دوستوں، پیغمبروں، مومنوں اور مسلمانوں کی اصل حرام سے قرار دی اور بطریق حلال خلق کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا باوجود اس کے کہ اُن سے حلال اور طیب و طاہر طریق کا عہد لیا ہے۔ خدا کی قسم مجھے خبر پہنچی ہے کہ بعض چوپائے اپنی بہن کو نہ پہچان کر اُس پر سوار ہو گئے۔ جب معلوم ہوا کہ اُن کی بہن تھی تو وہ اپنے عضو تناسل کو دانتوں سے کاٹ کر مر گئے۔ اسی طرح جب کسی نے اپنی ماں کے ساتھ نادانستگی میں ایسا فعل کیا تو اُس نے بھی اپنے کو معلوم ہونے کے بعد ہلاک کر ڈالا، تو انسان باوجود علم و فعل کے کیونکر ایسے عمل پر راضی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس وقت ایک گروہ ہے جسے تم جانتے ہو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کے اہلبیت سے حصولِ علم ترک کر دیا ہے اور دوسرے ایسے لوگوں سے علم حاصل کرتے ہیں جو خدا کی جانب سے مامور نہیں ہیں اور نہ اُن کو خدا کی جانب سے کچھ علم ہے۔ اسی لیئے وہ لوگ جاہل اور گمراہ ہوئے ہیں اور ابتدائے خلق کی کیفیت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کو نہیں

جانتے۔ افسوس ہے اُن پر کیوں اس سے غافل ہیں جس میں نہ فقہائے اہلِ حجاز نے اختلاف کیا ہے اور نہ اہلِ عراق نے۔ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے قلم کو حکم دیا تو وہ لوحِ محفوظ پر جاری ہوا ان تمام امور کے ساتھ جو قیامت تک ہونے والے ہیں جن میں خدا کی تمام کتابیں بھی شامل ہیں اور خدا کی تمام کتابوں میں بھائیوں پر بہنوں کا حرام ہونا موجود ہے۔ اور اس وقت ان چاروں کتابوں : توریت، انجیل، زبور، اور قرآن کو ہم دیکھتے ہیں جو اس دنیا میں مشہور ہیں اور حق تعالےٰ نے جن کو لوحِ محفوظ سے اپنے پیغمبروں پر نازل کیا ہے اُن میں سے کسی ایک میں بھی بہن کو بھائی پر حلال نہیں کیا ہے اور جو شخص ایسا کہتا ہے اس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ گبروں کی دلیل کو قوت دے۔ کیا باعث ہے ان کی اس بات کا خدا ان کو ہلاک کرے۔ پھر فرمایا آدمؑ کے لیئے ستر جوڑواں اولاد ہوئی۔ ہر بار ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ جب قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا آدمؑ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ پانچ سو سال تک روتے رہے اور زوجہ سے مقاربت نہ کی۔ اس مدت کے بعد جبکہ اُن کو اس غم میں تسکین ہوئی، حوّا سے قربت کی تو خدا نے اُن کو شیثؑ سا فرزند عطا فرمایا جن کے ساتھ کوئی لڑکی نہیں پیدا ہوئی۔ شیثؑ کا نام ہبتہ اللہ تھا۔ وہ پہلے وصی تھے کہ جن سے زمین پر آدمیوں میں وصیت کی گئی۔ پھر شیثؑ کے بعد تنہا بغیر جوڑے کے یافث متولد ہوئے۔ جب دونوں بالغ ہوئے اور خدا نے چاہا کہ نسل زیادہ ہو جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور یہ کہ جیسا ہوتا چلا آیا ہے قلم اُسی کے مطابق حرام قرار دیتا ہوا جاری ہوا جیسا کہ بہنوں کو بھائیوں پر حرام کیا ہے تو خدا نے روز پنجشنبہ عصر کے بعد ایک حوریہ کو جس کا نام نزلہ تھا بھیجا اور آدمؑ کو حکم دیا کہ اس کو شیثؑ کے ساتھ تزویج کریں۔ پھر دوسرے روز عصر کے بعد بہشت سے دوسری حوریہ نازل ہوئی جس کا نام منزلہ تھا؛ اُس کو یافث سے تزویج کرنے کا حکم دیا۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا۔ شیثؑ سے لڑکا اور یافث کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ جب وہ دونوں بالغ ہوئے حق تعالےٰ نے آدمؑ کو حکم دیا کہ یافث کی بیٹی کو شیثؑ کے بیٹے سے تزویج کریں۔ آدمؑ نے تعمیل کی۔ انہی کی نسل سے انبیاء و مرسلین اور برگزیدگانِ خدا پیدا ہوئے۔ معاذ اللہ ایسا نہیں ہے کہ جس طرح لوگ بیان کرتے ہیں کہ بھائی بہنوں سے نسل قائم ہوئی۔

بسند معتبر حضرت امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک حوریہ کو بہشت سے بھیجا آدمؑ نے اس کو اپنے ایک بیٹے سے تزویج کیا اور دوسرے بیٹے سے ایک جنی عورت کو تزویج کیا اور ان دونوں کے اولاد ہوئی۔ پس لوگوں میں حُسنِ خلق حوریہ کے سبب سے

اور بدی خلق دختر جن سے ہے۔ اور آنحضرتؑ نے اس سے انکار کیا کہ آدمؑ نے اپنی بیٹیوں کو اپنے بیٹوں سے تزویج کیا ہوگا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت امام محمّد باقرؑ سے لوگوں نے اس بارے میں پُوچھا آپ نے فرمایا کہ لوگ آدمؑ کے ان کے لڑکوں کی تزویج کرنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ راوی نے کہا کہتے ہیں کہ "حوّاؑ کے ہر مرتبہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ آدمؑ ہر لڑکے کو اس لڑکی سے جو دُوسری مرتبہ ہوتی تھی تزویج کرتے تھے"۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے۔ جب ہبتہ اللہ پیدا ہُوئے اور بڑے ہوئے آدمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ ان کے لیئے ایک عورت عطا فرمائے۔ خدا نے بہشت سے ایک حوریہ کو بھیجا آدمؑ نے ہبتہ اللہ سے تزویج کیا اُس سے چار لڑکے پیدا ہُوئے۔ پھر حضرت آدمؑ کے ایک دوسرا فرزند پیدا ہُوا۔ جب وُہ بڑا ہوا تو اُس کو ایک جنّی عورت کے ساتھ تزویج کیا اس سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ پھر پسرانِ شیثؑ نے ان لڑکیوں سے عقد کیا۔ لہٰذا حُسن وجمال اولادِ آدمؑ میں حوریہ کے سبب سے ہے اور حلم آدمؑ کے سبب سے ہے۔ اور ہر خرابی و بیوقوفی جن کے اثر سے ہے۔ جب لڑکے ہو چکے تو وُہ حوریہ آسمان پر چلی گئی۔

اور دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ آدم علیہ السّلام کے چار لڑکے پیدا ہُوئے خدا نے ان کے لیئے چار حُوریں بھیجیں جب اُن سے اولادیں ہو چکیں تو خدا نے اُن حوروں کو آسمان پر بُلا لیا؛ پھر اُنہی چار لڑکوں سے چار جنّی عورتوں کو تزویج کیا اور اُن سے نسل قائم ہوئی لہٰذا لوگوں میں حلم آدمؑ سے ہے اور ہر حُسن وجمال حوروں کے سبب سے ہے۔ اور بدصُورتی و بدخلقی اور بدی جنّ سے ہے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ سلیمان بن خالد نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ آپ پر فدا ہوں لوگ کہتے ہیں کہ آدمؑ نے اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے تزویج کیا؟ فرمایا کہ ہاں لوگ ایسا ہی کہتے ہیں لیکن اے سلیمان شاید تو نہیں جانتا کہ رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ آدمؑ نے اپنی دُختر کا نکاح اپنے بیٹے سے کیا ہوتا تو بیشک میں زینبؑ کا نکاح قاسمؑ سے کر دیتا اور آدمؑ کے دین کو ترک نہ کرتا۔ سلیمان نے کہا میں آپ پر فدا ہوں وُہ لوگ کہتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کو اسی لیئے مار ڈالا کہ اُس کو غیرت آئی کہ اُس کی بہن ہابیل کو دی جائے۔ فرمایا کہ اے سلیمان تو بھی ایسے امرِ قبیح کو آدمؑ پیغمبر کے لیئے روایت کرتا ہے اور شرم نہیں کرتا۔ عرض کی مَیں آپ پر فدا ہوں کس سبب سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا؟ فرمایا اس لیئے کہ آدمؑ نے ہابیل کو اپنا وصی قرار دیا تھا۔ بیشک خدا نے آدمؑ کو وحی فرمائی کہ وصیّت اور

خدا کے اسم اعظم کو ہابیلؑ کے سپرد کریں۔ قابیل ان سے بہت بڑا تھا۔ جب اُس نے یہ سُنا غصّہ میں آیا اور کہا کہ میں کرامت و وصیّت کا زیادہ سزاوار اور حق دار ہوں۔ آدمؑ نے خدا کی وحی کے مطابق ان دونوں کو خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا۔ خدا نے ہابیل کی قربانی قبول فرمائی اور قابیل کی رد کر دی۔ لہٰذا اس نے ہابیل پر حسد کیا اور اس کو مار ڈالا۔ سلیمان نے کہا آپ پر نثار ہوں آدمؑ کی نسل کیوں کر قائم ہُوئی۔ کیا کوئی عورت حوّاؑ کے علاوہ تھی اور کوئی مَرد آدمؑ کے سوا تھا؟ فرمایا کہ خدا نے آدمؑ کو بطن حوّاؑ سے قابیل کو پہلے پیدا کیا پھر ہابیل پیدا ہُوئے۔ جب قابیل بالغ ہُوا حق تعالیٰ نے اس کے لیئے ایک جنّی عورت ظاہر فرمائی اور آدمؑ کو وحی فرمائی کہ اس کو قابیل سے تزویج کریں۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا اور قابیل راضی ہو گیا اور قناعت کی۔ جب ہابیلؑ بالغ ہُوئے حق تعالیٰ نے اُن کے لیئے ایک حوریہ کو ظاہر کیا اور آدمؑ کو وحی فرمائی کہ اس کو ہابیل سے تزویج کریں آدمؑ نے تعمیلِ حکم کی۔ جب ہابیل مار ڈالے گئے وُہ حوریہ حاملہ تھی۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہُوا۔ آدمؑ نے اُس کا نام ہبتہ اللہ رکھا۔ خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ اسم اعظم اور وصیّت کو اُن کے سپرد کریں۔ پھر حوّاؑ سے ایک فرزند پیدا ہُوا۔ آدمؑ نے اس کا نام شیثؑ رکھا۔ جب وہ بالغ ہوئے خدا نے ایک حوریہ بھیجی اور آدمؑ کو وحی فرمائی کہ اس کو شیثؑ کے ساتھ تزویج کریں۔ اس حوریہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی آدمؑ نے اُس کا نام حورہ رکھا۔ جب وُہ دختر بالغ ہوئی آدمؑ نے اس کو ہبتہ اللہ پسر ہابیلؑ سے تزویج فرمایا۔ اُسی سے آدمؑ کی نسل قائم ہُوئی۔ جب ہبتہ اللہ کا انتقال ہُوا خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ وصیت اور خدا کے اسم اعظم اور اسماء وغیرہ جن کی تم کو تعلیم دی گئی ہے اور علم پیغمبری وغیرہ سب شیثؑ کے سپرد کرو۔ اے سلیمان یہ ہے حقیقت [1]

حدیث معتبر میں حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ جب خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول کی تب انہوں نے حوّاؑ سے مقاربت کی۔ جب سے خلق کیئے گئے تھے اب تک قربت کی نوبت نہیں آئی تھی۔ مگر زمین پر آنے اور توبہ مقبول ہونے کے بعد حضرت آدم علیہ السّلام کے دل میں کعبہ اور اس کے گرد و نواح کی بڑی عظمت تھی۔ اس لیئے جب حوّاؑ سے مقاربت کرنا چاہتے اُن کو حرم سے باہر لے جاتے تھے۔ بعد فراغ تعظیم حرم کے لیئے غسل کرتے اُس کے بعد خانہ کعبہ کے نزدیک آتے تھے۔ حوّاؑ سے آدمؑ کے لیئے بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک بار میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتا۔ پہلی مرتبہ ہابیلؑ اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اقلیمیا رکھا گیا۔ اور دُوسری مرتبہ قابیل اور اس

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ احادیث کا متفق ہونا نہایت دشوار ہے۔ ممکن ہے ایسا ہی ہوا ہو اور اسی طرح نسل بڑھی ہو۔ ۱۲ منہ

اور بدی خلق دختر جن سے ہے۔ اور آنحضرتؑ نے اس سے انکار کیا کہ آدمؑ نے اپنی بیٹیوں کو اپنے بیٹوں سے تزویج کیا ہوگا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے اس بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ لوگ آدمؑ کے ان کے لڑکوں کی تزویج کرنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ راوی نے کہا کہتے ہیں کہ "حواؑ کے ہر مرتبہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ آدمؑ ہر لڑکے کو اس لڑکی سے جو دوسری مرتبہ ہوتی تھی تزویج کرتے تھے۔" حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے۔ جب ہبتہ اللہ پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے آدمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ ان کے لیئے ایک عورت عطا فرمائے۔ خدا نے بہشت سے ایک حوریہ کو بھیجا آدمؑ نے ہبتہ اللہ سے تزویج کیا اس سے چار لڑکے پیدا ہوئے۔ پھر حضرت آدمؑ کے ایک دوسرا فرزند پیدا ہوا۔ جب وہ بڑا ہوا تو اس کو ایک جنّی عورت کے سات تزویج کیا اس سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ پھر پسرانِ شیثؑ نے ان لڑکیوں سے عقد کیا۔ لہٰذا حسن وجمال اولادِ آدمؑ میں حوریہ کے سبب سے ہے اور حلم آدمؑ کے سبب سے ہے۔ اور ہر خرابی و بیوقوفی جن کے اثر سے ہے۔ جب لڑکے ہو چکے تو وہ حوریہ آسمان پر چلی گئی۔

اور دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے چار لڑکے پیدا ہوئے خدا نے ان کے لئے چار حوریں بھیجیں جب اُن سے اولادیں ہو چکیں تو خدا نے اُن حوروں کو آسمان پر بلا لیا۔ پھر اُنہی چار لڑکوں سے چار جنّی عورتوں کو تزویج کیا اور اُن سے نسل قائم ہوئی لہٰذا لوگوں میں حلم آدمؑ سے ہے اور ہر حسن وجمال حوروں کے سبب سے ہے۔ اور بدصورتی و بدخلقی اور بدی جنّ سے ہے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ سلیمان بن خالد نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ آپ پر فدا ہوں لوگ کہتے ہیں کہ آدمؑ نے اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے تزویج کیا؟ فرمایا کہ ہاں لوگ ایسا ہی کہتے ہیں [illegible] سلیمان [illegible] تو نہیں جانتا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ آدمؑ نے اپنی [illegible]
[illegible]
اے سلیمان تو بھی ایسے امرِ قبیح کو آدمؑ پیغمبر کے لیئے روایت کرتا ہے اور شرم نہیں کرتا۔ عرض کی میں آپ پر فدا ہوں کس سبب سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا؟ فرمایا اس لیئے کہ آدمؑ نے ہابیل کو اپنا وصی قرار دیا تھا۔ بیشک خدا نے آدمؑ کو وحی فرمائی کہ وصیت اور

خدا کے اسم اعظم کو ہابیلؑ کے سپرد کریں۔ قابیل ان سے بہت بڑا تھا۔ جب اُس نے یہ سنا غصہ میں آیا اور کہا کہ میں کرامت و وصیت کا زیادہ سزاوار اور حق دار ہوں۔ آدمؑ نے خدا کی وحی کے مطابق ان دونوں کو خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا۔ خدا نے ہابیل کی قربانی قبول فرمائی اور قابیل کی رد کر دی۔ لہٰذا اس نے [illegible] ڈالا۔ سلیمان نے کہا آپ پر نثار ہوں آدمؑ کی نسل کیوں کر قائم ہوئی۔ کیا کوئی عورت حواؑ کے علاوہ تھی اور کوئی مرد آدمؑ کے سوا تھا؟ فرمایا کہ خدا نے آدمؑ کو بطن حواؑ سے قابیل کو پہلے پیدا کیا پھر ہابیل پیدا ہوئے۔ جب قابیل بالغ ہوا حق تعالیٰ نے اس کے لئے ایک جنّی عورت ظاہر فرمائی اور آدمؑ کو وحی فرمائی کہ اس کو قابیل سے تزویج کریں۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا اور قابیل راضی ہو گیا اور قناعت کی۔ جب ہابیلؑ بالغ ہوئے حق تعالیٰ نے اُن کے لیئے ایک حوریہ کو ظاہر کیا اور آدمؑ کو وحی فرمائی کہ اس کو ہابیل سے تزویج کریں آدمؑ نے تعمیل حکم کی۔ جب ہابیل مار ڈالے گئے وہ حوریہ حاملہ تھی۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ آدمؑ نے اُس کا نام ہبتہ اللہ رکھا۔ خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ اسم اعظم اور وصیت کو اُن کے سپرد کریں۔ پھر حواؑ سے ایک فرزند پیدا ہوا۔ آدمؑ نے اس کا نام شیثؑ رکھا۔ جب وہ بالغ ہوئے خدا نے ایک حوریہ بھیجی اور آدمؑ کو وحی فرمائی کہ اس کو شیثؑ کے ساتھ تزویج کریں۔ اس حوریہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی آدمؑ نے اُس کا نام حورہ رکھا۔ جب وہ دختر بالغ ہوئی آدمؑ نے اس کو ہبتہ اللہ پسر ہابیلؑ سے تزویج فرمایا کہ اُسی سے آدمؑ کی نسل قائم ہوئی۔ جب ہبتہ اللہ کا انتقال ہوا خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ وصیت اور خدا کے اسم اعظم اور اسمار وغیرہ جن کی تم کو تعلیم دی گئی ہے اور علم پیغمبری وغیرہ سب شیثؑ کے سپرد کرو۔ اے سلیمان یہ ہے حقیقت [1]

حدیث معتبر میں حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ جب خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول کی تب انہوں نے حواؑ سے مقاربت کی۔ جب سے خلق کیئے گئے تھے اب تک قربت کی نوبت نہیں آئی تھی۔ مگر زمین پر آنے اور توبہ مقبول ہونے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں کعبہ اور اس کے گرد و نواح کی بڑی عظمت تھی۔ اس لئے جب حواؑ سے مقاربت کرنا چاہتے اُن کو حرم سے باہر لے جاتے تھے۔ بعد فراغ تعظیم حرم کے لئے غسل کرتے [illegible] کے نزدیک آتے تھے۔ حواؑ سے آدمؑ کے لئے بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک بار میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتا۔ پہلی مرتبہ ہابیلؑ اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اقلیما رکھا گیا۔ اور دوسری مرتبہ قابیل اور اس

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ احادیث کا متفق ہونا نہایت دشوار ہے۔ ممکن ہے ایسا ہی ہوا ہو اور اسی طرح نسل بڑھی ہو۔ ۱۲ منہ

کے ساتھ لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام "لوزا" ہوا اور وہ آدمؑ کی اولاد میں مقبول ترین لڑکی تھی۔ جب وہ لوگ بالغ ہوئے آدمؑ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ لوگ فتنۂ زنا میں نہ گرفتار ہو جائیں۔ اس لئے اُن کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اے ہابیل میں چاہتا ہوں کہ تیرا نکاح لوزا سے کردوں اور اے قابیل تیرا نکاح اقلیما سے کردوں۔ قابیل نے کہا میں اس پر راضی نہ ہوں گا۔ آپ چاہتے ہیں کہ ہابیل کی بہن سے جو بدصورت ہے میرا نکاح کریں اور میری بہن سے جو حسین ہے ہابیل کا عقد کریں۔ آدمؑ کہا میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں اُسی کے مطابق دونوں کو تزویج کروں گا۔ اس پر دونوں راضی ہو گئے آدمؑ نے قرعہ ڈالا ہابیل کے حصہ میں لوزا اور قابیل کے حصہ میں اقلیما کا نام نکلا لہٰذا دونوں کو تزویج کر دیا۔ اُس کے بعد بہنوں کا بھائیوں کے ساتھ نکاح حرام ہو گیا۔ اس وقت ایک مرد قریش حاضر تھا اُس نے پوچھا کہ اُن سے اولاد بھی پیدا ہوئی؟ فرمایا کہ ہاں۔ اس نے کہا یہ فعل گبروں کا ہے۔ فرمایا کہ اُس کے بعد اس فعل کو مجوسیوں نے کیا جسے خدا نے حرام کر دیا تھا۔ پھر فرمایا کہ اس سے انکار نہ کرو۔ کیا ایسا نہیں تھا کہ خدا نے آدمؑ کی زوجہ کو اُن کے جسم سے خلق کیا اور اُن پر حلال قرار دیا۔ ان کی شرع میں ایسا ہی تھا اس کے بعد حرام کر دیا۔

دوسری حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب قابیل نے ہابیل سے لوزا کے بارے میں نزاع کی آدمؑ نے اُن کو قربانی کرنے کا حکم دیا۔ ہابیل گوسفندوں کا مالک تھا اُس نے اپنے ایک بہترین گوسفند کو اور کچھ دودھ قربانی کے لئے لیا اور قابیل نے جو کھیتی کرتا تھا اپنی زراعت میں سے تھوڑی سی بالیاں لیں۔ اور دونوں نے پہاڑ پر جا کر اپنی اپنی قربانیاں چوٹی پر رکھ دیں۔ ایک آگ پیدا ہوئی جس نے ہابیل کی قربانی کو جلا دیا۔ قابیل کی قربانی اپنی جگہ پر باقی رہی۔ آدم علیہ السلام اُس وقت اُن کے پاس نہ تھے بلکہ بحکم خدا کعبہ کی زیارت کے لیئے مکہ گئے تھے۔ قابیل نے کہا کہ میں دنیا میں عیش سے اس حال میں بسر نہ کروں گا کہ تیری قربانی مقبول ہو اور میری نہ ہو۔ اور تو چاہتا ہے کہ میری خوبصورت بہن کو اپنے نکاح میں لے اور میں تیری بدصورت بہن کے ساتھ عقد کروں۔ ہابیل نے وہ جواب دیا جسے خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ پھر قابیل نے ایک پتھر ہابیل کے سر پر پٹک کر اُس کو مار ڈالا۔

بسند صحیح منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت امام رضاؑ سے دریافت کیا کہ آدمؑ کی نسل کیونکر بڑھی؟ فرمایا کہ حواؑ ہابیل اور اُس کی بہن سے حاملہ ہوئیں ایک بار، اور دوسری مرتبہ قابیل اور اس کی بہن کے ساتھ حاملہ ہوئیں۔ ہابیل کو قابیل کی بہن کے ساتھ اور قابیل کو ہابیل کی بہن کے ساتھ تزویج کیا اس کے بعد بہن سے نکاح حرام ہو گیا [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ حدیثیں روایات اہلسنت کے موافق ہیں اس لئے تقیہ پر محمول کی گئی ہیں روایات سابقہ قابلِ اعتماد ہیں۔ ۱۲

حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ جب خدا نے آدمؑ کو زمین پر بھیجا ان کی زوجہ کو بھی بھیجا۔ اور شیطان و سانپ بھی زمین پر آئے۔ ان کا جوڑا نہ تھا۔ شیطان نے آپس میں لواطہ کرنا شروع کیا اسی طرح سانپ نے بھی، اور اپنی اپنی ذریّت پیدا کی [1] اور آدمؑ کی ذریّت زوجہ سے پیدا ہوئی۔ اور خدا نے آدم و حوّا علیہما السلام کو خبر دی کہ سانپ و شیطان ان کے دشمن ہیں۔

ذکرِ شہادت ہابیلؑ

حق تعالیٰ نے چند آیتوں میں بیان فرمایا ہے جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "اے رسولؐ ان کو آدمؑ کے دونوں لڑکوں کا صحیح حال سنا دو جب کہ دونوں قربانی لے گئے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔ ہابیل نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تو اے قابیل اپنا ہاتھ میرے قتل کے ارادہ سے میری جانب بڑھائے گا تو بڑھا۔ لیکن میں تو اپنا ہاتھ تیری طرف اس ارادہ سے نہ بڑھاؤں گا تاکہ تجھے قتل کروں۔ بیشک میں اپنے خالق سے ڈرتا ہوں جو کہ عالموں کا پروردگار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے اور میرے گناہ کے ساتھ خدا کی طرف واپس ہو۔ پھر تو اصحاب جہنم سے ہوگا اور یہی ظالموں کی جزا ہے۔" (سورۂ مائدہ آیت ۲۸ تا آیت ۳۱۔ پ ۶) پس اُس کے نفس نے بھائی کو مار ڈالنے پر آمادہ کیا۔ تو خدا نے ایک کوّے کو بھیجا کہ زمین کھود دے تاکہ اُسے دکھا دے کہ کیوں کر اپنے بھائی کے ستر یا بوسیدہ جسم کو پوشیدہ کرنا چاہئے۔ اس نے کہا افسوس ہے مجھ پر کیا اس سے بھی عاجز ہوں کہ مثل اس کوّے کے ہو سکوں تاکہ اپنے بھائی کا جسم پنہاں کروں۔ پس پشیمان ہونے والوں سے ہوا۔

بسندِ معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ کے دونوں فرزندوں نے خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کی۔ ایک اپنے گوسفندوں میں سے سب سے بہتر گوسفند لے گیا اور دوسرا گندم کے خوشہ کا ایک خراب دستہ لے گیا۔ تو صاحب گوسفند ہابیلؑ کی قربانی قبول ہو گئی۔ اور دوسرے یعنی قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ قابیل کو غصہ آیا۔ اُس نے ہابیل سے کہا خدا کی قسم تجھ کو ضرور مار ڈالوں گا۔ ہابیل نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں کے عمل قبول کرتا ہے (آخر آیت تک جو مذکور ہوئی۔ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ مگر نہیں جانتا تھا کہ کیوں کر مارنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ ابلیس علیہ اللعنۃ آیا اور اُس کو تعلیم دی کہ اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دے۔ جب اس کو مار ڈالا تو اب نہیں جانتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا کرے۔ تو دو کوّے آئے اور ایک نے دوسرے سے لڑنا شروع کیا اور ایک نے دوسرے کو مار ڈالا۔ پھر زندہ کوّے نے اپنے پنجوں سے گڑھا

[1] محل تامل ہے اس لیئے کہ جب دونوں بغیر جوڑے کے اکیلے اکیلے آئے تو لواطہ کس کے ساتھ کیا۔ ۱۲ (مترجم)

کھودا اور اس مُردہ کوّے کو دفن کر دیا۔ یہ دیکھ کر قابیل نے بھی اُسی طرح ہابیل کو دفن کیا اور مُردوں کو دفن کرنے کی یہ سُنّت جاری ہُوئی۔ پھر قابیل اپنے پدر کی خدمت میں واپس آیا۔ آدم علیہ السلام نے اس کے ساتھ ہابیل کو نہ دیکھا تو پُوچھا کہ میرے فرزند کو تُونے کہاں چھوڑا۔ قابیل نے کہا تم نے مجھے اُس کی نگہبانی کے لیئے نہیں بھیجا تھا۔ آدمؑ سمجھ گئے اور فرمایا کہ میرے ساتھ آ اُس مقام پر چلیں جہاں تم دونوں قربانی لے گئے تھے۔ جب وہاں پہنچے حضرت آدم علیٰ نبیّنا وعلیہ السلام کو معلوم ہُوا کہ ہابیل مار ڈالے گئے تو آپ نے اس زمین پر لعنت کی جس نے خونِ ہابیل کو جذب کر لیا تھا۔ پھر خدا نے حکم دیا کہ وُہ قابیل پر بھی لعنت کریں۔ اور آسمان سے اُس کو آواز آئی کہ تُو ملعون ہُوا۔ چونکہ آدم علیہ السلام نے زمین پر لعنت کی اس لیئے کہ خونِ ہابیل کو پی گئی تھی، اس کے بعد پھر کسی کے خون کو زمین نے قبول نہیں کیا۔ آدمؑ وہاں سے واپس ہوئے اور چالیس شب و روز ہابیل پر روتے رہے۔ جب اُن کا غم زیادہ ہوا تو اپنے حال کی خدا سے شکایت کی۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ میں تم کو ایک فرزند عنایت کروں گا جو ہابیل کا قائم مقام ہوگا۔ غرض کہ حوّاؑ سے ایک فرزند پاکیزہ و مبارک پیدا ہُوا۔ وُہ آٹھ روز کا ہُوا تو خدا نے وحی کی کہ اے آدمؑ یہ فرزند تمہارے لیئے میری ایک بخشش ہے اس کا نام "ہبتہ اللہ" رکھو۔ آدمؑ نے اس کا نام ہبتہ اللہ رکھا۔

حضرت صادقؑ سے معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ ہابیل گوسفند پالے ہُوئے تھے اور قابیل زراعت کرنے والا کسان تھا۔ جب دونوں بالغ ہُوئے آدمؑ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرو شاید خدا قبول فرمائے۔ ہابیل محض خدا کی رضا اور اپنے پدر کی خوشنودی کے واسطے ایک نہایت عمدہ گوسفند لائے اور قابیل رّدی خوشوں میں سے ایک دستہ لایا جو اس کے خرمن میں بے کار پڑے تھے جن کو گائیں بھی نہیں کھا سکتی تھیں۔ اُس کی غرض نہ رضائے خدا تھی نہ خوشنودیٔ پدر۔ خدا نے ہابیل کی قربانی قبول فرمائی اور قابیل کی قربانی رّد کر دی تو شیطان نے قابیل کے پاس آ کر کہا کہ ہابیل کے فرزند پیدا ہوں گے تو تیرے فرزندوں پر فخر کریں گے کہ اُن کے باپ کی قربانی قبول ہوئی۔ لہٰذا اس کو قتل کر دے "تاکہ اس سے لڑکے نہ پیدا ہوں۔ یہ سُن کر اُس نے ہابیل کو مار ڈالا۔ حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا۔ انہوں نے ہابیل کو دفن کیا۔ اس وقت قابیل نے کہا کہ۔ یٰوَیْلَتیٰٓ اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ ھٰذَا الْغُرَابِ ۔ (آیت ۳۱ سورۃ مائدہ پ ۶) افسوس ہے مجھ پر میں ایسا عاجز ہوں کہ اس غراب کے مثل بھی نہ ہو سکا۔ حضرت نے فرمایا اس غراب کی طرح جس کو میں نہیں پہچانتا وُہ آیا اور اُس نے میرے بھائی کو دفن کیا۔ اور میں نہیں

جانتا تھا کہ کیونکر دفن کروں۔ پھر آسمان سے قابیل کو آواز آئی کہ تُو ملعون ہُوا کیونکہ تُونے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ آدم علیہ السلام ہابیل پر چالیس شب و روز روتے رہے۔

بسندِ حسن انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ نے ہابیلؑ کو وصیت کی اور اُن کو اپنا وصی قرار دیا، قابیل نے ان پر حسد کیا اور ان کو مار ڈالا تو خدا نے آدمؑ کو ہبتہ اللہ سا فرزند عطا فرمایا اور حکم دیا کہ ان کو اپنا وصی قرار دو اور اس کو پوشیدہ رکھو۔ اس لیئے سُنّت یہی جاری ہوئی کہ وصیّت کو انبیاء پوشیدہ رکھتے تھے۔ پھر قابیل نے ہبتہ اللہ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے باپ نے تم کو وصی بنایا ہے۔ اگر اس کا اظہار کرو گے اور وصی کے ایسی باتیں کرو گے تو تم کو بھی مار ڈالوں گا جس طرح تمہارے بھائی کو مار ڈالا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب قابیل نے اپنے بھائی کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا اس کو معلوم نہ تھا کہ کس طرح سے مارے۔ شیطان نے اس کو بتایا کہ اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دے۔

بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ کے دونوں لڑکوں نے قربانی پیش کی تو ہابیل کی قربانی مقبول ہوئی قابیل کو بہت رشک ہُوا اور ہر وقت "تاک میں رہنے لگا تنہائی میں اس کے پیچھے لگا رہتا یہانتک کہ ایک روز اس کو آدم علیہ السلام سے علیحدہ پایا اور مار ڈالا۔

بسندِ معتبر امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک مردِ شامی نے حضرت امیر المومنینؑ سے قولِ خدا" یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ (آیت ۳۴ سورۃ عبس پ ۳۰) کہ جس روز مرد اپنے بھائی سے بھاگے گا" کے بارے میں دریافت کیا کہ وُہ کون ہے فرمایا کہ قابیل ہے جو اپنے بھائی ہابیل سے بھاگے گا۔ پھر روزِ چہار شنبہ کی نحوست کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کہ وُہ آخر ماہ کا چہار شنبہ ہے جو تحت الشعاع میں واقع ہوتا ہے اسی روز قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ پُوچھا کہ جس شخص نے کہ سب سے پہلے شعر کہا وُہ کون تھا؟ فرمایا کہ آدمؑ تھے۔ پُوچھا کہ اُن کا شعر کس قسم کا تھا فرمایا کہ وُہ جب آسمان سے زمین پر آئے اور زمین کی تربت اور اُس کی وسعت کو دیکھا اور قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ آدمؑ نے ایسا شعر کہا جس کا مضمون یہ ہے کہ "شہروں اور جو کچھ اس میں ہے سب میں انقلاب ہوگیا اور رُوئے زمین گرد آلود اور خراب ہے اور ہر رنگ و مزہ متغیر ہوگیا ہے اور ملیح و خوبصورت چہروں کی بشاشت کم ہوگئی تو ابلیس ملعون نے اس کے جواب میں کہا کہ پھر دُور ہو جاؤ شہروں سے اور ان لوگوں سے جو شہروں میں ساکن ہیں۔ میرے سبب سے بہشت کا کشادہ مکان تم پر تنگ ہوگیا تھا حالانکہ تم اور

تمہاری زوجہ بہشت کی راحت میں دُنیا کے آزار سے محفوظ تھے آخر تم میرے مکر وفریب سے محفوظ نہ رہ سکے یہاں تک کہ اپنے ہاتھ سے اس فائدہ مند ونعمت کو کھو بیٹھے۔ اور اگر خدائے جبّار کی رحمت تمہارے شاملِ حال نہ ہوتی تو بہشتِ خلد سے سوائے ہوا کے کچھ بھی تمہارے ہاتھ نہ آتا اور کچھ فائدہ تم کو حاصل نہ ہوتا۔

حدیث موثق میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بلا دِ ہند کے عقب میں ایک شخص ہے جس کو پیروں پر کھڑا رکھا ہے اور وُہ ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے ہے، اور دس افراد اُس پر موکل ہیں۔ جب کبھی اُن میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اُس گاؤں کے باشندے اُس کی بجائے ایک شخص کو پھر مقرر کردیتے ہیں۔ اسی طرح لوگ مرتے جاتے ہیں لیکن وُہ دس افراد کم نہیں ہوتے جب آفتاب طلوع ہوتا ہے موکل لوگ اس شخص کا مُنہ آفتاب کی طرف پھیر دیتے ہیں اور غروب کے وقت تک اُس کے چہرے کو آفتاب کے مقابل رکھتے ہیں۔ اور سرد موسم میں سرد پانی اور گرم موسم میں گرم پانی اُس پر ڈالتے ہیں۔ اسی حال میں اُس کے پاس ایک شخص کا گذر ہُوا۔ اُس نے پوچھا اے بندۂ خدا تو کون ہے اس نے اس کی طرف نگاہ کی اور کہا کہ یا تو تُو احمق ترین انسان ہے یا عاقل ترین مردم ہے۔ ابتدائے عالم سے اس وقت تک میں اس جگہ کھڑا ہوں اور سوائے تیرے کسی نے مجھ سے نہیں پُوچھا ——! حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وُہ آدمؑ کا فرزند قابیل تھا جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔

دوسری معتبر حدیث میں بھی یہی مضمون اُنہی حضرت سے منقول ہے اس جگہ آپ تشریف لے گئے تھے اُس کو دیکھا تھا اور اس سے سوال کیا تھا اور اشعار نظم فرمائے تھے کہ گرمی میں اس کے گرد آگ روشن کرتے ہیں اور جاڑے میں اُس پر پانی ڈالتے ہیں۔

دُوسری حدیث معتبر سند کے ساتھ اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک شخص رسُولؐ خدا کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ میں نے ایک عجیب امر مشاہدہ کیا ہے۔ پُوچھا کیا؟ عرض کی کہ میرے عزیزوں میں ایک مریض ہے جس کے لیئے لوگوں نے احقاف کے کنوئیں کا پانی بتلایا جو وادیٔ برہوت میں ہے اور اُس سے لوگ شفا پاتے ہیں۔ میں پانی لانے کو اپنے ساتھ ایک مشک و ڈول لے کر چلا اور وہاں پہنچا۔ جب مَیں نے اُس چاہ سے پانی لیکر مشک میں بھرنا چاہا ناگاہ مَیں نے زنجیر کے مانند ایک چیز آسمان سے نیچے آتی ہوئی دیکھی اُس سے ایک شخص بندھا ہُوا تھا۔ وُہ کہہ رہا تھا مجھے پانی دے دو کہ پیاس سے میری جان جاتی ہے۔ میں نے پیالہ اُس کی طرف بلند کیا کہ اُس کو پانی دے دوں مگر اس کی گردن کی زنجیر کھینچی گئی یہاں تک کہ اُس کو آفتاب تک پہنچا دیا۔ جب پھر میں نے چاہا کہ پانی

نکالوں۔ پھر وُہ نیچے آیا العطش العطش کہتا تھا اور کہتا تھا کہ پانی دو کہ میری جان جاتی ہے۔ پھر میں نے پیالہ اُس کی طرف بڑھایا، پھر وہ کھینچ لیا گیا یہاں تک کہ آفتاب تک پہنچ گیا تین مرتبہ ایسا ہی ہُوا۔ پھر میں نے وہاں مشک کو باندھ لیا اور اُس کو پانی نہیں دیا۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ وُہ قابیل پسرِ آدمؑ ہے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تھا۔ اور یہی معنی ہیں قولِ خُدا۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ہ (آیت ۱۴ سورۂ رعد پ ۱۳) کہ جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے علاوہ دوسرے خداؤں کو پکارتے ہیں تو وُہ اُنکی دُعاؤں کو نہیں قبول کرتے لیکن اُس شخص کی طرح جس نے اپنا ہاتھ پانی کی طرف بڑھایا تاکہ پانی اس کے مُنہ تک پہنچ جائے لیکن نہیں پہنچ سکتا۔ اور کافروں کا پکارنا صرف گمراہی ہے"۔ چند سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ ایک روز حضرت امام محمد باقرؑ مسجد الحرام میں بیٹھے تھے اور طاؤس یمانی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ چلیں اُن سے ایک مسئلہ پوچھیں دیکھو اس کا جواب وُہ کیا دیتے ہیں۔ غرض دونوں آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ طاؤس نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ وُہ کون دن تھا جس میں ایک ثلث آدمی مر گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ثلث آدمی کبھی نہیں مرے بلکہ تجھ سے کہنے میں غلطی ہوئی۔ تو چاہتا تھا کہ ربع انسان کہے۔ اس نے کہا یہ کیونکر ہُوا؟ فرمایا جب دُنیا میں آدمؑ و حوّاؑ اور ہابیل و قابیل تھے، اور قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا اسی وقت چوتھائی انسان مر گئے۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت نے پُوچھا قابیل کے ساتھ کیا گیا جانتے ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ اُس کو آفتاب میں لٹکا دیا ہے اور آبِ گرم اس پر چھڑکتے ہیں، اسی طرح تا قیامت اس پر عذاب ہوتا رہے گا۔ اس نے پھر پُوچھا کہ لوگ کس ایک باپ سے ہیں جو مار ڈالنے والا تھا یا کشتہ ہونے والا۔ فرمایا کہ اُن میں سے کوئی ایک باپ نہ تھا۔ بلکہ لوگوں کے پدر شیثؑ پسرِ آدمؑ تھے [1]

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ان کی بہنیں جو ان کے ساتھ پیدا ہوئیں پہلے ہی مر گئی ہوں اور قابیل نے ان کے دفن کی کیفیت نہ دیکھی ہو یا یہ کہ ان کے ساتھ ان کی بہنوں کا پیدا ہونا تقیہ پر محمول ہو یا یہ جواب سائل کے علم کے موافق دیا گیا ہو۔ چنانچہ دوسری حدیث میں منقول ہے جو متن میں درج ہے طاؤس نے مسجد الحرام میں کہا کہ پہلا خون جو زمین پر بہایا گیا ہابیل کا خون تھا اور اُسی روز چوتھائی آدمی مار ڈالے گئے۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے یہ سُنکر فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ پہلا خون جو بہا حوّاؑ کا خون تھا جس وقت کہ وہ حائض ہوئیں۔ اور جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس وقت چھ حصّوں میں سے ایک حصّہ آدمی مر گئے کیونکہ اس روز آدمؑ و حوّاؑ۔ قابیل و ہابیل اور ان کی دو بہنیں تھیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ خدا نے دُو ملک قابیل پر مؤکل فرمائے ہیں کہ جب آفتاب (باقی بر صفحہ ۱۳۴)

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ عذاب کے لحاظ سے بدترین انسان قیامت میں سات اشخاص ہوں گے پہلا شخص آدمؑ کا فرزند قابیل ہے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا (آخر حدیث تک)

عامّہ نے حضرت رسولؐ سے روایت کی ہے کہ بدترین خلق پانچ اشخاص ہیں" ابلیسؑ اور قابیل و فرعون اور بنی اسرائیل کا وُہ شخص جس نے ان کو دین سے برگشتہ کیا اور اس اُمت کا وُہ شخص جس سے لوگ کفر پر بیعت کریں گے یعنی مُعاویہ۔

دُوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ جب آگ نے ہابیل کی قربانی کو جلا دیا اور قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی شیطان نے اس کو بہکایا اور کہا کہ ہابیل اس آگ کو پُوجتا تھا اسی لیے اُس کی قربانی کو اُس نے قبول کرلیا۔ قابیل نے کہا کہ اچھا میں بھی آگ کی پرستش کروں گا۔ لیکن اُس کی نہیں جسے ہابیل پُوجتا تھا، بلکہ دُوسری آگ کی عبادت کروں گا اور اس کے سامنے قربانی پیش کروں گا کہ میری قربانی قبول کرے۔ پھر اُس نے آتش کدے بنائے اور قربانی اُن آتش کدوں کے لئے لے گیا، اور اپنے خالق کو نہیں پہچانا۔ اور اپنے فرزندوں کے لیئے آتش پرستی کے سوا میراث میں کچھ نہ چھوڑا۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ میں وحوش وطیور اور درندے جو کچھ خدا نے خلق فرمایا تھا سب باہم مل کر رہتے تھے۔ لیکن جب فرزند آدمؑ نے اپنے بھائی کو قتل کیا ایک نے دوسرے سے نفرت کی اور خائف ہوکر ہر حیوان اپنی شکل و نوع کے ساتھ علیحدہ ہوگیا۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ کا فرزند قابیل اپنے سَر کے بالوں سے چشمۂ آفتاب میں لٹکا ہُوا ہے وُہ آفتاب کے ساتھ پھرتا رہتا ہے۔ جہاں جہاں وُہ گرمی و سردی کے زمانہ میں پھرتا ہے اسی طرح قیامت تک ہوگا اور قیامت میں خدا اُس کو آتشِ جہنّم میں ڈالے گا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ انہی حضرت سے لوگوں نے پُوچھا کہ آدمؑ کے فرزند کا حال جہنّم میں کیا ہوگا؟ فرمایا کہ سُبحان اللّٰہ خدا اس سے زیادہ انصاف ور ہے کہ اس پر عذابِ دُنیا و آخرت دونوں کرے [1]

(بقیہ ص۱۳۳) طلوع ہوتا ہے اس کو آفتاب میں باہر لاتے ہیں۔ اور جب غروب ہوتا ہے اُس کو آفتاب کے ساتھ اندر لے جاتے ہیں اور اسی کے ساتھ اس پر گرم پانی بھی چھڑکتے ہیں۔ اسی طرح قیامت تک اس پر عذاب ہوتا رہے گا۔ ۱۲

[1] موٴلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تمام حدیثوں کی مخالف ہے۔ شاید اس سے مراد یہ ہو کہ دُنیا کا عذاب آخرت کے عذاب میں تخفیف کا سبب ہو جائے یا یہ کہ ہابیل کے قتل کا عذاب آخرت میں اس پر نہ کیا جائے گا بلکہ کافر ہونے کی وجہ سے جہنّم میں جائے گا۔ ۱۲

بسندِ معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے مروی ہے کہ فرزندِ آدمؑ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا، قابیل تھا جو بہشت میں پیدا ہُوا تھا۔ [1]

کتب معتبرہ میں حضرت امیرؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے جس نے خدا سے بغاوت و سرکشی کی آدمؑ کی لڑکی عناق تھی۔ حق تعالیٰ نے اُس کے بیس اُنگلیاں پیدا کی تھیں ہر اُنگلی میں دُو بڑے ناخن مثل دُو کھرپے کے تھے۔ اور اس کے بیٹھنے کی جگہ ایک جریب برابر زمین تھی۔ جب اس نے سرکشی کی خدا نے ایک شیر ہاتھی کی طرح، ایک بھیڑیا اُونٹ کے برابر اور ایک گدھ گدھے کے مانند بھیجا۔ یہ سب جانور ابتدائے خلقت میں اتنے ہی بڑے تھے۔ خدا نے ان جانوروں کو اُس پر مسلّط فرمایا ان سب نے اُس لڑکی کو مار ڈالا۔ اور بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ عناق کا بیٹا عوج ایک جابر تھا خدا اور اسلام کا دُشمن، بہت بلند قامت اور جسیم تھا۔ دریا سے مچھلی پکڑکے آفتاب کے قریب کرکے بھُون لیتا تھا۔ اس کی عمر تین ہزار ساٹھ سال ہوئی۔ جب نوحؑ نے چاہا کہ کشتی میں سوار ہوں عوج اُن کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے اپنے ساتھ کشتی میں لے لیجیئے۔ نوحؑ نے فرمایا کہ میں اس پر مامور نہیں ہوں۔ طوفان کا پانی اُس کے زانو سے زیادہ نہیں بڑھا۔ وہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ تک زندہ رہا۔ حضرت موسیٰؑ نے اُس کو قتل کیا۔ حق تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں فرمایا ہے:۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ وُہ (خداوُہ) ہے جس نے تم (سب) کو ایک ذات سے پیدا کیا ہے۔ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔ اور اُس سے یا اُس کی جنس سے یا اُس کے لیئے اُس کی زوجہ کو پیدا کیا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا تاکہ اس کے ساتھ محبّت کرے۔ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ پس جب اُس سے مقاربت کی وُہ سبکیٔ حمل کے ساتھ حاملہ ہوئی اور اسی حال پر کچھ مدّت گزری۔ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا۔ پھر بارِ حمل جب گراں ہُوا اُس نے اپنے پروردگار کو پکارا۔ لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ اگر مجھے نیک فرزند عطا فرمائے گا تو یقیناً ہم شکر گزاروں میں سے ہوں گے۔ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ط (آیت ۱۸۹، ۱۹۰ سورۃ اعراف پ۹) پس جب اُن کو فرزند صالح عطا فرمایا تو اس کے لئے اُن لوگوں نے بہت سے شریک قرار دیئے اس امر میں جو اُن کو عطا ہُوا اور خدا اس سے بلند ہے جس میں کہ وُہ لوگ اُس کا شریک قرار دیتے ہیں۔"

[1] موٴلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث روایات عامّہ کے موافق ہے۔ شیعوں کی حدیثوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کے کوئی لڑکا بہشت میں نہیں پیدا ہُوا۔ ۱۲

بسندِ حسن حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حوّاؑ حاملہ ہوئیں اور بچہ حرکت میں آیا، انہوں نے آدمؑ سے کہا کہ کوئی چیز میرے شکم میں حرکت کر رہی ہے۔ آدم علیہ السلام نے کہا جو شے تمہارے پیٹ میں متحرک ہے میرا نطفہ ہے جو تمہارے رحم میں قرار پا یا ہے۔ حق تعالیٰ اس سے ایک مخلوق پیدا کرے گا تاکہ اُس کے بارے میں ہمارا امتحان کرے۔ پھر شیطانؒ حوّاؑ کے پاس آیا اور کہا کہ تم کو کیا معلوم ہوتا ہے۔ حوّاؑ نے کہا آدمؑ سے میرے شکم میں ایک فرزند ہے جو حرکت کرتا ہے۔ شیطان ملعون نے کہا اگر نیّت کرلو کہ اُس کا نام "عبدالحارث" رکھو گی تو فرزند پیدا ہوگا اور زندہ رہے گا۔ اور اگر ایسا نہ کرو گی تو پیدا ہونے کے چھ روز بعد مرجائے گا۔ حوّاؑ کے دل میں اُس لعؒ کے کہنے سے شک آگیا اور آدمؑ سے بیان کیا۔ آدمؑ نے کہا کہ وُہ خبیث تمہارے پاس تم کو فریب دینے آیا تھا اُس کی بات کا یقین نہ کرو کیونکہ مجھے فضلِ خدا سے اُمّید ہے کہ یہ فرزند ہمارے لیئے بخلاف اُس کے قول کے زندہ اور باقی رہے گا۔ لیکن آدم علیہ السّلام کے دل میں بھی اُس ملعون کی بات سے کچھ شک سا ہوگیا۔ غرض ایک لڑکا پیدا ہُوا اور چھ روز کے بعد مرگیا تو حوّاؑ نے کہا کہ جو کچھ حارث ملعون نے کہا تھا، سچ ہُوا۔ دونوں کے دِل میں شک پیدا ہوگیا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حوّاؑ کے دُوسرا حمل قرار پایا۔ تو شیطان ملعون آیا اور بولا تمہارا کیا حال ہے۔ حوّاؑ نے کہا مجھ سے ایک لڑکا پیدا ہُوا تھا وُہ چھ روز میں مرگیا۔ اس ملعون نے کہا کہ اگر نیت کرلیا ہوتا کہ اس کا نام عبدالحارث رکھو گی تو زندہ رہتا۔ اب جو تمہارے شکم میں ہے چو پایوں سے ایک جانور اُونٹ یا گائے یا بھیڑ یا بکری ہوگا۔ اُس وقت حوّاؑ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اس کے قول کی تصدیق کریں اور آدمؑ سے ذکر کیا، اُن کے دل میں بھی ایسا ہی گزرا۔ جب حوّاؑ پر بارِ حمل سنگین ہُوا آدمؑ و حوّاؑ دونوں نے دُعا کی کہ اگر نیک فرزند ہم کو عطا فرمائے گا تو ہم تیرا شکر کریں گے۔ خدا نے ان کو شائستہ فرزند عطا فرمایا، یعنی چو پائیوں میں سے نہ تھا۔ شیطانؒ حوّاؑ کے پاس ولادت سے پہلے آیا اور پوچھا کہ تم لوگوں کا کیا حال ہے۔ حوّاؑ نے کہا مجھ پر حمل کی گرانی ہے اور ولادت کا زمانہ قریب ہے شیطان ملعون نے کہا کہ اب کے پھر تم یہ دیکھ کر پشیمان ہو گی جب تمہارے شکم سے اُونٹ یا گائے یا بھیڑ یا بکری کے مانند لڑکا ہوگا۔ پھر آدمؑ کو تم سے اور تمہارے فرزند سے نفرت ہوجائے گی۔ آخر حوّاؑ کو اس پر مائل کرلیا کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اس کی بات مان لیں۔ پھر بولا کہ یہ سمجھ لو کہ اگر اس کا نام عبدالحارث رکھنے کی نیت کرلو گی اور میرے لیئے اُس کو مفید قرار دو گی تو وُہ ایک مستوی الخلقت پیدا ہوگا اور زندہ رہے گا۔ حوّاؑ نے کہا کہ میں نے نیت کرلی کہ تیرے لیئے اس میں کچھ حصّہ قرار دوں گی۔ اُس ملعون نے کہا کہ آدم علیہ السّلام کو بھی چاہیئے کہ اس میں میرے لیئے

حصّہ قرار دیں اور نیت کرلیں کہ اس کا نام عبدالحارث رکھیں گے۔ تو حوّاؑ نے آدمؑ سے شیطانؒ کا قول ذکر کیا۔ اُن کے دِل میں بھی خوف پیدا ہُوا اور اس کی باتوں کی طرف کچھ رغبت ہُوئی۔ حوّاؑ نے تاکیداً کہا کہ اگر نیت نہ کرو گے کہ اس کا نام عبدالحارث رکھو گے اور حارث کا اس میں کچھ حصّہ نہ قرار دو گے تو میں تم کو اپنے پاس نہ آنے دوں گی نہ مقاربت کرنے دُوں گی پھر میرے اور تمہارے درمیان موانست باقی نہ رہے گی۔ آدم علیہ السّلام نے کہا کہ پہلے بھی تو میری معصیت کا سبب ہُوئی اب یہاں بھی تجھ کو شیطان فریب دے گا۔ اچھا میں نے تیری متابعت کی اور اس کا نام عبدالحارث رکھا غرض کہ صحیح و سالم لڑکا پیدا ہوا اور وُہ مسرور ہُوئے اور اس خوف سے ایمن ہوگئے اور سمجھے کہ لڑکا زندہ و سلامت رہے گا۔ ساتویں روز اس کا نام عبدالحارث رکھا۔

دُوسری حدیث میں منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے قول خدا: فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا۔ کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کہ وُہ آدمؑ و حوّاؑ تھے اور اُن کا شرک فرمانبرداری کا شرک تھا کہ شیطانؒ کی اطاعت کی اس بارے میں کہ اُس کے لیئے خدا کی مخلوق میں حصّہ قرار دیا اور اس کا نام عبدالحارث رکھا، خدا کی عبادت میں شرک نہیں کیا تھا کہ غیر خدا کی عبادت کی ہو [1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں ظاہری طور پر شیعوں کے مقررہ اصول کے خلاف ہیں اور اصول و روایات عامّہ کے موافق ہیں۔ شاید تقیہ کی بنا پر وارد ہوئی ہوں۔ شیعوں میں تو یہ مشہور ہے کہ جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ۔ کی ضمیر تثنیہ اولادِ آدمؑ میں عورت و مرد کی طرف راجع ہے۔ یعنی جب خدا نے آدمؑ و حوّاؑ کو صحیح و تندرست اولادیں عطا کیں ان میں سے بعض عورت و مرد نے شرک اختیار کیا۔ اور دُوسری وجہیں بھی اس آیت کی تفسیر میں بیان کی گئی ہیں۔ جن کو ہم نے بحار الانوار میں ذکر کیا ہے اور یہ وجہ بہت نمایاں ہے جیسا کہ حدیث معتبر میں وارد ہُوئی ہے۔

مامون نے حضرت امام رضاؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی ان حضرت نے فرمایا کہ حوّاؑ پانچ سو مرتبہ حاملہ ہوئیں اور ہر مرتبہ ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتا تھا۔ اور آدمؑ و حوّاؑ نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر فرزندانِ شائستہ ہم کو عطا فرمائے گا تو ہم شکر گزار ہوں گے۔ جب بہتر و بے عیب و بے مرض کی صحیح و تندرست نسل خدا نے ان کو عطا فرمائی اور وُہ دُو صنف تھے ایک نر دوسری مادہ۔ تو انہیں دونوں صنفوں نے خدا کے لیئے اس میں شریک قرار دیا جو اُس نے اُن کو عطا فرمایا تھا اور اُن لوگوں نے شکر نہ کیا جس طرح کہ ان کے باپ اور ماں شکر کرتے رہے۔ ۱۲

مسعودی نے کتاب مروج الذہب میں ذکر کیا ہے کہ جب ہابیلؑ مار ڈالے گئے آدم علیہ السلام بہت مضطرب و بے چین ہوئے تو خدا نے وحی فرمائی کہ میں تجھ سے ایک نُور پیدا کروں گا جس کو پاکیزہ سلسلوں اور شریف اصلوں میں جاری کرنا چاہتا ہوں اور اُس نُور کے ذریعہ سے تمام نوروں پر مباہات کروں گا۔ اس کو اپنا آخری پیغمبر بناؤں گا اور اُس کے لیئے بہترین ائمہ اور خلفا مقرر کروں گا تاکہ ان کی مُبارک مدّت میں زمانہ کو ختم کروں اور زمین کو ان کی دعوت کے ساتھ برقرار رکھوں اور ان کے اطاعت کرنے والوں سے زمین کو روشن کروں۔ تو اب مستعد اور آمادہ ہو جاؤ۔ غسل کرو اور خدا کو پاکیزگی کے ساتھ یاد کرو اور اپنی زوجہ سے مقاربت کرو اس حال میں کہ اُس نے بھی غسل کرلیا ہو، کیونکہ میری امانت تمہاری طرف سے اس فرزند کی طرف منتقل ہوگی جو تم میں پیدا ہونے والا ہے۔ یہ سُنکر آدمؑ کو تسکین ہوئی، پھر حوّاؑ سے مقاربت کی وہ حاملہ ہوئیں اور اُن کا حُسن و جمال زیادہ ہُوا اور نُور اُن کے سر سے پیر تک ساطع ہُوا یہاں تک کہ حضرت شیثؑ پیدا ہُوئے۔ وُہ نہایت حسین وجمیل، تندرست اور صاحبِ ہیبت و وقار تھے۔ پھر وُہ نُور حوّاؑ سے اُن کی طرف منتقل ہُوا اور اُن کی پیشانی پر چمکنے لگا۔ آدم علیہ السلام نے اُن کا نام شیثؑ رکھا بعضوں نے کہا ہے کہ ان کا نام ہبتہ اللہ رکھا۔ جب وُہ سنِ شباب پر پہنچے، اور سمجھ دار ہُوئے حضرت آدمؑ نے اپنی وصیت ان پر ظاہر کی اور ان علوم کی منزلت اور اس کا محل اُنہیں پہچنوایا جو ان کو سپرُد کرنے والے تھے اور ان کو بتلایا کہ وُہ ان کے بعد زمین پر حجت خدا اور اس کے نائب ہیں ان کو چاہیئے کہ حق خدا کو اپنے وصی کی طرف ادا کریں۔ اور اُن کے وصی اسی طرح اپنے اوصیا کو ادا کرتے رہیں جو پیغمبرِ آخرالزمان ان کی ذریت طاہرہ اور اُن کے اوصیاء کے انوار کے منتقل ہونے پر ہوں گے۔ حضرت شیثؑ نے وصیت کو اخذ کیا اور پوشیدہ رکھا جیسا کہ حق تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام روز جمعہ چھٹی ماہِ نیساں کو اُسی ساعت میں جس میں کہ مخلوق ہوئے تھے رحمتِ خدا سے واصل ہوئے آپ کی عمرِ مبارک نوسو تیس سال کی تھی۔ ایک روایت کے مُطابق ان حضرتؑ کی وفات کے وقت ان کی چالیس ہزار اولاد دَر اولاد موجود تھی۔ ان پر حضرت شیثؑ اپنے باپ آدم علیہ السلام کے وصی ہوئے اور لوگوں میں ان صحیفوں کے مطابق جو ان کے پدر آدمؑ پر اور ان صحیفوں کے مطابق جو ان پر نازل ہوئے تھے حکم کرتے تھے۔ شیثؑ سے نوش پیدا ہوئے تو نورِ پیغمبر آخرالزمان ان کی طرف منتقل ہُوا۔ جب وُہ پیدا ہوئے تو وُہ نور ان سے ظاہر و روشن تھا۔ جب وُہ وصیات کی حد میں پہنچے شیثؑ نے امانتیں

ان کے سپرُد کیں اور ان کو ان وصایا کی عظمت و مرتبہ کو پہچنوایا اور وصیت کی کہ اپنے فرزندوں کو اس وصیت کی جلالت و شرافت بتلاتے رہیں۔ اسی طرح یہ وصیت جاری رہی اور نور منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ وُہ نور عبدالمطلب اور ان کے فرزند عبداللہ تک پہنچا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ آدمؑ کی تمام نسل شیثؑ سے جاری ہوئی۔ حضرت شیثؑ کی وفات تیسری تشرینِ[عہ] الاوّل کو ہوئی اور اُن کی عمر نوسو ساٹھ (۹۶۰) سال تھی۔ اُن سے قینان پیدا ہوئے اور نور اُن سے ظاہر ہُوا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے اُن سے وصیت کا عہد لیا۔ اُن کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال ہوئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کی وفات ماہِ تموز[عہ] میں ہوئی۔ ان سے مہلائیل پیدا ہوئے اور آٹھ سو سال زندہ رہے۔ ان سے لود پیدا ہوئے ان کی عمر نوسو باسٹھ (۹۶۲) برس کی ہوئی۔ ان کی وفات ماہِ آذر میں ہوئی۔ ان سے حضرت ادریس علیہ السلام پیدا ہوئے اور وُہ نور (محمدؐ و آلِ محمدؐ کا) ان سب میں یکے بعد دیگرے نمایاں و درخشاں ہوتا رہا۔ لوگ کہتے ہیں کہ قابیل کے زمانہ میں اس کے فرزندوں نے بہت قسم کے باجے تیار کر لیئے تھے۔

فصل ششم

ان وحیوں کا ذکر جو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئیں۔

شروع کتاب میں آدم علیہ السلام کے صحیفوں کا بیان ہو چکا ہے۔

سیّد ابن طاؤس کا بیان ہے کہ صحف ادریسؑ میں لکھا ہے کہ ستائیسویں ماہِ رمضان شب جمعہ تیسرے پہر کو حق تعالیٰ نے ایک کتاب سریانی زبان میں اکیس ورق کی آدمؑ پر نازل کی اور وُہ پہلی کتاب تھی جو خدا نے زمین پر بھیجی۔ اس میں تمام زبانیں اور لغتیں مذکور تھیں۔ مجموعًا ہزار زبانیں تھیں کہ ایک زبان والے دُوسری زبان کو بغیر تعلیم نہیں سمجھ سکتے۔ اور دلائل وجودِ باری اور واجبات اور اُس کے احکام اور شریعتیں اور سُنتیں اور اُس کے حُدود تھے۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام جعفر صادقؑ اور امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میں تیرے لیئے سخن حق اور خیر اور نیکی کو چار کلموں میں جمع کیئے دیتا ہوں جن میں سے ایک کلمہ میرا ہے، ایک تمہارا ہے ایک کلمہ میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، اور ایک کلمہ تمہارے اور مخلوق کے درمیان مشترک ہے۔ جو مجھ سے متعلق ہے وُہ یہ ہے کہ میری عبادت کرنا اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کرنا۔ اور جو تم سے متعلق ہے یہ ہے کہ تم کو تمہارے عمل کی جزا اس وقت عطا کروں گا جبکہ تم اس کے لیئے زیادہ محتاج ہوگے۔ اور جو کلمہ میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یہ ہے کہ تم کو لازم ہے کہ مجھ سے دُعا کرو قبول کرنا

عہ رومی مہینہ کا نام جو عمومًا اکتوبر و نومبر شمسی میں پڑتا ہے اور ۳۱ دن کا ہوتا ہے۔ ۱۲

عہ تموز بھی رومی مہینے کا نام ہے یہ بھی ۳۱ دن کا ہوتا ہے اور جولائی و اگست شمسی میں اس کا ساتھ ہوتا ہے۔ ۱۲

میرے ذمّہ ہے۔ اور جو تمہارے اور لوگوں کے درمیان مشترک ہے یہ ہے کہ جو کچھ تم اپنے لیئے پسند کرو وہی لوگوں کے لیئے بھی پسند کرو۔

فصل ہفتم } حضرت آدم علیہ السّلام کی وفات۔ آپ کی عمر مبارک۔ اور حضرت شیثؑ سے آپ کی وصیت وغیرہ :۔

صحیح و معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ پیغمبروں کے نام اور اُن کی عمریں حضرت آدم علیہ السّلام کے سامنے پیش کی گئیں۔ جب حضرت داؤد علیہ السّلام کے نام تک پہنچے اور ان کی عمر چالیس سال دیکھی۔ عرض کی پروردگارا داؤد کی عمر کس قدر کم ہے اور میری عمر کس قدر زیادہ ہے۔ پروردگارا اگر میں اپنی عمر سے تیس سال اس کی عمر میں زیادہ کردوں اور بر دلیتے دیگر ساٹھ سال بڑھادوں تو کیا تو اس کو ثبت فرمائے گا؟ وحی ہوئی کہ ہاں۔ عرض کی میری عمر سے تیس یا ساٹھ سال کم کرکے اُس کے لیئے لکھ دے۔ جب آدمؑ کی عمر تمام ہوئی، ملکُ الموت اُن کی رُوح قبض کرنے کے لیئے نازل ہوئے۔ آدم نے کہا ابھی تو میری عمر کے تیس یا ساٹھ سال باقی ہیں۔ ملکُ الموت نے کہا کہ کیا آپ نے وُہ داؤدؑ کو نہیں دی جس وقت کہ آپ کی ذرّیت سے پیغمبروں کے نام اور اُن کی عمریں آپ کے سامنے پیش کی گئیں اُس وقت آپ وادیٔ جنان میں تھے۔ آدمؑ نے کہا مجھے یاد نہیں ہے۔ ملکُ الموت نے کہا کہ اے آدمؑ انکار نہ کرو۔ کیا تم نے خدا سے سوال نہیں کیا کہ تمہاری عمر سے کم کرکے داؤد کی عمر میں اضافہ فرمادے۔ خدا نے زبور میں ثبت فرمایا اور تمہاری عمر سے محو کردیا۔ آدمؑ نے کہا زبور لاؤ تاکہ میں دیکھ کر یاد کروں۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ آدمؑ سچ کہتے تھے کہ انہیں یاد نہ تھا۔ لہٰذا اُسی روز سے مقرر ہُوا کہ لین دین اور دُوسرے معاملات کے بارے میں تحریر لکھ لیں تاکہ انکار نہ کیا جاسکے۔

اور حدیث حضرت صادقؑ میں ہے کہ حق تعالیٰ نے ابتدا میں جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور ملکُ الموت سے فرمایا کہ اس باب میں تحریر لکھیں کیوں کہ آدمؑ بھول جائیں گے۔ تو تحریر لکھی گئی اور ان فرشتوں نے اپنے بازوؤں پر طینت علّیین سے مہر کیا۔ جب آدمؑ نے انکار کیا ملکُ الموت نے تحریر نکال کر دکھلائی حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہی سبب ہے کہ جب قرض کی تحریر پیش کی جاتی ہے تو قرضدار کو ندامت ہوتی ہے [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے، کہ حضرت آدم علیہ السّلام علیل ہُوئے تو حضرت شیثؑ کو طلب کیا اور کہا اے فرزند میری اجل قریب ہے میں بیمار ہُوں میرے پروردگار نے

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ حدیثیں اس کے خلاف ہیں جو علمائے شیعہ میں مشہور ہے کہ "انبیا پر سہو جائز نہیں" اس لیئے اکثر علماء نے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ ۱۲ منہ

اپنی سلطنت سے یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو بھیجا ہے اور یقیناً مجھ سے عہد متعلّق کیا ہے اسی کے بارے میں تم کو میں اپنا وصی کرتا ہوں۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے سپرد فرمایا ہے ان سب کا میں تم کو خزینہ دار بناتا ہوں۔ یہ میرے سر کے نیچے کتاب وصیّت ہے اس میں علم کا اثر اور خدا کے اسمائے بزرگ ہیں۔ جب میری وفات ہوجائے ان کو لے لینا اور ہرگز کسی کو اس پر مطلع نہ کرنا اور نہ سال آئندہ تک اُس پر نظر کرنا۔ اس صحیفہ میں سب کچھ ہے جن کی تم کو اپنے امور دینی و دنیوی میں ضرورت ہوگی۔ آدم علیہ السّلام اُس صحیفہ کو جنت سے لائے تھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے بہشت کے میوہ کی خواہش ہے، کوہ حدید پر چلے جاؤ وہاں جس ملک کو دیکھنا میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میرے پدر بیمار ہیں اور تم سے بہشت کا میوہ ہدیۃً طلب کرتے ہیں۔ شیثؑ پہاڑ پر گئے جبرئیلؑ کو ملائکہ کے گروہ کے ساتھ دیکھا۔ جبرئیل علیہ السّلام نے سلام کی ابتدا کی اور کہا اے شیثؑ کہاں جاتے ہو؟ پُوچھا اے بندۂ خدا تُو کون ہے، کہا میں رُوح الامین جبرئیلؑ ہُوں شیثؑ نے حضرت آدم علیہ السّلام کا پیغام پہنچایا۔ اور جبرئیلؑ نے کہا اے شیثؑ تمہارے پدر پر بھی سلام ہو وُہ دُنیا سے مفارقت کرگئے اور ہم سب اسی لیئے نازل ہُوئے ہیں۔ خدا اس مصیبت میں تم کو اجر عظیم عطا کرے، صبرِ جمیل کرامت فرمائے اور تمہاری وحشت کو اُنس سے تبدیل کرے، واپس چلو ــــ! شیثؑ یہ سُن کر واپس ہُوئے وُہ فرشتے اپنے ساتھ جو کچھ ضرورت تھی آدمؑ کی تجہیز و تکفین کے لیئے لائے تھے۔ جب آدمؑ کے پاس پہنچے پہلا کام جو شیثؑ نے کیا یہ تھا کہ صحیفہ وصیت کو آدمؑ کے سر کے نیچے سے نکال کر اپنے شکم پر باندھا۔ جبرئیلؑ نے کہا مُبارک ہو اے شیثؑ! تمہارے مثل کون ہے۔ خدا نے تم کو اپنی کرامت سے مسرور کیا اور اپنا لباسِ عافیت تم کو پہنایا۔ اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں کہ خدا نے تم کو اپنی جانب سے ایک امرِ بزرگ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ پھر جبرئیلؑ اور شیثؑ نے آدمؑ کو غسل دینا شروع کیا۔ جبرئیلؑ بتاتے جاتے تھے یہاں تک کہ فارغ ہُوئے پھر اُن کو کفن پہنانے اور حنوط کرنے کی تعلیم دی۔ اُس سے فارغ ہُوئے تو قبر کھودنا سکھلایا۔ پھر شیثؑ کا ہاتھ پکڑ کر سامنے کھڑا کیا کہ آدمؑ پر نماز پڑھیں جس طرح کہ ہم لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کہا کہ ستّر تکبیریں کہو اور اُن کو نماز میّت کی تعلیم دی۔ اور ملائکہ کو حکم دیا کہ شیثؑ کے پیچھے صف قائم کریں جس طرح کہ آج ہم لوگ پیشنمازوں کے پیچھے صفیں قائم کرتے ہیں۔ شیثؑ نے کہا کہ کیا درست ہے کہ میں باوجود تمہاری اس منزلت کے جو پیشِ خدا تم کو حاصل ہے اور تمہارے ساتھ بزرگ ملائکہ ہیں میں تمہاری پیشنمازی کروں۔ جبرئیلؑ نے کہا شاید تم کو معلوم نہیں ہے کہ جب خدا نے تمہارے پدر بزرگوار کو خلق فرمایا ان کو ملائکہ کے درمیان کھڑا کیا

اور ہم سب کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں لہٰذا وہ امام ہوئے اور یہ سنّت ان کے فرزندوں میں جاری ہوئی۔ آج وہ دنیا سے تشریف لے گئے اور تم ان کے وصی اور ان کے علم کے وارث اور قائم مقام ہو۔ ہم کیوں کر تم پر تقدیم کریں۔ تم ہمارے امام ہو۔ تو شیثؑ نے ان کے ساتھ آدم علیہ السلام پر نماز پڑھی جس طرح جبرئیلؑ نے ان کو تعلیم دی۔ پھر جبرئیلؑ نے اُن کو دفن کا طریقہ بتایا۔ جب آدم علیہ السلام کے دفن سے فارغ ہوئے اور جبرئیلؑ اور ملائکہؑ نے چاہا کہ آسمان پر جائیں، حضرت شیثؑ روئے اور فریاد کی کہ یا وحشتاہ۔ جبرئیلؑ نے کہا چونکہ خدا تمہارے ساتھ ہے تم کو کوئی وحشت نہیں ہے۔ اور ہم خدا کے حکم سے تمہارے پاس آتے رہیں گے اور خدا تمہارا مونس ہے رنجیدہ نہ ہو اور اپنے پروردگار کے ساتھ نیک گمان رکھو کیونکہ وہ تم پر مہربان ہے۔ غرض جبرئیل و ملائکہ علیہم السلام آسمان پر چلے گئے۔ اس وقت قابیل جو اپنے باپ کے خوف سے ان کی زندگی میں بھاگ گیا تھا پہاڑ سے نیچے آیا۔ اس نے شیثؑ سے ملاقات کی اور کہا میں نے اپنے بھائی ہابیلؑ کو اس لیئے مار ڈالا کہ میری قربانی قبول نہیں ہوئی اور اس کی قبول ہوئی۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کو وہ مرتبہ حاصل ہو جائے گا جو آج تجھے حاصل ہے۔ اور میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنے باپ کا وصی و جانشین ہو جس طرح کہ تو آج ہے۔ اگر تو ایک کلمہ بھی اس میں سے جو تیرے باپ نے تجھے بتلایا ہے ظاہر کرے گا تو یقیناً تجھ کو بھی مار ڈالوں گا جس طرح کہ ہابیل کو مار ڈالا۔ اسی مضمون کے قریب قریب معتبر سند کے ساتھ امام زین العابدینؑ سے بھی منقول ہے۔ اور یہ بھی مذکور ہے کہ شیثؑ نے آدمؑ پر پچھتر تکبیریں کہیں۔ ستر آدم علیہ السلام کے لیئے اور پانچ اُن کے فرزندوں کے لیئے۔

بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ ہابیل کے قتل پر مطلع ہوئے بہت روئے اور خدا سے اپنے حال کی شکایت کی۔ خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ میں تم کو ایک فرزند بخشوں گا جو ہابیل کا عوض اور قائم مقام ہوگا۔ پھر شیثؑ پیدا ہوئے اور ساتویں روز اُن کا نام رکھا گیا۔ خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ یہ پسر میری جانب سے ایک بخشش ہے اس کا نام ہبتہ اللہ (اللہ کی بخشش) رکھو آدمؑ نے ہبتہ اللہ رکھا۔ جب وفات کا وقت آیا خدا نے اُن کو وحی کی کہ میں تم کو دنیا سے اپنے جوارِ رحمت کی طرف بلانے والا ہوں لہٰذا اپنے بہترین فرزند کو جو میری بخشش ہے وصیت کرو اور اپنا وصی قرار دو۔ جو اسماء میں نے تم کو تعلیم کیئے ہیں اس کے سپرد کرو۔ کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ زمین اُس عالم سے خالی رہے جس کو میری طرف سے علم عطا ہوا ہو اور میرے حکم کے مطابق حکم کرتا ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو اپنی مخلوق پر

حجّت قرار دوں۔ تو آدمؑ نے اپنی تمام اولاد زن و مرد کو جمع کیا اور کہا اے فرزندو میں دنیا سے جانے والا ہوں اور خدا کا حکم ہے کہ میں اپنے بہترین فرزند ہبتہ اللہ کو وصیت کروں۔ بیشک خدا نے اُس کو پسند کیا ہے اور میرے بعد تمہارے لیئے اختیار فرمایا ہے۔ لہٰذا اُس کی بات سنو اور اُس کی اطاعت کرو کہ وہ تم لوگوں پر میرا وصی اور خلیفہ ہے۔ سب نے کہا ہم نے سنا اور اس کی اطاعت کریں گے۔ پھر آدم علیہ السلام کے حکم سے ایک تابوت بنایا گیا۔ آدمؑ نے اپنا علم اور اسما اور وصیت اس میں محفوظ کیا اور ہبتہ اللہ کے سپرد کیا اور کہا دیکھو جب میں مر جاؤں مجھ کو غسل و کفن دینا اور نماز پڑھ کر دفن کرنا۔ اور جب تمہاری وفات کا وقت آئے اور تم کو آثار معلوم ہوں تو اپنے فرزندوں میں جو سب سے نیک اور سب سے افضل اور سب سے زیادہ تم سے مصاحبت رکھتا ہو اس کو وصیت کرنا، اور زمین کو بغیر کسی عالم کے جو ہم اہل بیت میں سے ہو خالی نہ چھوڑنا۔ اے فرزند خدا نے مجھ کو زمین پر بھیجا اور اس میں اپنا خلیفہ قرار دیا اور خلق پر اپنی حجّت گردانا۔ اور میں تم کو اپنے بعد زمین میں اپنی حجت قرار دیتا ہوں۔ اور تم بھی جب تک کسی کو خدا کی مخلوق پر اس کی حجت اور اپنے بعد وصی نہ قرار دے لو دنیا سے رخصت نہ ہونا۔ اور اس وصی کو تابوت اور جو کچھ اس میں ہے سب سپرد کر دینا جس طرح میں نے تم کو سپرد کیا ہے اور اُس کو آگاہ کرنا کہ میرے فرزندوں میں سے ایک پیغمبر جلد آنے والا ہے جس کا نام نوحؑ ہوگا اس کی قوم طوفان میں غرق ہو گی۔ اور اپنے وصی کو وصیت کرنا کہ تابوت اور جو کچھ اس میں ہے سب کی حفاظت کرے۔ اور تاکید کر دینا کہ جب اس کی وفات کا وقت آئے اپنے بہترین فرزند کو اپنا وصی قرار دے اور ہر وصی اپنی وصیت کو تابوت میں رکھتا جائے۔ اور ہر ایک اپنے بعد دوسرے کو ان امور کی وصیت کرتا رہے اور ان میں سے جو شخص نوحؑ سے ملاقات کرے اس کو چاہیئے کہ اُن کے ساتھ کشتی پر سوار ہو اور نوح علیہ السلام کو چاہیئے کہ تابوت کو مع تمام اشیاء کے کشتی میں لے جائیں جو اس میں ہو۔ اور کوئی شخص اُن سے پیچھے نہ رہ جائے۔ اے ہبتہ اللہ اور میرے تمام فرزندو! قابیل ملعون سے پرہیز کرنا۔ غرض جب آدم علیہ السلام کی رحلت کا دن آیا۔ اور ملکؑ الموت نازل ہوئے تو آدمؑ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں خدا کا بندہ اور زمین میں اُس کا خلیفہ ہوں۔ اُس نے احسان کی میرے ساتھ ابتدائی اور اپنے ملائکہ کو حکم دیا کہ مجھے سجدہ کریں اور مجھے تمام اسما کی تعلیم دی۔ پھر مجھے اپنی بہشت میں ساکن کیا اور بہشت کو میرا دار قرار اور وطن بنایا تھا حالانکہ مجھے اس لیئے خلق کیا تھا کہ میں زمین میں ساکن رہوں کیونکہ اُس کی

یہی مشیت تھی۔ اُس نے اپنی تقدیر و تدبیر کے ساتھ یہی ارادہ کیا تھا۔ اور جبرئیلؑ آدمؑ کے لیئے کفن کے ساتھ حنوط اور تخت بہشت سے لائے تھے۔ ان کے ساتھ ستر ہزار ملک نازل ہوئے تھے تاکہ آدم علیہ السلام کے جنازہ میں شریک رہیں۔ ہبتہ اللہ نے جبرئیل علیہ السلام کی مدد سے غسل دیا اور کفن پہنایا اور حنوط کیا۔ پھر جبرئیلؑ نے ہبتہ اللہ سے کہا کہ آگے بڑھو اور اپنے باپ پر نماز پڑھو اور پچھتّر تکبیریں کہو۔ ملائکہ نے اُن کی قبر تیار کی اور حضرت آدم علیہ السلام کو دفن کیا اس کے بعد ہبتہ اللہ نے طاعتِ الٰہی کے ساتھ تمام اولادِ آدمؑ میں قیام کیا۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا اپنے بیٹے قینان کو وصیت کی اور تابوت ان کے سپرد کیا۔ قینان اپنے بھائیوں اور آدمؑ کے فرزندوں میں طاعت خدا کے ساتھ قائم رہے۔ جب اُن کی وفات کا زمانہ آیا اپنے بیٹے یرد کو اپنا وصی قرار دیا اور تابوت اور اُن چیزوں کو جو اُس میں تھیں یرد کے سپرد کیا اور نوحؑ کی پیغمبری کے بارے میں اُن سے وصیت کی۔ یرد کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے اخنوع کو وصیت کی جن کو ادریسؑ کہتے ہیں۔ اور تابوت اور اس کی چیزوں کو اُن کے سپرد کیا۔ اخنوع اُن چیزوں کے ساتھ قائم رہے جب اُن کی اجل قریب آئی حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ میں تم کو آسمان پر اُٹھانے والا ہوں لہٰذا اپنے بیٹے خرقائیل کو وصیت سپرد کرو۔ خرقائیل اخنوع کی وصیت پر قائم ہوئے۔ جب اُن کی وفات کا زمانہ آیا انہوں نے اپنے بیٹے نوحؑ کو وصیت کی اور تابوت کو اُن کے سپرد کیا اور تابوت ہمیشہ نوحؑ کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وُہ اپنے ساتھ کشتی پر لے گئے۔ جب اُن کی وفات کا وقت آیا انہوں نے اپنے فرزند سام کو وصیت کی اور تابوت اور اُس کی چیزیں اُن کو سپرد کیں [1]

بسندِ معتبر دیگر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ نے اپنے بیٹے کو جبرئیلؑ کے پاس بھیجا اور کہا کہ اُن سے کہنا کہ میرے لیئے درخت زیتون کی زینت سے جو بہشت میں ایک مقام ہے کھانا لائیں۔ جبرئیلؑ نے اُن سے مُلاقات کی اور کہا کہ واپس چلو کیوں کہ تمہارے باپؑ نے وفات پائی۔ ہم لوگ ان کی آخری خدمت پر مامور ہوئے ہیں اور ان پر نماز پڑھنے کے واسطے آئے ہیں۔ جب غسل کو تمام کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے ہبتہ اللہ آگے کھڑے ہو اور اپنے باپ پر نماز پڑھو۔ ہبتہ اللہ سامنے کھڑے ہوئے اور پچھتّر تکبیریں اُن پر کہیں ستّر تکبیریں تو آدم علیہ السّلام کی فضیلت کے لیئے اور پانچ تکبیریں سنت جاری کرنے کے لیئے۔ اور فرمایا کہ آدم علیہ السّلام ہمیشہ مکّہ میں خدا کی عبادت کیا کرتے تھے جب خدا نے چاہا

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں اور دُوسری حدیثیں اسی مضمون کے ساتھ انشاءاللہ کتاب امامت میں مذکور ہوں گی۔ ۱۲ منہ

کہ ان کی رُوح قبض کرے ملائکہ کو ایک تخت اور بہشت کے کفن و حنوط کے ساتھ بھیجا۔ جب حوّا علیہا السّلام نے فرشتوں کو دیکھا، چاہا کہ ملائکہ اور آدم علیہ السّلام کے درمیان حائل ہو جائیں آدم علیہ السّلام نے کہا مجھ کو خدا کے رسُولوں فرشتوں کے ساتھ چھوڑ دو تو ملائکہ نے ان کی رُوح قبض کی اور آبِ سدر سے غسل دیا اور اُن کی قبر کے لیئے لحد قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ فرزندانِ آدمؑ کے لیئے سُنّت ہے۔ حضرت آدم علیہ السّلام کی عمر نو سو چھتّیس ۹۳۶ سال ہوئی اور وُہ مکّہ میں مدفون ہوئے۔ آدمؑ اور نوح علیہ السّلام کے درمیان پندرہ سو سال کی مدّت گزری۔

بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السّلام نے وفات پائی اور اُن حضرتؑ پر نماز کا وقت آیا، ہبتہ اللہ نے جبرئیل علیہ السّلام سے کہا کہ اے فرستادۂ خدا آگے بڑھو اور خدا کے پیغمبر پر نماز پڑھو۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ خدا نے ہم کو حکم دیا کہ تمہارے پدر کو سجدہ کریں۔ لہٰذا ہم اُن کے نیک فرزندوں پر تقدم نہیں کر سکتے۔ اور تم اُن کے نیک ترین فرزند ہو۔ پس ہبتہ اللہ آگے کھڑے ہوئے اور آدم علیہ السّلام پر نماز (پنجگانہ) کے اعداد کے موافق تکبیریں کہیں جیسا کہ خدا نے اُمّتِ محمدؐ پر واجب قرار دیا۔ اور یہ سُنّت اولادِ آدمؑ میں قیامت تک کے لیئے جاری رہے گی۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام نے میوہ کی خواہش کی اور ہبتہ اللہ اس میوہ کے حاصل کرنے لیئے گئے۔ جبرئیل علیہ السّلام نے اُن سے ملاقات کی اور پوچھا کہاں جاتے ہو؟ کہا آدم علیہ السّلام علیل ہیں اور میوہ طلب کرتے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا واپس چلو کیونکہ خدا نے اُن کی رُوح قبض کرلی۔ جب واپس آکر دیکھا تو وُہ رحلت فرما چکے تھے۔ پھر ملائکہ نے اُن کو غسل دیا اور ہبتہ اللہ سے کہا کہ آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ اور خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ پانچ تکبیریں کہو۔ پھر اُن کا سر نیچے کر کے قبر میں اُتارا، اور قبر کو برابر کیا، اور کہا اسی طرح اپنے مُردوں کے ساتھ کرنا۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ آدمؑ پر تیس تکبیریں کہی گئیں۔ پچیس تکبیریں چھوڑ دی گئیں، پانچ باقی رکھی گئیں۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ کی قبر حرمِ خدا میں ہے۔ اور حضرت رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کی وفات

جمعہ کے روز ہُوئی۔ اکابر علمائے نے مرسلاً روایت کی ہے کہ جب حق تعالےٰ نے آدمؑ کو جنۃ الماویٰ سے زمین پر بھیجا، بہشت کی مفارقت میں اُن کو وحشت ہُوئی تو خدا سے دُعا کی کہ درختانِ بہشت میں سے ایک درخت نازل فرمائے تو خدا نے اُن کے لیئے خرما کا درخت نازل کیا جو اُن کی زندگی میں اُن کا مونس تھا۔ جب اُن کی وفات کا وقت آیا اپنے فرزندوں سے کہا کہ یہ درخت حیات میں میرا مونس تھا اُمید ہے کہ وفات کے بعد بھی مونس ہوگا لہٰذا اس کی ایک ٹہنی کے دو حصّے کرکے میرے کفن میں رکھ دینا۔ اُن کے فرزندوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے بعد پیغمبروں نے ان کی متابعت کی۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ سُنّت متروک ہوگئی تھی، جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو پھر جاری کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدم علیہ السّلام کی رحلت پر قابیل اور شیطان نے شماتت کی اور ایک جگہ جمع ہو کر باجے اور کھیل ایجاد کیئے لہٰذا دنیا میں اس قسم کی جس قدر چیزیں ہیں جن سے لوگ لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں اور لذّت حاصل کرتے ہیں وہی ہیں جنہیں ان دُشمنانِ خدا نے ایجاد کیا۔

عامّہ اور خاصّہ نے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ شیثؑ نے آدمؑ کو ایک غار میں جو کوہِ ابو قبیس پر ہے جس کو غارالکبیر کہتے ہیں دفن کیا۔ اس جگہ وُہ طوفانِ نوحؑ کے زمانہ تک مدفون رہے۔ جب طوفان آیا تو نوحؑ نے اُن کو نکال کر ایک تابُوت میں اپنے ساتھ کشتی میں رکھا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ جب کشتی میں تھے خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ سات مرتبہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کریں۔ جب طواف سے فارغ ہُوئے اور کشتی سے نیچے آئے اُس وقت پانی اُن کے زانوں تک تھا۔ پھر زمین سے ایک تابوت نکالا جس میں حضرت آدم علیہ السّلام کی ہڈیاں تھیں اُس کو کشتی میں داخل کیا اور کعبہ کے گرد بہت طواف کیا پھر کشتی روانہ ہوئی اور کوفہ تک پہنچی، پھر خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اپنے پانی کو اندر کھینچ لے جس طرح کہ اُس کی ابتدا مسجد سے ہوئی تھی۔ پھر نوح علیہ السّلام نے اس تابُوت کو نجف اشرف میں دفن کیا۔ ؎

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسُولؐ نے فرمایا کہ آدمؑ کی عُمر شریف

؎ موٴلف فرماتے ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آدم و نوح علیہم السّلام نجف اشرف میں مدفون ہیں۔ تو جن حدیثوں میں آدم علیہ السّلام کا مکہ میں دفن ہونا مذکور ہے اور جو حدیثیں اس باب میں وارد ہُوئی ہیں وُہ اس پر محمول ہیں کہ اوّل اسی جگہ مدفون ہُوئے تھے۔ ۱۲ منہ

نوسوتیس سال ہوئی۔ اور سیّد ابن طاؤس نے بحوالہ صحف ادریسؑ بیان کیا ہے کہ آدم علیہ السّلام دس روز تپ میں مبتلا رہے۔ ان کی وفات روز جمعہ پندرہ محرم کو ہُوئی اور غار کوہِ ابو قبیس میں رُو بقبلہ دفن ہوئے اُن کی عمر اُس روز سے کہ ان کے جسم میں رُوح داخل ہوئی وفات کے روز تک ایک ہزار تیس سال تھی۔ ان کی وفات کے ایک سال اور پندرہ روز بعد حوّا علیہا السّلام بیمار ہوئیں اور فوت ہُوئیں اور آدمؑ کے پہلو میں مدفون ہوئیں۔ سیّد کا بیان ہے کہ میں نے توریت کے سفر سوم میں دیکھا کہ آدمؑ کی عمر نوسو تیس سال تھی اور یہی مدّت محمد بن خالد برقی نے بھی کتاب بدایہ میں بروایت حضرت صادقؑ بیان کی ہے ؎

بسند معتبر امام حسنؑ سے منقول ہے کہ اوّل جو شخص کہ حضرت آدمؑ کے بعد مبعوث ہوا حضرت شیثؑ تھے۔ ان کی عمر ہزار سال تھی۔ اور حدیث ابو ذرؓ میں ہے جو مذکور ہو چکی کہ حضرت شیثؑ کی زبان سریانی تھی۔ ان پر پچاس صحیفے نازل ہُوئے۔ اکثر ارباب تاریخ نے بیان کیا ہے جبکہ آدمؑ کی عمر دو سو پینتیس سال ہوئی تو حضرت شیثؑ پیدا ہُوئے اور ان کی عمر نو سو بارہ سال ہوئی۔ وُہ اپنے باپ ماں کے پہلو میں ابو قبیس کے غار میں دفن ہُوئے۔

سیّد ابن طاؤس نے ذکر کیا ہے کہ میں نے صحیفہ ادریسؑ میں دیکھا ہے کہ خدا نے شیثؑ پر پچاس صحیفے نازل کیئے جن میں خدا کے وجود کے دلائل، فرائض احکام اور سنن و شرائع اور حدود الٰہی مرقوم تھے۔ حضرت شیثؑ مکہ میں رہتے تھے اور ان صحیفوں کو اولاد آدمؑ کو سنایا کرتے تھے۔ اور ان کی تعلیم فرماتے۔ خدا کی عبادت کرتے اور کعبہ کو آباد رکھتے تھے اور حج و عمرہ بجا لاتے تھے یہاں تک کہ اُن کی عمر نو سو بارہ سال ہُوئی۔ جب وُہ بیمار ہُوئے تو اپنے فرزند انوس کو اپنا وصی بنایا اور اُن کو تقویٰ و پرہیزگاری اور خدا سے ڈرتے رہنے کی تاکید فرمائی۔ ان کی رحلت ہُوئی تو ان کو انوس نے اپنے بیٹے قینان اور ان کے (قینان کے) بیٹے مہلائیل کی مدد سے غسل دیا اور انوس نے نماز پڑھائی اور غار ابو قبیس میں آدم علیہ السّلام کی داہنی جانب دفن کیا۔

؎ موٴلف فرماتے ہیں کہ مفسّرین و مؤرخین کے درمیان آدمؑ کی عمر میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہزار سال ان کے لیئے مقدر ہُوئے تھے۔ ساٹھ سال داؤدؑ کو دیئے تھے اور انکار کیا تو پھر ان کی عمر ہزار سال ہوگئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ نوسو چھتیس سال عمر تھی۔ بعضوں نے نوسو تیس سال کہا ہے۔ احادیث سابقہ سے معلوم ہُوا کہ آخر کے دونوں قول میں سے ایک صحیح ہے۔ اور ممکن ہے کہ نوسو چھتیس سال ہُوئی ہو اس بنا پر ممکن ہے کہ بعض حدیثوں میں اکائیوں کا ذکر نہ کیا ہو بلکہ دہائیوں پر اکتفا کی ہو۔ اور عرفِ عام میں یہ رائج ہے۔ ۱۲ منہ

باب سوم: حضرت ادریس علیہ السلام کے حالات

حق تعالےٰ نے فرمایا ہے: وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ (آیت ۵۶، ۵۷۔ سورۃ مریم پ۱۶) "(اے رسولؐ) ادریسؑ کو یاد کرو یقیناً وہ بہت تصدیق کرنے والے اور بڑے سچے پیغمبر تھے۔ اور ہم نے ان کو بہت اونچی جگہ بلند کرکے پہنچا دیا۔"

کتب معتبرہ میں وہب سے روایت ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ایک تنومند اور کشادہ سینہ مرد تھے۔ ان کے جسم پر بال کم تھے اور سر پر زیادہ تھے۔ ان کا ایک کان دوسرے کان سے بڑا تھا۔ ان کے سینے کے بال باریک تھے۔ وہ آہستہ گفتگو کرتے تھے۔ راستہ چلنے میں قدم نزدیک نزدیک رکھتے تھے۔ ان کو "ادریس" اس واسطے کہتے ہیں کہ خدا کی حکمتیں اور اسلام کی خوبیوں کا درس دیا کرتے تھے۔ اپنی قوم میں انہوں نے عظمت وجلال الٰہی کے بارے میں غور و فکر کیا اور کہا کہ اس آسمان و زمین اور اس خلق عظیم اور آفتاب و ماہتاب اور ستاروں اور بادلوں اور تمام مخلوقات کا کوئی خالق اور پیدا کرنے والا ہے جو اپنی قدرت سے ان میں تدبیر کرتا اور اُن کی اصلاح کرتا ہے۔ لہٰذا سزاوار ہے کہ میں اس کی عبادت کروں جو حق عبادت ہے۔ اس غرض سے انہوں نے اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ خلوت اختیار کی۔ ان کو نصیحت کرتے اور خدا کو یاد دلاتے اور خدا کے عذاب سے ڈراتے اور خالق کائنات کی عبادت کی دعوت دیتے تھے۔ اس تبلیغ کے سبب ان میں سے ایک ایک کرکے سات افراد ان کے ہمنوا ہو گئے۔ پھر ستر تک تعداد پہنچی، پھر سات سو، پھر ایک ہزار تک ان کے ہم خیال ہو گئے۔ تو اُن سے کہا کہ آؤ ہم نیک ترین سو اشخاص کا انتخاب کریں۔ تو اُن ہزار میں سے سو افراد کو چُنا۔ پھر اُن میں سے ستر اور پھر ان میں سے دس اور دس میں سے سات نفوس کا انتخاب کیا اور فرمایا آؤ ہم سات اشخاص دُعا کریں اور باقی سب لوگ آمین کہیں۔ شاید ہمارا خالق اپنی عبادت کی جانب ہماری رہبری فرمائے۔ غرض ہاتھ زمین پر رکھ کر دُعا کی، کچھ اُن پر ظاہر نہ ہُوا۔ پھر آسمان کی جانب ہاتھ بلند کرکے دُعا کی تو خدا نے حضرت ادریس علیہ السلام پر وحی فرمائی اور اُن کو اپنا پیغمبر قرار دیا۔ ان کی اور ان لوگوں کی جو آپ پر ایمان لائے اپنی عبادت کی جانب رہنمائی کی تو وہ لوگ برابر عبادت میں مشغول رہتے اور کسی کو خدا کے ساتھ شریک نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ادریسؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ پھر وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے سوائے چند افراد کے دین سے منحرف ہو گئے اور اُن کے درمیان اختلافات رونما ہُوئے اور بدعتیں

پیدا ہوئیں یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام اُن پر مبعوث ہُوئے۔

حدیث ابوذر میں بیان ہو چکا کہ حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے نازل ہُوئے اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم سے لکھنا شروع کیا اور کپڑے سی کر پہنے۔ اُن سے پہلے لوگ درختوں کے پتّوں سے ستر پوشی کرتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام خیاطی کرتے تھے اور ساتھ ہی تسبیح و تقدیس و تکبیر و تمجید خدا کرتے رہتے تھے۔

بسندہائے معتبر بسیار حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مسجد سہلہ ادریسؑ کا مکان تھا جہاں وہ خیاطی کرتے اور نماز پڑھتے تھے۔ جو شخص اُس جگہ دُعا کرتا ہے خداوند عالم اُس کی حاجت بر لاتا ہے اور قیامت میں اُس کو مقام بلند تک پہنچائے گا جو ادریس علیہ السلام کی جگہ ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کی پیغمبری کی ابتدا یوں ہوئی کہ اُن کے زمانہ میں ایک ظالم بادشاہ تھا ایک روز وہ سیر و تفریح کے لئے نکلا اُس کا گزر ایک زمین سرسبز پر ہُوا جو ایک مومن خالص کی زمین تھی جس نے دین باطل کو ترک کرکے اہل باطل سے بیزاری اور علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ بادشاہ کو وہ زمین پسند آئی، وزیروں سے پوچھا یہ کس کی زمین ہے۔ انہوں نے بتایا کہ فلاں مومن کی ہے جو آپ کی رعایا میں سے ہے بادشاہ نے اُس کو بلوایا اور اُس سے زمین کی خواہش کی۔ اس نے کہا میرے بال بچے تجھ سے زیادہ اس زمین کے محتاج ہیں۔ بادشاہ نے کہا اس زمین کو قیمت لے کر مجھے دے دو۔ اس نے کہا نہ میں فروخت کروں گا اور نہ یوں ہی بلاقیمت دوں گا، اس کا ذکر ہی چھوڑ دو۔ بادشاہ کو غصہ آیا اور اس کے تیور بگڑ گئے۔ اسی حالت میں غضبناک اور متفکر واپس ہُوا۔ اس کی ایک زوجہ ازارقہ میں سے تھی جس کو وہ بہت چاہتا تھا اور اکثر اس سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ جب وہ اپنے دربار میں بیٹھا تو اس عورت کو بلایا۔ اُس عورت نے بادشاہ کو بہت غضبناک دیکھا، پوچھا اے بادشاہ کیا ایسا معاملہ ہُوا کہ تو اس قدر غصہ میں ہے۔ بادشاہ نے زمین کا قصّہ اس سے بیان کیا۔ اس عورت نے کہا اے بادشاہ غم وہ کرتا ہے اور پیچ و تاب غصہ میں وہ کھاتا ہے جس کو انتقام و تغیّر کی طاقت نہیں ہوتی۔ اگر تو اس کو بغیر کسی حیلے کے قتل نہیں کرنا چاہتا تو میں اس کے مار ڈالنے کی تدبیر و حیلہ کرتی ہوں کہ زمین بھی تیرے قبضہ میں آ جائے، اور رعایا کے نزدیک اس کے قتل کے بارے میں تجھ پر کوئی الزام بھی نہ رہے۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کون سی تدبیر ہے؟ اس نے کہا کہ ازارقہ کی ایک جماعت اس کے پاس بھیجتی ہوں کہ اُس کو پکڑ لاویں۔ اور تیرے سامنے گواہی دیں کہ وہ تیرے دین سے پھر گیا ہے۔ اس طرح تو اُس کو قتل کرکے اس کی زمین پر قابض ہو سکتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا ایسا ہی کر۔ ازارقہ

...ں سے کچھ اشخاص اس عورت کے دین پر تھے جو مومنین کا قتل حلال جانتے تھے۔ اُس نے اُن
کو طلب کیا۔ اُنہوں نے بادشاہ کے سامنے گواہی دی کہ وُہ بادشاہ کے دین سے منحرف ہوگیا
ہے۔ یہ سُنکر بادشاہ نے اس کو قتل کرادیا اور اس کی زمین پر قبض ہوگیا۔ اس مومن کے
قتل کی وجہ سے حق تعالیٰ غضبناک ہُوا اور ادریس علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس جبار وظالم کے
پاس جاکر کہو کہ تُونے اس مومن کے قتل پر اکتفا نہ کی بلکہ اُس کی زمین بھی غصب کرلی اور اس کے
اہل وعیال کو محتاج ومجبور کردیا۔ مجھے اپنے عزّت وجلال کی قسم ہے کہ قیامت میں اس کے
بدلے میں تجھ سے انتقام لُوں گا۔ اور دُنیا میں تیری بادشاہی مٹا دوں گا۔ تیرے شہر کو برباد
کروں گا تیری عزّت کو ذلّت میں تبدیل کروں گا اور تیری عورت کا گوشت کتّوں کو کھلا دوں گا۔
کیا میرے حلم اور برداشت نے جو تیرے امتحان کا باعث تھا، تجھ کو مغرور کردیا ہے؟ حضرت
ادریس علیہ السلام اس کے پاس پہنچے جس وقت کہ وُہ اپنے دربار میں تھا اور اس کے گرد اس کے
اصحاب بیٹھے ہُوئے تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا اے جبّار میں خدا کا رسُول ہوں پھر اس کا
پیغام پہنچایا۔ اس نے کہا اے ادریسؑ میرے دربار سے نکل جاؤ میرے ہاتھ سے اپنی جان نہ بچا
سکوگے۔ پھر اس عورت کو بُلایا اور ادریسؑ کی گفتگو بیان کی۔ اس نے کہا ادریسؑ کے خدا کی رسالت
سے خوف مت کر میں کسی کو بھیج کر ادریسؑ کو قتل کرائے دیتی ہوں۔ تاکہ اس کے خدا کی رسالت
باطل ہوجائے۔ بادشاہ نے کہا ایساہی کر۔ ادریس علیہ السلام کے شیعوں میں سے بھی چند اصحاب
تھے جو ان کی مجلس میں حاضر ہُوا کرتے تھے، حضرت ادریسؑ نے اُن کو بھی آگاہ کردیا تھا جو کچھ خدا
نے اُن کو وحی کی تھی اور جو پیغام اُنہوں نے بادشاہ کو پہنچایا تھا۔ وُہ حضرت ادریس علیہ السلام کے
بارے میں خوف زدہ ہُوئے کہ اب حضرتؑ کو وُہ سب قتل کردیں گے۔ اُس عورت نے ازارقہ کے چالیس
آدمیوں کو ادریس علیہ السلام کے قتل کرنے کو بھیجا۔ وُہ حضرتؑ کے جائے قیام پر آئے جہاں وہ اپنے
اصحاب کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن اُن کو وہاں نہ پایا اور واپس گئے۔ ادریسؑ کے دوستوں
نے دیکھا کہ وُہ حضرتؑ کے قتل کے ارادہ سے آئے تھے تو وُہ منتفرق ہوگئے۔ اور ادریسؑ
سے ملاقات کرکے ان ظالموں کے ارادہ سے آگاہ کیا کہ آج چالیس اشخاص آپ کے قتل کے
ارادہ سے آئے تھے ہوشیار رہیئے گا۔ بلکہ اس شہر سے چلے جائیے۔ حضرت ادریس علیہ السلام اسی
روز اپنے اصحاب کو لے کر شہر سے باہر نکل گئے۔ صبح کو خدا سے دُعا کی کہ پالنے والے تُونے
مجھے اس ظالم کے پاس بھیجا۔ میں نے تیرا پیغام اس کو پہنچایا۔ اُس نے مجھے قتل کی دھمکی دی
اور اب میرے مار ڈالنے کے درپے ہے۔ خدانے وحی فرمائی کہ تم اس سے علیحدہ رہو مجھے
اس کے ساتھ چھوڑ دو۔ مجھے اپنی عزّت کی قسم ہے کہ مَیں اپنا حکم اس پر جاری کروں گا

اور تمہاری بات اور اپنی رسالت سچ کر دکھاؤں گا۔ ادریس علیہ السلام نے عرض کی پالنے والے
میری ایک حاجت ہے۔ خدانے فرمایا بیان کر میں تمہاری حاجت برلاؤں گا۔ عرض کی جب تک
میں نہ عرض کروں ان پر بارش نہ ہو۔ خدانے فرمایا اے ادریسؑ ان کے شہر تباہ ہوجائیں گے اور
لوگ بھُوکے مرجائیں گے۔ ادریسؑ نے کہا جو کچھ ہو میری تو یہی التجا ہے۔ خدانے فرمایا اچھا منظور
ہے۔ جب تک تم دُعا نہ کروگے اُن کے لیئے بارش نہ ہوگی اور میں سب سے زیادہ اپنے
عہد کو پُورا کرنے کا سزاوار ہوں۔ یہ سُنکر ادریس علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو آگاہ کیا اُس سے
کہ جو کچھ خدا سے دُعا کی تھی اور جو کچھ جواب ملا تھا۔ اور فرمایا اے میرے دوستو اس شہر سے
دُوسرے شہروں میں چلے جاؤ۔ وُہ بیس اشخاص تھے سب دُوسرے شہروں میں منتفرق ہوگئے
اور تمام شہروں میں یہ مشہور ہوگیا کہ ادریسؑ نے خدا سے ایسی دُعا کی ہے۔ ادریسؑ خود بھی ایک
بلند پہاڑ کے غار میں جاکر پوشیدہ ہوگئے۔ خدانے ایک فرشتہ کو اُن پر موکل فرمایا جو روزانہ
شام کو ان کے پاس کھانا لایا کرے۔ وُہ حضرتؑ ہر روز دن کو روزہ رکھتے تھے۔ شام کو
فرشتہ اُن کے لیئے کھانا لاتا تھا۔ اُدھر خدانے اُس بادشاہ جبّار کی حکومت برباد کردی
وُہ قتل کردیا گیا، اُس کا شہر مٹادیا گیا اور اُس کی عورت کا گوشت کتّوں نے کھایا اس سبب سے
کہ اس مومن پر اُس نے ظلم کیا تھا۔ پھر اُس شہر میں ایک دُوسرا ظالم سرکشی کرنے والا پیدا
ہُوا۔ اسی طرح بیس سال گزرے کہ ایک قطرہ پانی کا نہ برسا۔ اس شہر والے سخت تکلیف واذیت
میں مبتلا ہُوئے۔ ان کے حالات بہت خراب ہوگئے۔ وُہ دُوسرے دُور دُور کے شہروں سے
سامانِ خوراک لاتے تھے۔ جب اُن کا حال بہت تباہ ہوگیا انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہ بلا
جو ہم پر نازل ہوئی ہے اس سبب سے ہے کہ ادریس علیہ السلام نے خدا سے دُعا کی ہے کہ
جب تک وُہ نہ چاہیں آسمان سے بارش نہ ہو اور وُہ ہم سے پوشیدہ ہوگئے ہیں اُن کا
پتہ ہم کو نہیں معلوم۔ لیکن خدا ہمارے اُوپر اُن سے بہت زیادہ مہربان ہے لہٰذا ہم کو
چاہیئے کہ خدا کی بارگاہ میں توبہ کریں کہ اس شہر اور اس کے گرد ونواح میں پانی برسائے۔ غرض
انہوں نے موٹے کپڑے پہنے اور اپنے سروں پر خاک ڈالی اور خاک پر کھڑے ہوکر خدا کی
بارگاہ میں گریہ وزاری توبہ واستغفار کرنے لگے۔ خدا کو اُن پر رحم آیا اور ادریس علیہ السلام پر
وحی فرمائی کہ تمہارے شہر والے مجھ سے توبہ واستغفار اور فریاد وزاری کررہے ہیں اور میں
خدائے رحمان ورحیم اور توبہ کا قبول کرنے والا ہوں، گناہوں کو معاف کردیتا ہوں میں نے اُن پر
رحم کیا۔ اور اُن کے سوال بارش پُورا کرنے میں کوئی امر مجھے مانع نہیں ہے مگر یہ کہ تم نے
مجھ سے سوال کیا تھا کہ جب تک تم دُعا نہ کرو بارش نہ کروں گا۔ لہٰذا اے ادریسؑ مجھ سے

طلب کرو تاکہ میں اُن پر بارش بھیجوں۔ ادریسؑ نے عرض کی نہیں پالنے والے میں تو نہیں سوال کرتا پھر وحی ہُوئی کہ بارش کی دُعا کرو۔ ادریسؑ نے پھر انکار کیا تو خدا نے اُس فرشتہ کو وحی کی جو اُن پر کھانا لے جانے کے لیئے مقرر تھا کہ ادریسؑ کے لیئے طعام نہ لے جائے جب شام ہوگئی اور کھانا نہیں پہنچا تو ادریسؑ بھُوک سے بے چین ہُوئے لیکن صبر کیا۔ دُوسرے روز پھر کھانا نہیں آیا تو اُن کی بھوک اور تکلیف اور زیادہ ہُوئی۔ تیسرے روز بھی جب کھانا نہ ملا تو اُن کی بے چینی بہُت زیادہ ہوئی اور صبر نہ ہوسکا۔ خدا کی بارگاہ میں مناجات کی کہ پالنے والے قبل اس کے کہ میری جان میرے جسم سے تو نکالے میری روزی تُونے بند کردی۔ تو خدا نے وحی فرمائی کہ اے ادریسؑ تین روز کھانا نہ ملنے سے فریاد کرنے لگے لیکن اپنے شہر والوں کی بھُوک اور تکلیف کی بیس سال تک تم کو مطلق پرواہ نہیں ہوئی۔ میں نے تم کو بتایا کہ وُہ بہُت تکلیف و مُصیبت میں مبتلا ہیں میں نے ان پر رحم کیا اور میں نے خواہش کی کہ تم بارش کی دُعا کرو تاکہ میں ان کے لیئے پانی برساؤں لیکن تم نے دُعا کرنے سے بخل کیا اس لیئے میں نے تم کو بھُوک کا مزہ چکھایا جس سے تم کو صبر نہ ہوسکا۔ اور فریاد کرنے لگے۔ اب اس غار سے باہر نکلو اور اپنی روزی تلاش کرو۔ میں نے تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دیا کہ خود اپنی روزی کی فکر کرو۔ یہ سُنکر حضرت ادریس علیہ السّلام پہاڑ سے نیچے آئے تاکہ کہیں سے کچھ کھانے کو ملے اور بھُوک کی تکلیف دُور ہو۔ شہر کے قریب پہنچے تو ایک گھر سے دھُواں نکلتے ہُوئے دیکھا، وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک ضعیفہ نے دُو روٹیاں پکائی ہیں اور آگ پر سینک رہی ہے۔ اُس سے فرمایا کہ مجھے کھانے کو دو کہ بھُوک سے بے طاقت ہو رہا ہوں۔ اُس عورت نے کہا اے بندۂ خدا ادریسؑ کی بددُعا نے ہمارے پاس اتنا نہیں رہنے دیا ہے کہ کسی اور کو کھلائیں اور قسم کھائی کہ ان دُو روٹیوں کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ جاؤ اس شہر کے علاوہ کسی اور شہر میں روزی تلاش کرو۔ ادریس علیہ السّلام نے کہا اتنی روٹی تو دے دو کہ میں اپنی جان بچالوں اور میرے پیروں میں چلنے کی طاقت آجائے۔ اس نے کہا یہی دو روٹیاں ہیں ایک میرے لیئے اور ایک میرے بچّے کے واسطے۔ اگر اپنی روٹی تم کو دے دوں تو خود مرتی ہوں اور اگر اپنے بچّے کے حصّہ کی دے دوں تو وُہ مرجائے، کچھ اور نہیں کہ تم کو دوں۔ ادریسؑ نے کہا تمہارا لڑکا چھوٹا ہے، اُس کے لیئے آدھی روٹی کافی ہوگی آدھی میرے واسطے کافی ہے، جس کے سبب زندہ رہ جاؤں گا۔ عورت نے اپنے حصّہ کی روٹی کھالی اور دُوسری روٹی ادریسؑ اور لڑکے میں تقسیم کردی۔ لڑکے نے جب دیکھا کہ ادریسؑ اس کے حصّہ کی روٹی میں سے کھارہے ہیں رونے لگا۔ اور اس قدر مضطرب ہُوا کہ مرگیا۔ عورت بولی کہ اے شخص تو نے میرے بیٹے کو مار ڈالا۔ حضرت ادریسؑ نے فرمایا گھبرا مت۔ میں اس کو خدا کے حکم سے زندہ کیئے دیتا ہوں۔

یہ کہہ کر لڑکے کے دونوں بازو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بولے کہ اے رُوح جو اس فرزند کے جسم سے نکل چکی ہے بحکمِ خدا پھر اس کے بدن میں واپس آجا۔ میں ادریسؑ ہُوں خدا کا پیغمبرؑ۔ وُہ لڑکا فوراً زندہ ہوگیا۔ عورت نے جو یہ دیکھا بولی میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ ادریس پیغمبر علیہ السّلام ہیں۔ اور باہر نکل کر شور مچانے لگی کہ شہر والو مبارک ہو اور تکلیف و مصیبت سے نجات کی خوشخبری ہو کہ ادریسؑ تمہارے شہر میں آگئے۔ حضرت ادریس علیہ السّلام وہاں سے نکل کر اس ظالم بادشاہ اوّل کے مقام پر پہنچے جو ایک ٹیلہ پر تھا۔ پھر اُن کے پاس شہر والوں کا ایک گروہ آیا اور کہا اے ادریسؑ اس بیس سال میں آپ کو ہم پر رحم نہ آیا کہ ہم ایسی تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہیں اور بھُوک سے مر رہے ہیں۔ لہٰذا دُعا کیجیئے خدا بارش کرے۔ ادریسؑ نے کہا اس وقت تک دُعا نہ کروں گا جب تک یہ تمہارا بادشاہ جبار اور تمام شہر والے ننگے پیر اور پیدل میرے پاس آکر التجا نہ کریں۔ جب بادشاہ نے ادریس علیہ السّلام کا یہ کلام سُنا چالیس آدمیوں کو انہیں گرفتار کرنے کے لیئے بھیجا۔ وہ جب ادریسؑ کے پاس پہنچے حضرتؑ نے اُن پر نفرین کی وُہ سب مرگئے۔ بادشاہ نے جو یہ ماجرا سنا تو پانچ سو آدمیوں کو اُن کی گرفتاری کے لیئے بھیجا۔ انہوں نے ادریسؑ سے آکر کہا ہم اس لیئے آئے ہیں کہ آپ کو بادشاہ کے پاس لے چلیں۔ حضرت ادریس علیہ السّلام نے فرمایا کہ ان چالیس آدمیوں کو دیکھو (جو تم سے پہلے مجھے لے جانے کے لیئے آئے تھے) کہ کس طرح مرے ہُوئے پڑے ہیں اگر تم لوگ واپس نہ جاؤگے تو تمہارا ابھی یہی حشر ہوگا۔ انہوں نے کہا اے ادریسؑ بیس سال سے ہم کو بھُوک میں مبتلا کر رکھا ہے اور اب ہم پر نفرین کرتے ہو تمہارے دل میں رحم نہیں ہے۔ ادریسؑ نے فرمایا میں اس جبار کے پاس نہیں جاؤں گا اور نہ بارش کی دُعا کروں گا جب تک وُہ اور تمام شہر والے پیادہ اور ننگے پیر میرے پاس نہ آئیں گے۔ یہ سُن کر وُہ لوگ بادشاہ کے پاس واپس گئے اور ادریسؑ کا قول بیان کیا اور التجا کی تو وہ مع اہلِ شہر کے ادریسؑ کے پاس آیا اور سب نے کھڑے ہو کر عاجزی سے التجا کی کہ وُہ خدا سے بارش کی دُعا کریں۔ ادریسؑ نے منظور کیا اور خدا سے دُعا کی کہ بارش کرے؛ اسی وقت آسمان پر ابر آیا، بجلی چمکنے لگی رعد گرجنے لگے اور بارش شروع ہوئی اور اس حد تک پانی برسا کہ اُن کو غرق ہونے کا گمان ہُوا اور جلد سب اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ انبیا کے معصوم ہونے کے دلائل بیان ہو چکے ہیں اس لیئے خدا کی جانب سے ادریسؑ سے بارش کا دُعا کرنے کا حکم اختیاری و استحبابی ماننا پڑے گا۔ اور دُعا میں تاخیر اور ان لوگوں کو ذلّت کے ساتھ طلب کرنے سے ان حضرتؑ کی غرض دنیوی اقتدار و عظمت اور غضب نفسانی سے انتقام لینا نہ تھی بلکہ مقربانِ بارگاہِ الٰہی کا غصہ گنہگاروں اور سرکشوں پر خدا کے لیئے ہُوا کرتا ہے۔ اور اکثر ہوتا ہے کہ وہ معبود سے انتہائی محبت کے (باقی بر صفحہ ۱۵۴)

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا ایک فرشتہ پر غضبناک ہُوا اور اس کے بال و پَر قطع کر کے ایک جزیرہ میں ڈال دیا، وُہ اس جزیرہ میں مدّتوں پڑا رہا۔ جب خدا نے حضرت ادریسؑ کو مبعوث فرمایا وُہ فرشتہ حضرتؑ کے پاس آیا اور دُعا کی التجا کی، کہ خدا اس سے راضی ہو جائے اور بال و پر عطا فرمائے۔ حضرتؑ نے دُعا کی اور خدا نے اُس پر رحم فرمایا اور اُس کے پر و بازو عطا فرمائے۔ تو فرشتے نے حضرت ادریس علیہ السّلام سے پُوچھا کہ مجھ سے آپ کی کوئی حاجت ہے؟ فرمایا ہاں۔ چاہتا ہوں کہ تو مجھے آسمان پر لے چلے تاکہ ملکؑ الموت کو دیکھوں کیونکہ ان کی یاد سے بے خوف زندگی گزارنا میرے لئے ممکن نہیں۔ اس فرشتہ نے حضرتؑ کو اپنے پَروں پر اُٹھایا اور آسمان چہارم پر لے گیا۔ وہاں حضرتؑ نے ملکؑ الموت کو دیکھا کہ بیٹھے ہُوئے ہیں اور اپنے سَر کو تعجب سے حرکت دے رہے ہیں۔ جناب ادریس علیہ السلام نے ان کو سلام کیا اور سَر ہلانے کا سبب پُوچھا۔ ملکؑ الموت نے کہا کہ ربّ العزّت نے مجھ کو آپ کی رُوح چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان قبض کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کی پالنے والے یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ آسمان چہارم کا خلا پانچ سو سال کی مسافت رکھتا ہے اور آسمان چہارم سے آسمان سوم تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔ اسی طرح ایک آسمان سے دُوسرے آسمان کا فاصلہ ہے تو آسمان چہارم و پنجم کے درمیان اُن کی رُوح کیوں کر قبض کی جا سکتی ہے۔ یہ کہہ کر وہیں حضرتؑ کی رُوح قبض کر لی۔ یہ ہے قولِ خدا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ کے معنی۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا ان کو اس سبب سے ادریسؑ کہتے ہیں کہ وُہ خدا کی کتاب کا بہت درس دیا کرتے تھے۔

حدیث معتبر میں امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حضرت ادریس علیہ السّلام کو خدا نے اُن کی وفات کے بعد مکان بلند پر پہنچایا اور بہشت کی نعمتیں کھلائیں۔

بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا فرشتوں میں ایک ملکؑ خدا کے نزدیک زیادہ مقرّب تھا۔ کسی لغزش پر خدا نے اس کو زمین پر بھیج دیا۔ وُہ حضرت ادریسؑ کے پاس آیا اور التجا کی کہ خدا سے اُس کی شفاعت فرمائیں۔ حضرتؑ نے

بقیہ صفحہ ۱۵۳ :- سبب اس کے احکام و مناہی سے سرتابی کرنے والوں پر خدا سے زیادہ غصّہ کرتے ہیں اس لئے کہ خدا کے ایسا رحم و کرم ان میں نہیں ہوتا۔ وُہ بندوں کو خدا سے سرکشی کرتے ہُوئے دیکھنے کی برداشت نہیں رکھتے اور یہ بھی اُن کے لئے عین شفقت و مہربانی ہوتی ہے تاکہ متنبہ ہو جائیں اور پھر خدا سے بغاوت و سرکشی نہ کریں تاکہ خدا کے عذاب میں گرفتار نہ ہوں۔ ۱۲ منہ

منظور فرمایا اور تین روز مسلسل بغیر افطار کئے روزے رکھے اور تینوں شبیں عبادت میں بسر کیں جس سے بہت مضمحل اور کمزور ہو گئے پھر خدا سے دُعا کی اور اس فرشتے کی سفارش کی تو خدا نے اس کو آسمان پر جانے کی اجازت دی۔ اُس وقت اُس نے حضرت ادریس علیہ السّلام سے عرض کی آپ کے اس احسان کے عوض چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے کوئی خدمت لیں۔ حضرتؑ نے فرمایا چاہتا ہوں کہ ملکؑ الموت سے ملاقات کرا دو تاکہ ان سے دوستی کروں کیونکہ ان کی یاد کے سبب کوئی نعمت مجھے خوش گوار نہیں معلوم ہوتی۔ فرشتے نے ان کو اپنے پروں پر بٹھا لیا اور آسمانِ اوّل پر لے گیا۔ وہاں ملکؑ الموت کو تلاش کیا، معلوم ہُوا وُہ دُوسرے آسمان پر گئے ہیں۔ وُہ اور اُوپر لے گیا یہاں تک کہ آسمانِ چہارم و پنجم کے درمیان ملاقات ہُوئی۔ اُس فرشتہ نے پُوچھا آپ اس قدر ترش رو کیوں ہو رہے ہیں؟ ملکؑ الموت نے کہا کہ ابھی میں زیرِ عرش تھا کہ حکم باری تعالیٰ ہُوا کہ حضرت ادریس علیہ السّلام کی رُوح آسمانِ چہارم و پنجم کے درمیان قبض کروں۔ جب حضرت ادریس علیہ السّلام نے سُنا کانپنے لگے اور فرشتے کے پروں پر سے گر پڑے۔ ملکؑ الموت نے وہیں اُن کی رُوح قبض کر لی۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ۔ الخ

دُوسری حدیث میں عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت ادریس علیہ السّلام دن میں شہروں شہروں گھومتے، سیاحت کیا کرتے اور روزہ سے رہتے۔ جہاں رات ہو جاتی وہیں قیام کر لیتے، وہیں ان کی روزی ان کو پہنچ جاتی تھی۔ فرشتے اُن کے نیک اعمال بھی دُوسرے لوگوں کے اعمال کی طرح آسمان پر لے جاتے تھے۔ ملکؑ الموت نے خدا سے ادریسؑ کو سلام کرنے اور ان سے ملاقات کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور اجازت لے کر ان کے پاس آئے، اور کہا چاہتا ہوں کہ آپ کی مصاحبت میں رہوں۔ حضرتؑ نے منظور فرمایا اور وُہ ایک دُوسرے کے رفیق ہو گئے اور وہ مدّتوں ساتھ رہے۔ دن کو روزے رکھتے تھے۔ جب رات کے وقت حضرت ادریس علیہ السّلام کا کھانا پہنچ جاتا تھا وُہ ملکؑ الموت کو بھی کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دیتے۔ وہ کہتے تھے کہ مجھ کو ضرورت نہیں ہے اور نماز میں مشغول رہتے۔ ادریسؑ تھک کر سو جاتے تھے لیکن ملکؑ الموت کو نہ سُستی لاحق ہوتی نہ وُہ سوتے تھے۔ اسی طرح چند روز گزر گئے یہاں تک کہ ایک روز وُہ انگور کے ایک باغ اور گوسفند کے ایک گلہ کی طرف سے گذرے۔ انگور پکے ہُوئے تھے۔ ملکؑ الموت نے پوچھا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ ہم ایک برّہ اس گلہ سے یا اس باغ سے انگور کے چند خوشے لے لیں اور شام کو آپ اسی سے افطار کریں۔ ادریسؑ نے کہا سُبحان اللہ میں تم کو اپنے مال سے کھانے کی دعوت دیتا ہُوں تو انکار

کرتے ہو اور مجھ کو دُوسروں کا مال بغیر اجازت کھانے کی دعوت دیتے ہو۔ تم نے میری مصاحبت کر کے خوب دوستی ادا کی۔ بتاؤ تم کون ہو؟ کہا میں ملک الموت ہوں۔ تو ادریسؑ نے کہا تم سے میری ایک حاجت ہے۔ پُوچھا کیا؟ کہا چاہتا ہوں کہ مجھ کو آسمان پر لے چلو۔ تو ملک الموت نے خدا سے اجازت لے کر اُن کو اپنے پروں پر بٹھایا اور آسمان پر لے گئے۔ پھر ادریس علیہ السّلام نے کہا میری ایک دُوسری حاجت بھی ہے۔ پُوچھا وُہ کیا؟ کہا میں نے سُنا ہے کہ مُوت بہت سخت ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا کچھ مزہ بھی چکھاؤ تاکہ سمجھوں کہ ویسی ہی ہے جیسا کہ میں نے سُنا ہے۔ ملک الموت نے خدا سے اجازت لی۔ اجازت مل گئی تو تھوڑی دیر کے لیئے اُن کی سانس پکڑ لی۔ پھر ہاتھ ہٹا لیا پُوچھا کہ مُوت کو کیسا پایا؟ کہا بہت زیادہ شدید ہے اُس سے جیسا کہ میں نے سُنا تھا۔ (پھر کہا) ایک اور حاجت ہے یعنی مجھ کو جہنّم کی آگ دکھا دو۔ ملک الموت نے خازن جہنم کو حکم دیا کہ جہنّم کے دروازے کو کھول دو۔ جب ادریس علیہ السّلام نے دیکھا غش کھا کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے کہا ایک اور حاجت ہے یعنی بہشت دیکھنا چاہتا ہوں۔ ملک الموت نے بہشت کے خزینہ دار سے اجازت لی اور ادریسؑ بہشت میں داخل ہوئے اور کہا اے ملک الموت اب میں یہاں سے باہر نہ آؤں گا کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے اور میں نے چکھ لیا۔ فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنّم کے پاس وارد نہ ہو۔ اور میں وارد ہو چکا۔ اور بہشت کے بارے میں فرمایا ہے کہ اہل بہشت، بہشت سے باہر نہ جائیں گے۔ [1]

سیّد ابن طاؤس نے کتاب سعد السعود میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ادریسؑ کے صحیفوں میں دیکھا کہ اے غافل انسان نزدیک ہے کہ مُوت تجھ پر نازل ہو اور تیری فریاد و زاری شدید ہو۔ تیری پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگے تیرے لب کھنچ جائیں اور تیری زبان بند ہو جائے، تیرا دہن خشک ہو جائے اور تیری آنکھوں کی سفیدی اُس کی سیاہی پر غالب ہو جائے تیرے مُنہ سے کف جاری ہو اور تیرے تمام بدن میں لرزہ پڑ جائے اور تو مَوت کی دشواری تلخی اور سختی میں مُبتلا ہو جائے ہر چند لوگ تجھ کو آوازیں دیں تو نہ سُنے۔ اور اپنے عزیزوں میں تو مُردہ ہو کر پڑا رہے اُس وقت تو دُوسروں کے لیئے باعثِ عبرت ہو گا۔ پس (قبل مُوت کے) موت کے معنی سے

[1] موّلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عامّہ کے طریق پر ان کی روایتوں کے موافق ہے حدیث اوّل اعتماد کے قابل ہے۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ادریس علیہ السّلام کی عمر زمین پر تین سو سال ہُوئی بعضوں نے اس سے زیادہ کہا ہے ان سے متوشلخ پیدا ہُوئے۔ جب آسمان پر گئے تو ان کو اپنا خلیفہ قرار دیا اور متوشلخ نے نوسو انیس ۹۱۹ سال عُمر پائی انھوں نے اپنے فرزند لامک کو اپنا وصی قرار دیا جو حضرت نوح علیہ السّلام کے باپ ہیں۔ ۱۲ (منہ)

تو عبرت حاصل کر کیونکہ یقیناً تجھ پر مَوت نازل ہو گی۔ ہر چند تیری عمر دراز ہو آخر تُو فنا ہو گا کیونکہ جو پیدا ہُوا فنا اس سے نزدیک ہو جاتی ہے۔ اور یہ سمجھ لے کہ موت زیادہ آسان ہے ہولِ روزِ قیامت سے جو اس کے بعد ہے۔ دُوسرے مقام پر لکھا ہے کہ یقین کے ساتھ جانو کہ پرہیز معصیّت خدا سے حکمتِ کبریٰ اور نعمتِ عظمیٰ ہے اور خیر کی طرف بُلانے والا ایک سبب ہے جو نیکی اور فہم و عقل کے دروازوں کو کھولنے والا ہے کیونکہ جب خدا نے اپنے بندوں کو دوست رکھا تو ان کو عقل عطا فرمائی اور اپنے پیغمبروں اور دوستوں کو رُوح القدس کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور لوگوں کے لیئے دیانت اور حقائق اور حکمت کے رازوں کے پردے کھولے گئے تاکہ گمراہی کو ترک کریں اور رُشد و صلاح کی پیروی کریں جس سے اُن کے نفوس میں راسخ ہو جائے کہ اُن کا خدا اس سے عظیم تر ہے کہ فکریں اس کو احاطہ کریں یا آنکھیں اس کا ادراک کریں یا وہم اس کی حقیقت کو سمجھ سکے یا حالات اس کی حد قائم کر سکیں۔ (لیکن) وُہ احاطہ کیئے ہُوئے ہے اپنے علم و قدرت کے ساتھ تمام چیزوں کو اور تدبیر کرنے والا ہے تمام اشیاء کا جیسا چاہتا ہے۔ اس کے کاموں میں دخل نہیں دیا جا سکتا اور اس کی غرضیں دریافت نہیں کی جا سکتیں اور اس پر اندازہ وغیرہ واقع نہیں ہوتا اور مخلوقین کی توانائی اس کی ذات کی شناخت میں منتہیٰ نہیں ہو سکتی۔ دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اپنے پروردگار کو کثرت سے یاد کرتے رہو کیونکہ اگر خدا دیکھے گا کہ تم ایک دُوسرے کے معین و مددگار ہو تو تمہاری دُعاؤں کو قبول کرے گا اور تمہاری حاجتیں بر لائے گا اور تم کو تمہاری آرزوؤں تک پہنچائے گا اور تم پر اپنے خزانوں سے اپنی رحمتوں کی بارش کرے گا جو کبھی فنا نہ ہوں گے۔ دُوسری جگہ فرمایا ہے کہ اپنے پروردگار کو اکثر اوقات یاد کرتے رہو۔ کیونکہ اگر وُہ جانے گا کہ تم ایک دُوسرے کے حامی و ناصر ہو تو تمہاری دُعاؤں کو مستجاب کرے گا، حاجتوں کو بر لائے گا، تم کو تمہاری آرزوؤں تک پہنچائے گا اور تم پر اپنے خزانوں سے رحمت کی بارش کرے گا جو کبھی زائل نہ ہو گی۔ دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ جب روزہ رکھو اپنے نفس کو ہر ناپاکی و نجاست سے پاک کر دو اور روزہ رکھو صاف اور خالص نیّت سے خدا کے لیئے خیالات فاسد اور افکار بد سے پاک ہو کر۔ کیونکہ خدا جلد آلودہ قلوب اور مخلوط نیّتوں کو باز رکھے گا روزہ رکھنے سے اور تمہارے دہنوں کو کھانے سے چاہیئے کہ تمہارے اعضاؤ جوارح بھی (حالتِ صوم میں) گناہوں سے باز رہیں کیونکہ خدا تم سے راضی نہیں ہوتا صرف اس پر کہ روزہ میں کھانے سے باز رہو اور بس۔ بلکہ چاہیئے کہ تمام قبیح باتوں اور گناہوں اور برائیوں سے روزہ رکھو اور جب نماز میں داخل ہو اپنے قلوب اور خیالات کو نماز کی طرف

رجوع رکھو اور خدا سے تضرع و توسّل کے ساتھ پاکیزہ دعائیں مانگو اور اُس سے اپنی حاجتیں منفعتیں اور مصلحتیں خضوع و خشوع، عاجزی اور انکساری کے ساتھ طلب کرو۔ اور جب سجدہ میں جاؤ دُنیا کی فکریں، بُرے خیالات ناشائستہ حرکات دُور رکھو اور مکر اور حرام کھانا، زیادتی اور ظلم و کینہ دل میں نہ لاؤ اور یہ بُری باتیں اپنے نفس سے دُور کرو اور روزانہ پانچ وقت واجب نمازیں بجا لاؤ جس میں پڑھنے کے لئے آٹھ سُورتیں ہیں۔ ہر صبح تین سُورۃ۔ ہر سورۃ میں تین سجدے تین تسبیح کے ساتھ۔ دوسرے پہر پانچ سُورۃ اور غروب آفتاب کے وقت پانچ سورۃ ان کے سجدوں کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ یہ نمازیں ہیں جو تم پر واجب ہیں اور جو اس سے زیادہ نافلہ بجا لائے تو اس کا ثواب خدا پر ہے۔

باب چہارم: حضرت نوح علیہ السلام کے حالات

اس باب میں دو فصلیں ہیں

فصل اوّل } ان حضرتؑ کی ولادت اور وفات اور عمر اور نگینہ کے نقش کا بیان، اُن کی اولاد اور پسندیدہ اخلاق کا تذکرہ:۔

قطب راوندی وغیرہ نے کہا ہے کہ نوحؑ لامک کے بیٹے تھے اور لامک متوشلخ کے اور متوشلخ اخنوخؑ کے فرزند تھے جن کو ادریسؑ بھی کہتے ہیں۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ شام کے رہنے والے ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے نوحؑ کا نام پُوچھا فرمایا کہ اُن کا نام سکن تھا اور اُن کو نوحؑ اس لیئے کہتے ہیں کہ نوسو پچاس سال تک اپنی قوم پر نوحہ کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ کا نام عبدالغفار تھا اُن کو نوحؑ اس لیئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے (نفس) پر نوحہ کرتے تھے۔

بسند معتبر آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ نوحؑ کا نام عبدالملک تھا ان کا نام نوحؑ اس لیئے ہُوا کہ انہوں نے پانچ سو سال تک گریہ کیا۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ان کا نام عبدالاعلیٰ تھا [1]

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی کہ جب غرق ہونے کا خوف ہو تو ہزار مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہو پھر مجھ سے نجات کی دُعا مانگو تاکہ تم کو اور جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں ان سب کو نجات دوں۔ نوحؑ اور جو لوگ

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ سب نام آنحضرتؑ کے رہے ہوں اور تمام ناموں سے آپ پکارے جاتے ہوں۔ ۱۲

آپ کے ساتھ تھے جب کشتی میں اطمینان سے بیٹھے اور بادبانوں کو بلند کیا ایک سخت ہوا آئی۔ نوحؑ کو غرق ہونے کا خوف ہُوا اور ہَوا زیادہ تیز ہوئی اور ہزار مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے کا موقع نہ رہا تو سریانی زبان میں کہا ھَلُوْلِیَا اَلْفًا اَلْفًا یَا مَارِیَا اَتْقِنْ۔ تو کشتی کی حرکت کم ہوگئی اور وہ درست چلنے لگی تو حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ خدا نے جن کلمات سے مجھ کو غرق ہونے سے نجات دی وہ اس لائق ہیں کہ مجھ سے علیحدہ نہ ہو۔ لہٰذا اپنی انگوٹھی پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْفَ مَرَّۃٍ یَا رَبِّ اَصْلِحْنِیْ نقش کیا جو اُس سریانی کلام کا عربی زبان میں ترجمہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہزار مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہوں خداوندا مجھے نجات دے۔

کتب معتبرہ میں وہب سے روایت ہے کہ نوحؑ نجار تھے ان کا رنگ قدرے گندمی تھا چہرہ پتلا، اور سر لانبا، آنکھیں بڑی، پنڈلیاں پتلی، رانوں کا گوشت زیادہ تھا۔ ناف بڑی۔ داڑھی لانبی اور گھنی تھی۔ بلند قامت تنومند انسان تھے۔ مزاج میں غصّہ بہت زیادہ تھا۔ جب مبعوث ہُوئے آپ کی عمر آٹھ سو پچاس سال تھی۔ وُہ اپنی قوم کو نوسو پچاس سال تک خدا کی طرف دعوت دیتے تھے مگر اُن کی سرکشی بڑھتی جاتی تھی۔ اسی حال پر تین قرن گذرے۔ اُن کی قوم کے لوگ بُڈھے ہو ہو کر مرتے جاتے تھے ان کی اولادیں باقی رہتیں۔ اور ہر ایک ان میں سے اپنے لڑکوں کو ان کے بچپن ہی میں حضرت نوح علیہ السلام کے پاس لے جاتا اور کہتا کہ اے فرزند اگر میرے بعد تو زندہ رہ جائے تو اس دیوانہ کی اطاعت ہرگز نہ کرنا۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت نوحؑ کی عمر دو ہزار پانچ سو سال ہُوئی آٹھ سو پچاس سال مبعوث ہونے سے قبل نوسو پچاس سال قوم کی ہدایت کا زمانہ دو سو سال کشتی کی تیاری میں گذرے اور پانچ سو سال طوفان کے بعد زندہ رہے۔ جب پانی زمین سے خشک ہُوا تو شہروں کی بُنیاد ڈالی اور اپنی اولاد کو اُن میں آباد کیا جب دو ہزار پانچسو سال تمام ہُوئے ملکؑ الموت اُن کے پاس آئے وُہ دھوپ میں بیٹھے تھے، کہا السلام علیکؑ حضرت نوحؑ نے جواب سلام دیا اور پوچھا اے ملکؑ الموت کس واسطے آئے ہو کہا آپ کی رُوح قبض کرنے کے لیئے۔ کہا کیا اتنی مُہلت دوگے کہ آفتاب سے سایہ میں چلا جاؤں؟ کہا ہاں۔ پس نوحؑ سایہ میں گئے اور فرمایا اے ملکؑ الموت دُنیا میں میری زندگی کی مدت دُھوپ سے سایہ میں آنے کے مانند تھی۔ اب جو کچھ تم کو حکم دیا گیا ہے بجالاؤ۔ ملکؑ الموت نے اُن حضرتؑ کی رُوح مقدس قبض کرلی۔

بسند معتبر امام زادہ عبدالعظیم سے منقول ہے کہ امام علی نقیؑ نے فرمایا کہ نوحؑ کی عمر دو ہزار پانچ سو سال ہُوئی۔ ایک روز کشتی میں سو رہے تھے، تیز ہَوا چلی اُن کا ستر کھُل گیا۔ حام و یافث یہ دیکھ کر ہنسنے لگے۔ سام نے اُن کو ڈانٹ کر ہنسنے سے منع کیا اور کھلے ہُوئے اعضا کو کپڑے سے

چھپا دیا۔ سام چھپا دیتے تھے، حام و یافث کھول دیتے تھے۔ جب نوح علیہ السلام بیدار ہوئے تو دیکھا کہ وہ دونوں ہنس رہے ہیں۔ اس کا سبب دریافت کیا۔ جو کچھ گزرا تھا سام نے بیان کیا۔ نوحؑ نے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا خداوندا حام و یافث کے آبِ پُشت (نطفہ) کو متغیر کر دے تاکہ اُن کی اولاد سیاہ پیدا ہو۔ خدا نے اُن کے آبِ پُشت کو متغیر فرمایا۔ نوح علیہ السلام نے دونوں سے فرمایا کہ خدا نے تمہاری اولاد کو قیامت تک فرزندانِ سام کا غلام و خدمت گار قرار دیا کیوں کہ اُس نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اور تم دونوں عاق ہوئے۔ اور تمہارا عاق ہونا ہمیشہ تمہارے فرزندوں میں ظاہر ہو گا اور نیکی کی علامت فرزندانِ سام سے نمایاں رہے گی جب تک کہ دُنیا باقی ہے اس لیے جس قدر سیاہ لوگ ہیں حام کی اولاد ہیں اور تمام ترک و سقالبہ، یاجوج و ماجوج فرزندانِ یافث کی یادگار ہیں۔ ان کے علاوہ جو لوگ کہ سُرخ و سفید ہیں سام کی اولاد ہیں۔ خدا نے نوحؑ کو وحی فرمائی کہ میں نے اپنی کمان یعنی قوس وقزح کو اپنے بندوں اور شہروں کے لئے امان اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان ایک عہد قرار دیا جس سے وُہ غرق ہونے سے تا روزِ قیامت بے خوف رہیں گے۔ اور میرے سوا سب سے زیادہ عہد کا وفا کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ یہ معلوم کرکے نوح علیہ السلام خوش ہُوئے اور لوگوں کو خوشخبری دی۔ اس وقت اس قوس کے ساتھ ایک زہ اور ایک تیر بھی تھا۔ اُس کے بعد تیر و زہ برطرف ہو گیا۔ طوفان کے بعد شیطان لعؑ حضرت نوحؑ کے پاس آیا اور کہا آپکا مجھ پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ مجھ سے کوئی نصیحت طلب کیجئے کہ میں آپ سے خیانت نہ کروں گا۔ نوحؑ خاموش ہو گئے اور اس سے سوال نہ کیا۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اُس سے سوال کرو میں اس کی زبان پر ایسی بات جاری کروں گا جو اسی پر حجت ہو گی۔ تو نوحؑ نے فرمایا کہ بتا کیا کہتا ہے؟ شیطان لعؑ نے کہا کہ جب ہم فرزندِ آدمؑ کو بخیل یا حریص یا حسد کرنیوالا یا جبر و ظلم کرنیوالا یا کاموں میں جلدی کرنیوالا پاتے ہیں تو اس کو یوں اُٹھا لیتے ہیں جیسے کوئی شخص کوزہ اُٹھا لیتا ہے۔ جب کبھی کسی شخص میں یہ اوصاف جمع ہو جاتے ہیں تو میں اُس کو سرکشی کرنے والا شیطان کہتا ہوں۔ پھر نوحؑ نے پُوچھا کہ وُہ احسان جس کو تو سمجھتا ہے کہ میں نے تجھ پر کیا ہے وُہ کیا ہے؟ کہا یہ کہ آپ نے اہلِ زمین پر بددُعا کی اور ایک آن میں سب کو جہنّم میں بھیج دیا اور مجھ کو اُن کی طرف سے فراغت ہو گئی۔ اگر آپ نفرین نہ کرتے مجھے اُن کے ساتھ مشغول رہنے کے لئے ایک زمانہ کی ضرورت ہوتی۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوح علیہ السلام کشتی سے اُترنے کے بعد پانچسو برس تک زندہ رہے۔ جب اُن کی عمر آخر ہُوئی تو جبرئیلؑ ان کے پاس آئے اور کہا اے نوحؑ تمہاری پیغمبری ختم ہوئی اور تمہاری عمر کی مدّت تمام ہوئی۔ لہٰذا خدا کے بزرگ نام کو اور میراثِ علم اور آثارِ علمِ پیغمبری جو تمہارے پاس ہیں سب اپنے بیٹے سام کو سپرد کرو کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ میں

زمین کو خالی نہ چھوڑوں گا لیکن اس میں کوئی عالم رہے گا جس کے ذریعہ سے بندے مجھ کو لائقِ عبادت سمجھیں اور میری عبادت کریں تاکہ وُہ ایک پیغمبر کی وفات سے دُوسرے پیغمبر کے مبعوث ہونے تک ان کی نجات کا باعث ہو۔ اور میں زمین کو ہرگز بغیر کسی حجت کے نہ چھوڑوں گا جو لوگوں کو میری طرف بُلائے گا اور میرے حکم کا جاننے والا ہو گا۔ یقیناً میرا حکم ہے اور میں نے مقدر کیا ہے کہ ہر گروہ کا ایک ہدایت کرنے والا قرار دوں گا جس کے ذریعہ سے سعادت مندوں کی ہدایت کرونگا اور اشقیا پر میری حجت تمام ہو گی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اسمِ اعظم و میراثِ علم و آثارِ علمِ پیغمبری اپنے فرزند سام کو سپرد کیا۔ حام و یافث کو علم نہ تھا جس سے وہ فائدہ حاصل کرتے۔ نوحؑ نے ان کو ہودؑ کی خوشخبری دی کہ آپ کے بعد مبعوث ہوں گے۔ اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی متابعت کریں اور ہر سال ایک مرتبہ وصیت نامہ کو کھولیں اور دیکھیں۔ وُہ ان کے لیئے عید کا روز ہو گا جیسا کہ آدمؑ نے اُن کو حکم دیا تھا۔ اس کے بعد فرزندانِ حام میں ظلم و سرکشی شروع ہوئی اور فرزندانِ سام پوشیدہ ہو گئے اُن چیزوں کے ساتھ جو اُن کے پاس تھیں مثل علم وغیرہ کے۔ اور نوحؑ کے بعد سام کو حام و یافث کی دولت حاصل ہُوئی اور وُہ لوگ ان پر مسلّط ہوئے۔ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ۔ (سورۃ والصّفّت آیت ۷۸ پ ۲۳) کہ ہم نے جباروں کی دولت کو نوحؑ کے لیئے قرار دیا۔ اور خدا محمدؐ کو اس سے غالب کرے گا۔ اہلِ سند و ہند اور حبشہ حام کی اولاد سے ہیں اور اہلِ عجم و سند فرزندانِ یافث سے ہیں اور ان کی دولت اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی اور وُہ وصیت میراث میں ان لوگوں میں سے ایک عالم کے بعد دوسرے عالم کو ملتی رہی یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ہودؑ کو مبعوث فرمایا۔

اور دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ قومِ نوحؑ میں ہر ایک کی عمر تین سو سال کی ہوتی تھی، اور دُوسری حدیث میں فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی عمر دو ہزار چار سو پچاس سال ہُوئی [1]

بسندِ معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے تین چیزیں تین آدمیوں سے اخذ کی ہیں۔ صبر ایوبؑ سے، شکر نوحؑ سے اور حسد فرزندانِ یعقوبؑ سے۔

موثق سند کے ساتھ اور اس کے علاوہ امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں جسے حق تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی تعریف میں فرمایا ہے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ گزشتہ تمام حدیثیں ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ اور آنحضرتؐ کی عمر سے ان اوقات کا جن میں وُہ امورِ دین کی جانب متوجہ نہیں رہے ہیں شمار نہ کیا ہو گا۔ بعض مؤرخ نے آنحضرتؐ کی عمر ہزار سال بیان کی ہے اور بعض نے دو ہزار چار سو پچاس سال۔ بعض نے ایک ہزار چار سو ستر سال اور بعض نے تیرہ سو سال۔ یہ اقوال چونکہ احادیثِ معتبرہ کے خلاف ہیں اس لیئے سب لغو ہیں۔ ۱۲ منہ

اِنَّہٗ کَانَ عَبۡدًا شَکُوۡرًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳ پ ۱۵) یعنی یقیناً نوحؑ بہت شکر کرنے والے تھے۔ فرمایا کہ اسی لیئے آنحضرتؐ کا نام عبدالشکور ہو گیا تھا کیونکہ ہر صبح و شام اس دُعا کو پڑھتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُشۡھِدُكَ اَنَّہٗ مَا اَصۡبَحَ اَوۡ اَمۡسٰی بِیۡ نِعۡمَۃٍ اَوۡ عَافِیَۃٍ فِیۡ دِیۡنٍ اَوۡ دُنۡیَا فَمِنۡكَ وَحۡدَكَ لَاشَرِیۡكَ لَكَ الۡحَمۡدُ بِھَا عَلَیَّ وَلَكَ الشُّکۡرُ بِھَا عَلَیَّ حَتّٰی تَرۡضٰی وَبَعۡدَ الرِّضَاءِ۔

اس دُعا کے الفاظ میں روایت میں معمولی اختلاف ہے جس کو مَیں نے بحارالانوار کی کتاب دُعا میں ذکر کیا ہے (موئلفؒ)

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام درخت لگانے پر مامور ہوئے شیطان آپ کے پاس آ گیا۔ جب حضرتؑ نے چاہا کہ انگور کا درخت لگائیں، شیطان نے کہا یہ درخت میرا ہے۔ نوحؑ نے کہا تو جھوٹا ہے۔ شیطان نے کہا آپ اس میں سے میرا حصّہ بھی قرار دیجئے۔ نوحؑ نے کہا اچھا دو ثلث۔ یہی سبب ہے کہ شیرۂ انگور جوش کھا کر جب تک دو ثلث کم نہ ہو جائے حلال نہیں۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ شیطان نے درخت انگور کے بارے میں حضرت نوح علیہ السلام سے منازعت کی۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے آ کر کہا کہ اس کا حق ہے اس کو بھی دو۔ لہٰذا آپ نے ایک تہائی شیطانؔ کو دی۔ وُہ راضی نہ ہوا۔ پھر نصف حصّہ دیا۔ اس پر بھی وُہ راضی نہ ہُوا؛ تو جبرئیلؑ نے اس درخت میں آگ لگا دی یہاں تک کہ اُس درخت کا دو تہائی حصّہ جل گیا اور ایک تہائی باقی رہا۔ اس وقت کہا جو کچھ جل گیا وُہ شیطان کا حصّہ ہے اور جو کچھ باقی رہ گیا ہے وُہ تمہارا حصّہ ہے اور تم پر حلال ہے۔

بسندِ حسن امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ کشتی سے نیچے اُترے بہت سے درخت زمین میں لگائے۔ ان ہی کے درمیان خرمے کا درخت بھی بویا تھا۔ ابلیس علیہ اللعنہ آیا اور وُہ درخت کھود کر لے گیا۔ جب حضرت نوحؑ واپس آئے تو درخت خرما کو نہ پایا اور شیطان کو دیکھا کہ درختوں کے پاس کھڑا ہے۔ اسی حال میں جبرئیلؑ نے آ کر نوح علیہ السلام کو خبر دی کہ درخت خرما شیطان لے گیا ہے۔ آپ نے اس سے پُوچھا کہ وُہ درخت تُو کیوں لے گیا خدا کی قسم ان درختوں میں سے کسی ایک کو میں اس درخت سے زیادہ عزیز نہیں رکھتا اور خدا کی قسم جب تک اس درخت کو نہ لگا لوں قرار نہ لوں گا۔ ابلیسؔ نے کہا آپ جب اُس کو بوئیں گے مَیں کھود ڈالوں گا لہٰذا میرے واسطے بھی اُس میں حصّہ قرار دیجئے۔ نوحؑ نے تہائی اُس کے لیئے مقرر کیا وُہ راضی نہ ہُوا۔ پھر آدھا حصّہ مقرر فرمایا وُہ راضی نہ ہُوا۔ پھر نوحؑ نے اس میں اضافہ نہیں کیا۔ جبرئیلؑ نے آپ سے کہا کہ اے پیغمبرؐ خدا احسان کیجئے کہ نیکی آپ کی جانب سے ہے۔ اس وقت نوحؑ نے سمجھا کہ خدا نے اس کو اس جگہ ایک سلطنت دی ہے لہٰذا آپ نے اس کے لیئے دو تہائی حصّہ قرار دیا۔ اسی سبب سے مقرر ہُوا کہ اس کے شیرہ کو جوش دیں جب تک

دو ثلث اس کا جو شیطان ملعون سے متعلق ہے جل نہ جائے حلال نہ ہو گا۔

عامّہ اور خاصّہ نے وہب سے روایت کی ہے کہ جب نوحؑ کشتی سے اُترے اُن درختوں کو جو اپنے ساتھ کشتی میں لائے تھے زمین میں لگایا۔ اُسی وقت اُن درختوں میں پھل لگ گئے اُن میں سے درخت انگور غائب تھا اس کو ابلیس نے لے جا کر پوشیدہ کر دیا تھا۔ جب نوحؑ نے چاہا کہ جا کر کشتی میں تلاش کریں ایک فرشتہ نے جو آپ کے ساتھ تھا کہا کہ بیٹھئے ابھی آپ کے لیئے وہ درخت اسی جگہ لایا جائے گا۔ اور کہا کہ انگور کے شیرہ میں آپ کا ایک شریک ہے اس سے مناسب شرکت رکھیئے۔ نوحؑ نے کہا کہ ساتواں حصّہ اُس کو دے دوں گا اور چھ حصّے میرے لیئے رہیں گے فرشتہ نے کہا کہ نیکی کیجئے۔ کیوں کہ آپ نیکوکار ہیں۔ فرمایا چھٹا حصّہ اس کو دے دوں گا۔ فرشتہ نے کہا نیکی کیجئے کیونکہ آپ نیک کردار ہیں۔ نوح علیہ السلام نے کہا پانچواں حصّہ دے دوں گا۔ فرشتہ نے کہا نیکی کیجئے کیونکہ آپ نیکی کرنے والے ہیں۔ اسی طرح وُہ زیادہ کرتے رہے اور فرشتہ زیادتی کے لیئے کہتا رہا یہاں تک کہ نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ دو حصّہ اس کا اور ایک حصّہ میرا۔ اس وقت فرشتہ راضی ہُوا۔ اور دو ثلث جو شیطان کا حصّہ ہے حرام ہُوا اور ایک ثلث جو نوح علیہ السلام کا حصّہ ہے حلال رہا۔

دوسری حدیث میں عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ شیطان نے نوحؑ سے کہا کہ مجھ پر آپ کا ایک حق اور ایک احسان ہے اس کے عوض میں چند خصلتیں آپ کو سکھائے دیتا ہوں۔ نوحؑ نے کہا وہ میرا حق تجھ پر کیا ہے؟ کہا وُہ بددُعا جو آپ نے اپنی قوم پر کی اور سب ہلاک ہوئے اور مجھ کو اُن کے بہکانے سے آپ نے فراغت بخشی لہٰذا ہمیشہ تکبّر و حسد سے پرہیز کیجئے۔ کیونکہ تکبّر نے مجھ کو اس پر آمادہ کیا کہ مَیں نے آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا اور کافر ہُوا اور شیطان رجیم قرار دیا گیا۔ اور حرص نے آدمؑ کو اس پر آمادہ کیا کہ تمام بہشت ان پر حلال تھی اور صرف ایک درخت سے اُن کو منع کیا گیا تھا۔ لیکن اُس درخت سے انہوں نے کھایا اور بہشت سے باہر ہُوئے۔ اور حسد اس کا باعث ہوا کہ آدمؑ کے لڑکے نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ نوحؑ نے پُوچھا کہ کس وقت تجھ کو فرزندانِ آدمؑ پر زیادہ قابو حاصل ہوتا ہے؟ کہا اُن کے غصّہ کے وقت۔

فصل دوم } حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت اور تبلیغ اور قوم کی نافرمانی وغیرہ اور ان کے غرق ہونے تک کے حالات۔

علی بن ابراہیم نے بسندِ حسن حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نوحؑ تین سو برس تک اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دیتے رہے لیکن قوم نے ان کی دعوت قبول نہ کی تو چاہا کہ اُن پر نفرین کریں اُس وقت اُن پر طلوع آفتاب کے قریب آسمانِ اوّل کے فرشتوں میں سے دو ہزار گروہ نازل ہوئے وُہ عظمائے ملائکہ میں سے تھے۔ نوحؑ نے ان سے پُوچھا کہ تم لوگ کون ہو کہا ہم سب

آسمانِ اوّل کے فرشتے ہیں اس کی موٹائی پانچ سو سال کی راہ ہے اور پہلے آسمان سے زمین تک پانچ سو برس کی راہ ہے۔ آفتاب طلوع ہونے کے قریب ہم روانہ ہو کر اس وقت آپ کے پاس پہنچے ہیں، اور آپ سے سفارش کرتے ہیں کہ آپ اپنی قوم پر نفرین نہ کیجئے۔ نوح علیہ السلام نے کہا اچھا میں نے ان کو تین سو سال کی مہلت دی۔ تین سو سال ختم ہو گئے اور وُہ ایمان نہ لائے تو اُن پر آپ نے پھر نفرین کا ارادہ کیا تو دُوسرے آسمان کے دو ہزار گروہ فرشتوں کے آئے۔ نوحؑ نے پُوچھا تم لوگ کون ہو؟ کہا ہم سب آسمان دوم کے قبائل ملائکہ سے دو ہزار قبیلے ہیں۔ آسمانِ دوم کی موٹائی پانچ سو سال کی راہ ہے اسی طرح آسمان دوم سے آسمان اوّل تک اور وُہاں سے زمین تک پانچ سو برس کی راہ ہے طلوع آفتاب کے قریب ہم لوگ روانہ ہُوئے اور چاشت کے وقت آپ کے پاس پہنچے ہیں (یعنی اتنی دُور کی مسافت طے کر کے آئے ہیں) اس لیئے کہ آپ سے التجا کریں کہ آپ اپنی قوم پر نفرین نہ کیجئے نوحؑ نے کہا تین سو سال ان کو اور مہلت دی۔ پھر جب تین سو سال تمام ہُوئے اور وُہ لوگ ایمان نہ لائے آپ نے اُن کے لیئے بد دُعا کا ارادہ کیا اس وقت خدا نے فرمایا کہ۔ اَنَّهُ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (آیت ۳۶۔ سورۃ ہود پ۱۲) تمہاری قوم کے لوگ ایمان نہیں لائیں گے سوائے اُن کے جو ایمان لا چکے۔ ان پر تم رنجیدہ مت ہو جو کچھ وُہ کرتے ہیں۔ نوحؑ نے عرض کی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (آیت ۲۶، ۲۷۔ سورۃ نوح پ۲۹) پالنے والے زمین پر کافروں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑ کیونکہ اگر تو اُن کو چھوڑ دے گا تو وہ لوگ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور اُن کے فرزند بھی سخت فاجر اور بہت کفر کرنے والے ہوں گے۔“ تو خدا نے اُن کو حکم دیا کہ درخت خرما بوئیں۔ آپ نے درخت لگانا شروع کیا پس آپ کی قوم کے لوگ آپ کے پاس آ کر آپ کا مذاق اُڑاتے کہ ایسا بُڈھا شخص جس کی عمر کے نو سو برس گذر چکے ہیں اور خرمے کا درخت لگا رہا ہے۔ پھر آپ کو پتھر مارتے تھے۔ اسی طرح پچاس برس گزرے اور خرما کے تمام درخت بڑے اور مضبوط ہو گئے۔ تو خدا کا حکم آیا کہ ان درختوں کو کاٹیں۔ یہ دیکھ کر آپ کی قوم پھر مذاق و استہزاء کرنے لگی کہ اب درخت خرما جبکہ بڑے ہو گئے اس بڈھے مرد نے کاٹ ڈالے اس کی عقل زائل ہو گئی ہے اور پیری اس پر غالب آ گئی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (آیت ۳۸، ۳۹۔ سورۃ ہود پ۱۲) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب اُن کی قوم کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک جماعت ان کی طرف گزرتی تھی تو انکا مذاق اڑاتی تھی نوحؑ کہتے تھے اگر اس وقت تم ہم سے مسخراپن کرتے ہو (تو کرو) اس کے بعد یقیناً ہم تمہارا مذاق اُڑائیں گے جس وقت کہ تم پر عذاب نازل ہو گا جس طرح تم مذاق اُڑا رہے ہو۔ اور عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم میں

اور تم میں کون مذاق و تمسخر کا زیادہ مستحق ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا نے اُن کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور جبرئیلؑ کو ان کی تعلیم پر مامور فرمایا۔ غرض نوحؑ نے کشتی بنانا شروع کیا۔ اس کی لمبائی بارہ سو ہاتھ قرار دی، چوڑائی آٹھ سو ہاتھ اور اُونچائی اسّی ہاتھ۔ نوحؑ نے عرض کی خداوندا کشتی بنانے میں میری کون مدد کرے گا؟ خدا نے وحی فرمائی کہ اپنی قوم کے درمیان اعلان کرو کہ جو شخص کشتی بنانے میں میری مدد کرے گا اور اس کی کوئی چیز تراشے گا تو جو کچھ تراشے گا وُہ چاندی سونا بن جائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے یہ اعلان کیا تو لوگ کشتی بنانے میں آپ کے ساتھ ہو گئے اور مذاق و مسخراپن بھی کرتے جاتے تھے کہ جنگل میں کشتی بنا رہے ہیں۔

بسندِ حسن انہی حضرت سے روایت ہے کہ جب خدا نے قوم نوحؑ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو چالیس سال پہلے سے اُن کی عورتوں کو بانجھ کر دیا تھا پھر اُن میں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ جب نوحؑ کشتی بنا کر فارغ ہُوئے خدا کے حکم سے آپ نے سُریانی زبان میں ندا کی جس کو سُن کر تمام چوپائے اور جانور حاضر ہُوئے آپ نے ہر حیوان کا جوڑا کشتی میں داخل کیا۔ دُنیا کے تمام لوگوں میں اسّی اشخاص آپ پر ایمان لائے تھے پھر خدا نے وحی فرمائی کہ۔ اِحْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ (آیت ۴۰ سورہ ہود پ۱۲) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر قسم کے جانداروں میں سے (نر و مادہ) ایک ایک جوڑا لے کر لوگوں اور اپنے گھر والوں کو کشتی میں داخل کرو سوائے اُن کے جن کے بارے میں تم کو پہلے خبر دے دی ہے جو ان کے ایک فرزند والی زوجہ تھی اور کشتی پر ان لوگوں کو بھی سوار کر لو جو تم پر ایمان لائے ہیں۔ اور اُن پر بہت تھوڑے ایمان لائے تھے۔“ کشتی مسجد کوفہ میں تیار کی گئی۔ جب وُہ دن آیا جس روز خدا اُن کو ہلاک کرنا چاہتا تھا، نوح علیہ السلام کی زوجہ تنور میں جو مسجد کوفہ میں مشہور ہے روٹی پکا رہی تھی اور نوحؑ کشتی میں اس جگہ جو جانوروں کے لیئے مقرر تھی ان کی چیزیں جمع کر رہے تھے کہ زوجۂ نوحؑ نے آواز دی کہ تنور سے پانی اُبل رہا ہے۔ نوحؑ نے آ کر تنور پر کچھ مٹی ڈالی اور اُس پر مہر لگائی کہ پانی باہر نہ آوے اور جا کر تمام جانوروں کو کشتی میں داخل کیا۔ پھر تنور کے پاس آئے اور مُہر توڑی اور مٹی ہٹا دی۔ آفتاب چھپ گیا اور آسمان سے بغیر اس کے کہ قطرہ قطرہ پانی برسے یکبارگی پانی آیا اور تمام چشمے اُبل پڑے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ (آیت ۱۱ تا ۱۳۔ سورۃ القمر پ۲۷) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے آسمان کے دروازوں کو موسلا دھار پانی سے کھول دیا۔ اور زمینوں سے چشمے جاری کر دیئے تو زمین و آسمان دونوں کا پانی مل کر ایک ہو گیا اس امر پر جو مقدر ہو چکا تھا یا اُس قدر جو اندازہ کیا جا چکا تھا۔ اور نوحؑ کو ہم نے ایک کشتی پر سوار کیا جو تختوں اور کیلوں سے بنی تھی۔ پھر خدا نے فرمایا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ۔

کشتی کے چلنے اور رُک جانے کے وقت خدا کے نام کے ساتھ نجات کی دُعا کرتے رہو یا بسم اللہ کہتے رہو یا خدا کے نام سے کشتی کا چلنا اور رُکنا موقوف ہے۔ غرض کشتی حرکت میں آئی اور نوحؑ نے اپنے کافر بیٹے کو دیکھا جو پانی میں کھڑا ہوتا اور گرتا جاتا، فرمایا: یَابُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکَافِرِیْنَ۔ بیٹا ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ مت رہو۔" اس نے کہا: سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ۔ یعنی جلد پہاڑ پر چڑھ جاتا ہوں اور (وہاں) پناہ لیتا ہوں وہ مجھ کو پانی میں ڈوبنے سے محفوظ رکھے گا۔ نوحؑ نے فرمایا: لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ (آیت ۴۲، ۴۳ سورہ ہود پ ۱۲) یعنی آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے مگر (وہی بچ سکتا ہے) جس پر خدا رحم فرمائے۔ پھر نوح علیہ السلام نے کہا: رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ۔ پالنے والے یقیناً میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو تمام حکم کرنے والوں سے بہتر حکم کرنے والا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: یَا نُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنِّیْٓ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ۔ (ترجمہ) اے نوحؑ وہ تمہارے اہل سے ہرگز نہیں ہے جن کی نجات کا میں نے وعدہ کیا ہے۔ لہٰذا مجھ سے ایسی بات کا سوال نہ کرو جس کا تم کو علم نہیں ہے۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہل مت بنو۔" نوحؑ نے عرض کی کہ: رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ مِّنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ (آیت ۴۵ تا ۴۷ سورۃ ہود پ ۱۲) خداوندا میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے ایسی چیز کا سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ اور اگر تو مجھ کو نہ بخشے گا اور رحم نہ فرمائے گا تو میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گا۔" پس خاموش ہو رہے جیسا کہ خداوند عالم نے اُن سے فرمایا، اسی اثنا میں اُن کے درمیان موج حائل ہو گئی اور پسر نوحؑ غرق ہو گیا۔ آنحضرتؑ نے فرمایا کہ کشتی مُڑی اور اُس کو موجوں نے تھپیڑا دیا یہاں تک کہ مکہ میں پہنچی، اور خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا کیونکہ کعبہ کے سوا تمام دُنیا غرق ہو گئی تھی۔ خانہ کعبہ کو بیت العتیق اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ غرق ہونے سے محفوظ رہا۔ غرض چالیس روز تک آسمان سے پانی برستا رہا اور زمین سے چشمے اُبلتے رہے یہاں تک کہ کشتی اس قدر بلند ہوئی کہ آسمان سے جا ملی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور عرض کی یَا رَحْمٰنُ اَتْقِنْ یعنی پروردگارا احسان فرما۔ اس وقت خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اپنے پانی کو کھینچ لے جیسا کہ فرمایا ہے:- وَقِیْلَ یَآ اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ وَیَا سَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ۔ یعنی کہا گیا کہ اے زمین اپنے پانی کو جذب کر لے اور اے

آسمان برسنے سے رُک جا۔ تو پانی زمین میں جذب ہو گیا اور کافروں کے ہلاک ہونے اور مومنوں کی نجات کے بارے میں جو خدا کا حکم تھا عمل میں آیا۔ اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہری۔ حضرتؑ نے فرمایا جو پانی کہ زمین سے باہر آیا تھا زمین نے اُسے جذب کر لیا۔ مگر آسمان کے پانی کو قبول نہ کیا اور کہا کہ خدا نے مجھے صرف اپنے پانی کے جذب کرنے کا حکم دیا ہے، تو آسمان کا پانی زمین کے اُوپر ہی ٹھہر گیا اور کشتی جودی پر ٹھہری اور وہ موصل میں ایک بڑا پہاڑ ہے۔ پس خدا نے جبرئیلؑ کو بھیجا تو جو پانی زمین پر رُکا ہوا تھا اُس کو اُن دریاؤں میں پہنچا دیا جو دُنیا کے گرد خلق کیے گئے ہیں۔ اور نوح علیہ السلام کو خدا نے وحی فرمائی: یَا نُوْحُ اھْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَکَاتٍ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَکَ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُھُمْ ثُمَّ یَمَسُّھُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ (آیت ۴۸ سورۃ ہود پ ۱۲) اے نوحؑ کشتی یا پہاڑ سے اُترو ہماری سلامتی تحیت، برکتوں اور نعمتوں کے ساتھ جو تم پر اور اُن چند لوگوں پر جو تمہارے ساتھ کشتی میں ہیں ہم نے نازل کی۔ اور چند ایسے گروہ ہیں جن کو جلد ہم دُنیا کی نعمتوں سے کامیاب کریں گے۔ پھر اُن کے لیے اُن کے کفر کی وجہ سے عذاب دردناک ہو گا۔" حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر نوحؑ اسّی مومنوں کے ساتھ جو آپ کے ہمراہ تھے موصل میں کشتی سے اُترے اور مدینۃ الثمانین کی بنیاد ڈالی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی ایک بیٹی بھی آپ کے ہمراہ تھی۔ نسلِ انسان اُسی سے جاری ہوئی اسی سبب سے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نوحؑ دو پدر میں سے ایک پدر ہیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جمیع انسانوں کے باپ ہیں۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ نوحؑ نے کیوں کر جانا کہ اُن کی قوم سے کوئی نہ ایمان لائے گا جبکہ خود اپنی قوم پر نفرین کی اور کہا کہ خدا کرے اُن کے فرزند فاسق و فاجر پیدا ہوں۔ فرمایا کہ شاید تو نے نہیں سُنا ہے جو کچھ خدا نے نوحؑ سے فرمایا کہ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لا چکے تیری قوم سے اب کوئی ایمان نہ لائے گا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے نوحؑ کی پیغمبری ظاہر کی، اور اُن کے شیعوں کو یقین ہوا جو کافروں کے ہاتھوں تکلیف میں مُبتلا تھے کہ اُن کے آرام کا زمانہ قریب آیا حالانکہ اُن کی بلائیں شدید اور فکر کی تکلیف زیادہ اور سخت ہوتی گئی اور اس حد تک پہنچی کہ کفار حضرت نوحؑ پر بھی پتھر برسانے لگے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ آنحضرتؑ تین روز تک بے ہوش پڑے رہتے اور خون آپ کے جسم سے جاری رہتا تھا۔ تین سو برس ہدایت کرنے کے بعد آپ کے ساتھ یہ برتاؤ ہونے لگا۔ پھر آپ شب و روز اُن کو

خدا کی طرف دعوت دینے لگے لیکن وُہ ایمان نہ لائے۔ آپ تبلیغ فرماتے اور وُہ لوگ پیٹھ پھیر لیتے۔ تین سو سال کے بعد ایک روز نمازِ صبح کے بعد آپ نے چاہا کہ ان کے لیئے بددُعا کریں تو اس وقت ساتویں آسمان سے تین فرشتے آئے اور کہا اے پیغمبرِ خدا ہماری آپ سے ایک حاجت ہے۔ پُوچھا وُہ کیا؟ کہا یہ کہ اپنی قوم پر نفرین کرنے میں تاخیر کیجئے کیونکہ یہ پہلا غضب اور عذاب ہو گا جو زمین پر نازل ہو گا۔ نوحؑ نے کہا تین سو سال کے لیئے بددُعا کو میں نے ملتوی کیا اور اپنی قوم میں واپس آئے۔ پھر ان کو خدا کی طرف دعوت دینا شروع کی جیسا کہ معمول تھا۔ اور وُہ لوگ بدستور سابق درپے آزار رہے۔ یہاں تک کہ تین سو سال گزر گئے اور آپ ان کے ایمان لانے سے مایوس ہُوئے۔ پھر چاشت کے وقت بیٹھے تا کہ ان پر بددُعا کریں ناگاہ فرشتوں کا ایک گروہ چھٹے آسمان سے نیچے آیا اور سلام کیا اور کہا کہ صبح آسمانِ ششم سے ہم لوگ روانہ ہو کر اس وقت آپ کے پاس پہنچے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنی قوم پر بددُعا کرنا ابھی ملتوی رکھیئے۔ پھر نوحؑ نے تین سو سال ان پر نفرین کرنے سے باز رہنے کا وعدہ کیا اور اپنی قوم کی طرف واپس ہُوئے اور ان کی تبلیغ میں مشغول ہُوئے مگر قوم پر روگردانی کے سوا کوئی اثر نہ ہُوا یہاں تک کہ اس دُوسرے تین سو سال کی مدّت بھی تمام ہوئی اور تبلیغ کے نو سو سال پُورے ہو گئے۔ آپ کے شیعوں نے آپ کے پاس آ کر شکایت کی جو کچھ ان کو ظالم بادشاہوں اور عام کافروں سے اذیّت پہنچی تھی اور التجا کی کہ دُعا کریں تا کہ خدا ان کے آزار سے نجات دے۔ نوحؑ نے ان کی استدعا قبول کی اور نماز پڑھ کے دُعا کی۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالیٰ نے تمہاری دُعا قبول فرمائی اور فرماتا ہے کہ اپنے شیعوں سے کہو کہ خرما کھائیں اور اس کا بیج بوئیں اور اس کی حفاظت کریں یہاں تک کہ اس میں پھل لگنا شروع ہو۔ جب وُہ درخت بارآور ہو جائیں گے اس وقت ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے۔ یہ سُن کر نوحؑ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور یہ خبر اپنے شیعوں سے بیان کی۔ وُہ لوگ بھی مسرور ہُوئے اور انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ اُن درختوں میں میوے لگنے شروع ہُوئے۔ وُہ لوگ میوے لے کر نوحؑ کے پاس آئے اور وعدہ وفائی کے طالب ہُوئے نوحؑ نے دُعا کی؛ خدا نے فرمایا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ ان خرموں کو بھی کھا لیں اور ان کے بیج بوئیں جب ان کے درخت بارآور ہوں گے اس وقت میں ان کو نجات دوں گا۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے چونکہ گمان کیا کہ اُن سے وعدہ خلافی ہوئی اس لیئے ان میں سے تہائی لوگ دین سے پھر گئے دو تہائی رہ گئے۔ ان لوگوں نے ان باقی ماندہ خرموں کو کھایا اور ان کے بیج بو دیئے۔ جب ان کے درختوں میں پھل آئے ان کے میوے لے کر وُہ لوگ نوحؑ کی

خدمت میں حاضر ہُوئے اور سوال کیا کہ وعدہ کو وفا کیجئے۔ نوح علیہ السلام نے خدا سے دُعا کی پھر وحی آئی کہ ان خرموں کو بھی کھا لیں اور ان کے بیج بوئیں۔ یہ سُن کر نوحؑ کے دُوسرے تہائی شیعہ دین سے برگشتہ ہو گئے۔ صرف ایک ثلث باقی رہ گئے جو اطاعت پر قائم تھے۔ اور پھر خرموں کو بو یا۔ جب اُن میں پھل آئے وُہ لوگ نوحؑ کے پاس وُہ پھل لے کر آئے اور کہنے لگے کہ ہم میں سے دین پر بہت کم لوگ باقی ہیں اگر ہماری تکلیفوں کے دفعیہ میں تاخیر ہو گی تو ہم سب دین سے پھر جائیں گے۔ یہ سُن کر نوحؑ نے نماز پڑھی اور مناجات کی کہ پروردگارا میرے اصحاب میں بہت تھوڑے لوگ رہ گئے ہیں۔ اگر اب ان کو نجات نہ ملے گی تو ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ لوگ بھی ہلاک نہ ہوں۔ پس ان کو وحی ہُوئی کہ تمہاری دُعا میں نے قبول کی۔ لہذا کشتی تیار کرو۔ اور دُعا کے قبول ہونے اور طوفان کے آنے کے درمیان پچاس سال کی مدّت گزری۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب نوح علیہ السّلام نے خدا سے اپنی قوم کے لیئے عذاب طلب کیا خدا نے جبرئیلؑ کو سات دانہ خرما کے ساتھ بھیجا۔ اُنہوں نے آ کر کہا اے پیغمبرِ خدا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ میرے پیدا کیئے ہُوئے اور سب میرے بندے ہیں میں ان کو اپنے برقِ غضب سے ہلاک نہ کروں گا جب تک کہ تاکید کے ساتھ ان کو دعوتِ حق نہ دی جائے اور ان پر حجّت بخوبی تمام نہ ہو جائے۔ لہٰذا اپنی قوم کی ہدایت کی کوشش میں مشقت و تکلیف برداشت کرنے کے لیئے پھر مشغول ہو جس کے سبب سے میں تم کو ثواب عطا کروں گا ان خرموں کو بوؤ۔ جب یہ اُگیں اور بڑے ہو کر بارآور ہوں اس وقت یقیناً تمہاری اور تمہاری قوم کی نجات و رہائی ہو گی۔ اس سے مومنین کو بھی آگاہ کر دو جو تمہارے فرمانبردار ہیں۔ غرض جب ایک زمانہ کے بعد درخت اُگے، بڑھے اور اُن میں پھل آئے اور پختہ ہو گئے تو حضرت نوح علیہ السّلام نے خدا سے دُعا کی کہ اپنے وعدہ کو وفا کرے۔ خدا نے حکم دیا کہ ان درختوں کے خرموں کے بیج دُوسری مرتبہ پھر بوئیں اور اپنی قوم پر تبلیغِ رسالت میں کوشش، تاکید اور تکلیفوں پر صبر کرنے میں پھر مشغول ہوں۔ یہ خبر نوحؑ نے مومنوں کو پہنچائی تو اُن میں سے تین سو اشخاص مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ نوحؑ جو کچھ دعوے کرتے تھے اگر وُہ حق ہوتا تو ان کے پروردگار کا وعدہ غلط نہ ہوتا۔ اسی طرح ہر مرتبہ جب درختوں میں میوے پیدا ہوتے تھے حق تعالیٰ ان کو حکم دیتا تھا کہ ان کے بیج بوئیں یہاں تک کہ سات مرتبہ ایسا ہُوا اور ہر مرتبہ اُن میں سے ایک گروہ جو ایمان لائے تھے مرتد ہوتے رہے۔ آخر میں صرف ستر اور چند اشخاص باقی رہ گئے اس وقت خدا نے نوحؑ کو وحی فرمائی کہ اب حق کی نُورانی صبح باطل کی تاریک رات سے ظاہر ہُوئی اور خالص حق رہ گیا اور اس سے غبارِ کُفران لوگوں کے مرتد ہونے سے جن کی طبیعتیں خبیثہ تھیں،

دفع ہوگیا۔ اگر میں کافروں کو ہلاک کر دیتا اور ان لوگوں کو جو مُرتد ہو گئے چھوڑ دیتا تو یقیناً وُہ وعدہُ سابق سچ نہ ہوتا جو میں نے ان مومنین سے کیا تھا جو تمہاری قوم سے مجھ پر خالص طور سے ایمان لائے تھے اور انہوں نے تمہاری پیغمبری کی ریسمان کو پکڑا تھا۔ وُہ وعدہ یہ تھا کہ ان کو زمین میں خلیفہ قرار دوں گا، ان کے لیئے ان کے دین کو برقرار رکھوں گا اور خوف کو امن سے تبدیل کر دوں گا تاکہ ان کے دلوں سے شک برطرف ہو کر میرے لیئے خالص عبادت ہو۔ لہٰذا کیوں کر ان کی موجودگی میں خلیفہ قرار دیتا۔ وہ جماعت اُس بادشاہی کی مجھ سے تمنّا رکھتی تھی جو میں مومنوں کو عطا کرنے والا ہوں۔ اس نعمت کی خوشبو ان کے دماغوں تک پہنچتی اور یقیناً اس خلافت کی وہ لوگ طمع کرتے اور اُن کا پوشیدہ نفاق مضبوط ہوتا۔ اور اس بارے میں ان کے دلوں میں گمراہی وضلالت مستحکم ہوتی اور وُہ خالص مومنوں سے عداوت کا اظہار کرنے اور بادشاہی طلب کرنے اور امر و نہی سے انحراف کے لیئے ان لوگوں سے جنگ و جدال کرتے۔ پھر دین کا قیام عمل میں نہ آتا اور مومنوں کے درمیان ان لڑائیوں اور فتنوں کے سبب حق منتشر ہوتا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے نوحؑ کو حکم دیا کہ کشتی تیار کریں۔

دُوسری معتبر سند کے ساتھ اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ دسؔ مرتبہ مامور ہوئے کہ دانۂ خرما بوئیں اور ہر مرتبہ جبکہ پھل تیار ہوتا آپ کے اصحاب آتے اور ایفائے وعدہ کے طالب ہوتے۔ اور جب وُہ بارِ دیگر دانۂ خرما بوتے ان کے اصحاب تین گروہ ہو جاتے تھے ایک فرقہ مرتد ہو جاتا، ایک منافق اور ایک فرقہ اپنے ایمان پر باقی رہتا۔ یہاں تک کہ دسویں مرتبہ نوحؑ کے پاس وُہ لوگ آئے اور کہا اے خدا کے رسُول آپ جس قدر چاہیں وعدہ کے ایفا میں تاخیر کریں ہم تو آپ کو خدا کا فرستادہ اور راست گو پیغمبر سمجھ چکے ہیں۔ اب آپ کی پیغمبری میں شک نہیں کر سکتے۔ تو خدا نے ان لوگوں کو کشتی کے ذریعہ سے نجات دی اور باقی تمام قوم کو ہلاک کیا [1]

[1] مولّف کا ارشاد ہے کہ ان احادیث کو متحد کرنا سخت مشکل ہے۔ ممکن ہے کہ ان راویوں میں سے بعض کو سہو ہُوا ہو یا بعض روایتیں تقیۃ کی بنا پر عامہ کی روایتوں کے موافق وارد ہُوئی ہوں یا بعض حدیثوں میں بعض باتیں مکرر ذکر ہو گئی ہوں۔ اسی طرح احتمال ہے فرشتوں کے دُوسرے اور چھٹے آسمان سے آنے میں کہ دونوں واقع ہوا ہو۔ اسی طرح بہشتر اور چند مومنوں کی تعداد میں ممکن ہے کہ فرزندان نوحؑ کو بھی شمار کیا ہو یا اس کے برعکس۔ اور وعدہ میں تاخیر کا سبب ممکن ہے کہ حتمی وعدہ نہ رہا ہو بلکہ کسی شرط کے ساتھ مشروط رہا اور وُہ شرط عمل میں نہ آئی ہو یا یہ کہ درحقیقت یہ تاخیر عذاب میں کی گئی نہ کہ وعدہ میں (باقی بر صفحہ ۱۷۱)

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت نوحؑ نے طوفان کے وقت زمین کے تمام پانیوں کو طلب کیا اور سوائے آبِ گندھک اور آبِ تلخ کے سب نے قبول کیا۔ [1]

حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ نے تمام پانیوں کو طلب کیا۔ جن چشموں نے آپ کا حکم قبول نہ کیا ان پر آپ نے لعنت کی تو وُہ تلخ اور کھاری ہو گئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ ماہِ رجب کی پہلی تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے اور آپ نے ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھے حکم دیا تو اس دن سب نے روزہ رکھا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک مردِ شامی نے حضرت امیر المومنین علیہ السّلام سے قولِ حق تعالیٰ: يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ (پ ۳۰ سورۃ عبس آیت ۳۴تا۳۶) کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ قیامت میں اپنے لڑکے سے جو گریز کرے گا وُہ حضرت نوحؑ ہوں گے۔ اور کنعان اپنے لڑکے سے گریز کریں گے۔ پھر نوحؑ کی کشتی کا طول و عرض وغیرہ معلوم کیا۔ فرمایا اس کی لمبائی آٹھ سو ہاتھ تھی اور چوڑائی پانچ سو ہاتھ اور اُونچائی اسّی ہاتھ۔ [2]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کشتیٔ نوحؑ کی لمبائی بارہ سو ہاتھ تھی چوڑائی آٹھ سو ہاتھ۔ اور اس کی گہرائی اسّی ہاتھ تھی۔ اس نے خانۂ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر جودی پر ٹھہری۔

دُوسری حدیث میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ نوحؑ نے کشتی میں حیوانات کے لیئے نوّے مکانات بنائے تھے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے سوائے خانہ کعبہ کے تمام زمینوں کو طوفانِ نوحؑ میں غرق کر دیا تھا۔ اسی لیئے اس کو بیت العتیق کہتے ہیں کیونکہ غرق ہونے سے

(بقیہ از صفحہ ۱۷۰) اور اگر کوئی کسی کی سزا کا وعدہ کرے اور عمل میں نہ لائے تو یہ قبیح نہیں ہے بلکہ مستحسن ہے۔ اور ان حدیثوں سے حضرت صاحب الامرؑ کی غیبت کے لیے اور آنحضرتؑ کے ظہور میں تاخیر کی حکمتیں غور و تامل کرنے والوں کے لیئے ظاہر ہوتی ہیں۔ ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] مولّف فرماتے ہیں کہ آب گندھک سے مراد آب گرم جس سے گندھک کی بُو آتی ہے۔ ۱۲ منہ [2] مولّف فرماتے ہیں کہ جو حدیث کشتی کی جسامت میں پہلے گذری وُہ اس سے معتبر ہے۔ ممکن ہے کہ اختلاف ہاتھوں کے اختلاف کے اعتبار سے ہو۔ لیکن یہ مشکل ہے۔ ۱۲ منہ

محفوظ رہا۔ راوی نے پُوچھا کیا آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا؟ فرمایا نہیں۔ لیکن پانی سے متصل نہیں ہُوا بلکہ اس کے گرد بلند ہوا تھا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کس سبب سے حق تعالےٰ نے تمام زمینوں کو غرق کیا حالانکہ اس میں اطفال اور وُہ لوگ مثلاً دیوانے بھی تھے جن کے لیئے گناہ نہیں ہے۔ جواب میں فرمایا کہ ان میں اطفال نہیں تھے۔ کیونکہ خدا نے چالیس سال قبل سے قوم نوحؑ کی صلبوں کو اور اُن کی عورتوں کے رحموں کو عقیم کر دیا تھا۔ لہذا ان کی نسلیں منقطع ہوگئی تھیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ خدا اس کو اپنے عذاب سے ہلاک کرے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ نوحؑ کی قوم نے حضرت نوحؑ کی تکذیب کی اس لیئے ہلاک ہوئی۔ بقیہ اور لوگ اس لیئے ہلاک ہُوئے کہ تکذیب کرنے والوں کی تکذیب سے راضی تھے۔ اور کوئی شخص اگرچہ کسی امر میں شریک نہیں ہوتا۔ لیکن اس پر رضامند رہتا ہے تو گویا کہ وُہ بھی اس میں شریک رہا ہے اور اُس امر کا مرتکب ہُوا ہے۔

اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالےٰ نے اس لیئے فرمایا کہ نوحؑ تمہارا بیٹا تمہارے اہل سے نہیں ہے کہ وُہ گنہگار تھا۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ [1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ نوحؑ کے فرزند کے بارے میں مفسرین و مؤرخین اور علمائے مخالفین کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا نوحؑ کا لڑکا تھا یا نوحؑ کی بیوی کا (شوہر اوّل سے) حلال زادہ تھا یا زنا زادہ۔ علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے کہ وُہ نوحؑ کا لڑکا تھا اور حلال زادہ تھا۔ اور اس آیت اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ کی قرات میں اکثر قاریوں نے عَمَلٌ۔ بفتح عین و میم وضم لام باتنوین پڑھا ہے جو اسم ہے۔ اور کسائی اور یعقوب اور سہل نے بفتح عین وکسر میم و فتح لام (یعنی عَمِلَ) پڑھا ہے جو فعل ماضی غیر منصوب ہے جو اس کا مفعول ہے اور قرأت اوّل کی بناء پر بعضوں نے کہا ہے کہ ایک مضاف مقدر ہے یعنی وُہ صاحب عمل ناشائستہ تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وُہ خود ناشائستہ عمل (کا نتیجہ) تھا یعنی حلال زادہ نہ تھا۔ اور شیعوں کے اس معنی سے انکار پر حضرت امام رضاؑ اور تمام ائمہ علیہم السّلام سے بہت سی حدیثیں منقول ہیں کہ جو سُنّی کہتے ہیں کہ وُہ نوح علیہ السّلام کا بیٹا نہ تھا غلط کہتے ہیں۔ بلکہ وُہ انہی کا بیٹا تھا۔ چونکہ کافر و بدکار تھا اس لیئے خدا نے فرمایا کہ وُہ تیرے اہل سے نہیں ہے۔ اور ان کی اطاعت کرنے والوں کو ان کے اہل سے شمار کیا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السّلام نے فرمایا مَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ۔ یعنی جس نے میری پیروی کی وُہ میرے اہل سے ہے۔ اور شیعوں کی بعض معتبر حدیثوں میں جو وارد ہُوا ہے کہ وُہ نوحؑ کا فرزند نہ تھا تو وُہ یا تو تقیہ پر محمول ہیں یا اس پر کہ وُہ نوحؑ کی بیوی کا شوہر اوّل سے بطریق حلال پیدا شدہ تھا۔ کیونکہ عقل و نقل سے ثابت ہوچکا ہے کہ انبیاء پاک ہیں اس سے کہ حق تعالیٰ اُن کو چھوڑ دے کہ کسی امر حرام کے ساتھ ان کی طرف نسبت ہو جو (باقی برصفحہ ۱۷۳)

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ کشتی سے اُترے ابلیس نے ان کے پاس آ کر کہا کہ زمین میں کسی شخص کا احسان مجھ پر آپ کے احسان سے زیادہ نہیں ہے آپ نے اُن فاسقوں پر لعنت کی اور سب کو جہنّم میں پہنچا دیا اور مجھ کو اُن کے گمراہ کرنے (کی محنت) سے راحت بخشی۔ لہذا دو خصلتیں آپ کو تعلیم کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ ہرگز کسی پر حسد نہ کیجئے کیونکہ حسد نے میرے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔ دُوسرے حرص ہرگز نہ کیجئے کیونکہ حرص نے آدمؑ کے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ نے اپنی قوم پر بددُعا کی اور وُہ ہلاک ہوگئی تو شیطان نے آپ کے پاس آ کر کہا کہ آپ کا مجھ پر ایک احسان ہے چاہتا ہوں کہ اس کا عوض دوں۔ نوحؑ نے کہا کہ میں اس بات سے نفرت رکھتا ہوں کہ تجھ پر احسان کروں۔ بتا وُہ احسان کیا ہے۔ اس نے کہا یہ کہ آپ نے اپنی قوم پر نفرین کی اور غرق کر دیا۔ اب کوئی باقی نہیں ہے جسے میں گمراہ کروں۔ اور اب مجھ کو راحت ہے جب تک کہ دُوسرا قرن آئے پھر گمراہ کروں گا۔ نوحؑ نے فرمایا اس کا عوض کیا ہے؟ کہا بندوں پر میرے قابو کے مواقع یاد رکھیئے ان تین حالتوں میں سے کوئی ایک حالت ہو تو میں اُن سے بہت قریب رہتا ہوں: جبکہ وُہ غصّہ میں ہوں۔ جبکہ دُو آدمیوں کے درمیان حکم کرتا ہو۔ اور جس وقت بندہ کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے۔

بندوں پر شیطان کے قابو کے مواقع

بسند معتبر حضرت امیر المومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السّلام حیوانات کو کشتی میں داخل کر رہے تھے بکری نے نافرمانی کی آپ نے اُس کو کشتی میں پٹک دیا اُس کی دُم ٹوٹ گئی۔ اسی وجہ سے اُس کی شرمگاہ کھُلی رہ گئی۔ اور گوسفند نے کشتی میں داخل ہونے میں سبقت کی تو نوحؑ نے اُس کی دُم اور پُشت پر ہاتھ پھیرا اس سبب سے اس کی بڑی دُم پیدا ہوگئی جس سے اُس کی شرمگاہ پوشیدہ رہی۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نجف دُنیا میں سب سے بلند ایک پہاڑ تھا اور

(بقیہ صفحہ ۱۷۲) ان کی ذلّت کا باعث ہو۔ اسی طرح اس آیت میں حق تعالیٰ نے جس میں کہ حفصہ و عائشہ کی مثال بیان کی ہے فرمایا ہے کہ ان عورتوں کی مثال زنِ نوحؑ و لوطؑ کی سی ہے۔ وُہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے تصرّف میں تھیں پھر ان دونوں نے ان سے خیانت کی تو ان بندوں نے عذابِ خدا سے بچانے میں ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ اور ان عورتوں سے کہا گیا کہ دوزخ کی آگ میں جہنّم والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اور عامّہ و خاصّہ کے طریق پر حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ ان (نوحؑ و لوطؑ کی) عورتوں کی خیانت یہ تھی کہ وُہ کافرہ تھیں اور کافروں سے مومنوں کی چغلخوری کرتی تھیں اور اپنے شوہروں کو آزار پہنچاتی تھیں کوئی اور خیانت نہ تھی۔ ۱۲ (منہ)

وُہ وہی پہاڑ تھا جس کے بارے میں نوحؑ کے لڑکے نے کہا تھا کہ اسی پر پناہ لوں گا جو مجھ کو ڈوبنے سے بچالے گا۔ اس وقت خدا نے اس پہاڑ کو وحی فرمائی کہ کیا تجھ پر لوگ میرے عذاب سے پناہ لیں گے؟ یہ سُن کر وُہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نرم ریت بن گیا اور بجائے اس کے وہاں ایک بڑا دریا پیدا ہو گیا جس کو "نی" کہتے تھے۔ پھر وُہ دریا خشک ہو گیا تو نی جف یعنی دریائے نی کہنے لگے۔ پھر اس دریا کا یہی نام ہو گیا اور کثرتِ استعمال سے نجف رہ گیا۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السلام زمین پر تشریف لائے آپ کے تمام فرزند اور وُہ لوگ جو آپ کے مطیع تھے کُل اسّی آدمی تھے۔ آپ نے اُسی جگہ جہاں اُترے تھے ایک قریہ کی بُنیاد ڈالی اور اس کا قریۃ الثمانین نام رکھا کیوں کہ اُس میں کل اسّی ہی آدمی تھے۔ ابن بابویہ نے وہب سے روایت کی ہے کہ جب نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے حق تعالیٰ نے تمام ذی رُوح پر جو کشتی میں تھے مثل چوپائیوں، طائروں اور وحشیوں کے ہر ایک پر تسکین نازل کی۔ اُس وقت اُن میں سے کوئی کسی کو آزار نہیں پہنچاتا تھا۔ گوسفند بھیڑیئے کے ساتھ اور گائے شیر کے ساتھ رہتی اور کنجشک سانپ کے مُنہ پر بیٹھتی تھی۔ اس جگہ نہ نزاع تھی نہ فریاد۔ نہ گالی تھی نہ نفرین بلکہ سب اپنی جانوں کی فکروں میں تھے۔ خدا نے ہر صاحبِ زہر کے زہر کو دفع کر دیا تھا یہاں تک کہ کشتی سے باہر آئے۔ کشتی میں چُوہے اور غدرسے بہت تھے۔ اس وقت خدا نے نوحؑ کو وحی فرمائی کہ شیر پر ہاتھ پھیرو۔ جب آپؑ نے ہاتھ پھیرا اس کو چھینک آئی اس کے دماغ کے دونوں سُوراخوں سے دو بلّیاں گریں ایک نر اور دُوسری مادہ۔ تب چُوہے کم ہُوئے۔ پھر آپ نے دستِ مُبارک ہاتھی پر پھیرا اس کو چھینک آئی تو اس کے دماغ کے دونوں سُوراخوں سے دو سُور نر و مادہ گرے جس سے غدرسے کم ہُوئے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت نوحؑ سے اُن کی قوم نے چُوہوں کی زیادتی کی شکایت کی۔ خدا نے چیتے کو حکم دیا۔ اس نے چھینکا اس کے دماغ سے بلّی گری۔ اور غدرسے کی زیادتی کی شکایت کی تو خدا نے ہاتھی کو حکم دیا۔ اُس نے چھینکا اس کے دماغ سے سُور گرے۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب نوحؑ نے خچرّ کو کشتی میں داخل کرنا چاہا وُہ رُک گیا کیوں کہ شیطان اس کے دونوں پیروں کے درمیان موجود تھا۔ حضرت نے فرمایا اے شیطان داخل ہو اور درخت خرما کی ایک چھڑی سے خچرّ کو مارا تو وُہ کشتی میں داخل ہُوا اور شیطان بھی داخل ہُوا اور اس نے کہا کہ دو خصلتیں آپ کو سکھاتا ہُوں۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھ سے

گفتگو کی مجھے حاجت نہیں ہے۔ شیطان نے کہا حرص سے پرہیز کیجئے جس نے آدمؑ کو بہشت سے نکالا اور حسد سے احتراز کیجئے جس نے مجھ کو بہشت سے باہر کیا۔ اس وقت خدا نے نوحؑ کو وحی فرمائی کہ اس کا یہ قول مان لو اگرچہ وُہ ملعون ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ کے زمانہ میں ہر پہاڑ اور ہر زمین پر پندرہ ہاتھ پانی بلند تھا۔ [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی تو حضرت شیثؑ کی اولاد نے اپنے علم سے جو ان کو وراثۃً ملا تھا جانچ کر حضرت نوحؑ کی تصدیق کی۔ اور قابیل کے فرزندوں نے تکذیب کی اور کہنے لگے کہ جو کچھ تم اپنے پدرانِ گزشتہ کے بارے میں کہتے ہو ہم نے سُنا۔ کیا ہم بھی تم پر ایمان لائیں حالانکہ ہم سے رذیل ترین لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے۔ اس سے اُن کی مراد حضرت شیثؑ کے فرزند تھے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ شریعتِ نوحؑ میں یہ تھا کہ خدا کی عبادت اُس کی یگانگی اور اخلاص کے ساتھ کریں اور جن لوگوں نے اُس کا مثل و شریک قرار دیا ہے اُس کو ترک کریں۔ یہ وہ فطرت ہے جس پر خدا نے ہر ایک کو پیدا کیا ہے۔ اور خدا نے نوحؑ اور تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ خدا کی پرستش کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ان کو نماز، امر و نواہی اور حلال و حرام سے آگاہ کیا۔ لیکن اُن کی شریعت میں میراث کے حدود و احکام نہ تھے۔ نوحؑ ان لوگوں میں نو سو پچاس سال موجود رہے اور تبلیغِ حق کرتے رہے۔ لیکن وُہ لوگ انکار و سرکشی سے باز نہ آئے۔ تو نوحؑ نے عرض کی خداوندا میں مغلوب ہوں تو میرا انتقام لے اُس وقت خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ تیری قوم کے لوگ ایمان نہ لائیں گے سوائے اُن کے جو ایمان لا چکے۔ لہٰذا اُن کے افعال سے رنجیدہ نہ ہو۔ اس سبب سے نوحؑ نے اُن پر بددُعا کرنے کے وقت کہا کہ اُن کی اولاد فاجر اور کفر کرنے والی ہی پیدا ہوگی۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ اور اُن کی قوم شہر کوفہ کے غربی

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ پانی پندرہ ہاتھ سے کہیں کم نہ تھا اگرچہ بعض مقامات پر زیادہ رہا ہو یا یہ کہ باعجاز حضرت نوحؑ سطح آب بھی سطحِ زمین کی طرح ناہموار رہی ہو۔ اور یہ جو بیان ہُوا کہ کشتی آسمان سے ٹکرا گئی تو ممکن ہے کہ آخر میں ایسا ہوا ہو یا پانی کے بعض حصّے موج کے سبب سے بلند ہو گئے ہوں۔ ۱۲ (منہ)

جانب فرات کے کنارے ایک شہر کے رہنے والے تھے۔ نوحؑ ایک مرد نجار تھے۔ خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا اور پیغمبر قرار دیا۔ انہوں نے سب سے پہلے کشتی بنائی اور پانی پر رواں کی۔ وُہ اپنی قوم کو نو سو پچاس سال تک دین حق کی دعوت دیتے رہے اور وُہ لوگ آپ کے ساتھ مذاق و مسخراپن کرتے رہے۔ جب آپ ان کی ہدایت سے بالکل مایوس ہوگئے تو اُن پر لعنت کی۔ خدا نے وحی کی کہ ایک کشادہ کشتی بناؤ اور جلد عمل میں لاؤ۔ حضرت نوحؑ لکڑیاں دُور سے لا کر مسجد کوفہ میں کشتی بنانے لگے اور اُسی مسجد میں اُن کی قوم کے اپنے بُت یعوب و یعوق و نسرک بھی نصب تھے راوی نے پوچھا کہ آپ پر فدا ہوں نوحؑ نے کتنے دنوں میں کشتی تیار کی؟ فرمایا کہ دُو دَور میں جن کا مجموعہ اسّی سال ہوتا ہے۔ راوی نے پُوچھا کہ عامّہ کہتے ہیں کہ پانچ سو سال میں تیار کی۔ فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ اور ایسا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے وَوَحْيِنَا اور وحی بمعنی سُرعت ہے۔

بسند معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ کشتی پر ایک سرپوش تھا جس کی وجہ سے آفتاب و ماہتاب نہیں دیکھے جا سکتے تھے۔ نوحؑ کے پاس دُو دانے تھے ایک سے دن میں روشنی ہوتی تھی اور دُوسرے سے رات کے وقت۔ اُن ہی سے نماز کے اوقات معلوم ہوتے تھے۔ جناب نوحؑ اپنے ہمراہ حضرت آدمؑ کا جسدِ مُبارک بھی کشتی میں لائے تھے۔ جب کشتی سے زمین پر آئے اُن کو مسجد منیٰ کے مینار کے نیچے دفن کیا۔ [1]

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ نے کشتی کو تیس برس میں تیار کیا اور دُوسری حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ سو سال میں تمام کی [2] اس وقت خدا نے اُن کو حکم دیا کہ ہر جوڑے سے دُو عدد کشتی میں اپنے ساتھ لے لیں اُن آٹھ جوڑوں میں سے جو حضرت آدمؑ اپنے ہمراہ بہشت سے لائے تھے۔ تاکہ فرزندانِ نوحؑ کشتی سے اُترنے کے بعد زمین میں آرام کر سکیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ تمہارے لیئے آٹھ جوڑے چوپایوں کے اُتارے دُو جوڑے گوسفند کے، دُو بکری کے دُو اُونٹ کے اور دُو گائے کے

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کا جسد طوفان کے بعد نجف اشرف میں مدفون ہُوا جیسا کہ بیان ہو چکا۔ شاید یہ حدیث تقیّہ پر محمول ہو۔ ۱۲ منہ

[2] مولّف فرماتے ہیں کہ ان مختلف حدیثوں کا متفق کرنا جو کشتی بنانے کی مدّت کے بارے میں وارد ہُوئی ہیں یا اس طرح ممکن ہے کہ بعض عامہ کی روایتوں کے موافق تقیہ کی بنا پر وارد ہوئی ہوں گی یا بعض کشتی تراشنے کے اصل زمانہ کے بارے میں ہوں گی۔ اور بعض کشتی تیار کرنے کے زمانے سے متعلّق اور بعض اس کے مقدمات مثل لکڑی و کیلیں اور کشتی کی تمام عملی ضروریات کی فراہمی کے بارے میں اور بعض مقدمات کے حصول کے بارے میں۔ ۱۲ منہ

گوسفند کے دُو جوڑے تھے۔ اُن میں سے ایک قسم لوگ پالتے ہیں اور ایک قسم وحشی ہے جو پہاڑوں پر رہتا ہے۔ اُن کا شکار حلال ہے۔ اسی طرح ایک جوڑا بکری کا اہلی ہے اور ایک وحشی اور ایک جوڑا گائے کا اہلی اور ایک پہاڑی ہے۔ اور ایک جوڑا اُونٹ کا خراسانی ہے اور ایک عربی۔ اسی طرح پرندے بھی صحرائی اور خانگی ہوتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حیض ایک نجاست ہے جس میں خدا نے عورتوں کو مبتلا کیا ہے۔ حضرت نوحؑ کے زمانے میں عورتیں سال میں ایک مرتبہ حائض ہوتی تھیں۔ اسی زمانہ میں سات سو عورتوں نے پردہ ترک کیا اور پُرتکلف لباس و زیورات سے آراستہ ہوکر شہروں میں گھومنا پھرنا شروع کیا۔ مَردوں کی مجلسوں میں شریک ہوتیں، اُن کے ساتھ آزادی سے اُٹھتی بیٹھتی تھیں۔ لہٰذا خدا نے مخصوص اُنہی بدکردار عورتوں کو ہر ماہ حیض میں مُبتلا کیا۔ پھر مَردوں نے اُن عورتوں کو اپنے درمیان سے نکال دیا۔ وُہ حیض کے خون کی زیادتی کے سبب سے مَردوں سے علیحدہ ہوگئیں۔ آخر اُن کی شہوت شکستہ ہوگئی۔ ان کے علاوہ دُوسری عورتیں اپنی عادت کے موافق ہر سال ایک مرتبہ حائض ہوتی تھیں۔ چونکہ دونوں قسم کی عورتوں کی اولادوں کی آپس میں شادیاں ہوئیں اس لیئے سب عورتیں مل جُل گئیں۔ ہر ماہ حائض ہونے والی عورتوں کا حیض زیادہ صاف اور پابندی کے ساتھ ہوتا تھا اور لڑکے بھی اُن سے بہُت کم ہوتے تھے۔ اسی سبب سے جو ہر ماہ حائض ہوتی تھیں کم ہُوئیں [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اُترے، پانی خشک ہو گیا اور کافروں کی ہڈیوں سے زائل ہوگیا تو حضرتؑ نے اپنی قوم کی ہڈیاں دیکھیں تو بے حد رنجیدہ اور محزون ہُوئے۔ خدا نے اُن پر وحی کی کہ سیاہ انگور کھاؤ "تاکہ تمہارا غم دفع ہو۔

دُوسری حدیث معتبر میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کشتی میں سات شبانہ روز رہے اور کشتی نے خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا اور جودی پر ٹھہری جو کوفہ میں فرات کے کنارے ہے۔ [2]

[1] یہ صفت تو سال میں ایک مرتبہ حائض ہونے والی عورتوں کی معلوم ہوتی ہے جن کا اب وجود ہی نہیں۔ وہی کم ہوتے ہوتے معدوم ہوگئیں۔ ممکن ہے راوی سے سہو ہُوا ہو۔ ۱۲ مترجم [2] مولّف فرماتے ہیں کہ کشتی میں قیامِ نوحؑ کی مدّت میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ اسی روایت کے قائل ہیں کیونکہ یہ سب سے قوی ہے۔ اور بعض دوسری روایت کے موافق ہیں کہ ایک سو پچاس روز کشتی میں رہے۔ اور بعضوں نے چھ مہینے اور پانچ مہینے بھی بیان کیا ہے۔ ۱۲ منہ

احادیث معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ ولدالزنا بدترین خلق ہوتا ہے۔ حضرت نوحؑ نے سگ و خوک اور تمام جانوروں کو کشتی میں اپنے ساتھ لیا لیکن ولدالزنا کو نہیں لیا۔

بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے قولِ خدا "نوحؑ پر ایمان نہیں لائے مگر بہت تھوڑے" کی تفسیر میں منقول ہے کہ ایمان لانے والے صرف آٹھ تھے۔ [1]

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ نوحؑ کا تنور مسجد کوفہ میں داہنی جانب قبلہ کی طرف تھا۔ ایک روز نوحؑ کی بیوی آنحضرتؑ کے پاس آئی جب کہ وہ کشتی کی تیاری میں مشغول تھے اور کہا تنور سے پانی نکل رہا ہے۔ حضرت نوحؑ تنور کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور ایک پختہ اینٹ سے اُس کا مُنہ بند کیا اور اپنی مُہر سے اُس پر مُہر لگائی تو پانی رُک گیا۔ جب کشتی تیار کر کے فارغ ہوئے اور تمام چیزوں کو اس میں رکھا پھر تنور کے پاس آئے اور اپنی مُہر اور اینٹ کو تنور سے ہٹایا اُس وقت پانی اُبلنا شروع ہوا۔ فرات اور دُوسرے چشمے بھی جوش میں آئے۔

چند معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ جب تمام کافر ڈوب گئے اور خدا نے زمین کو وحی کی۔ یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ یعنی اے زمین اپنے پانی کو جذب کر لے، تو زمین نے اُن پانیوں کو جو چشموں اور نہروں سے نکلے تھے جذب کر لیا، آسمان کا پانی زمین کے اُوپر رہ گیا تو خدا نے اُن پانیوں کو دُنیا کے گِرد دریاؤں کی شکل میں رواں کر دیا۔

بسند معتبر موسیٰ ابنِ جعفرؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ کشتی میں بیٹھے اور وُہ خدا کے حکم سے چلی اُس وقت خدا نے پہاڑوں پر وحی کی کہ میں اپنے بندے نوحؑ کی کشتی کو تم میں سے کسی پر ٹھہرانا چاہتا ہوں۔ یہ سُن کر تمام پہاڑوں نے اپنے اپنے سر بلند کرنا شروع کئے سوائے کوہ جودی کے جو موصل میں ہے۔ اس نے عجز و انکساری سے کام لیا اور کہا کہ میرا وُہ رتبہ نہیں ہے کہ نوحؑ کی کشتی مجھ پر ٹھہرے۔ خدا نے اُس کی انکساری پسند فرمائی اور کشتی کو مامور کیا کہ اسی پر ٹھہرے۔ لہٰذا جب کشتی جودی سے ٹکرائی اور متزلزل ہُوئی اہلِ کشتی کو اُس کے ٹوٹ جانے اور ڈوب جانے کا خوف ہُوا۔ اس وقت نوحؑ نے ایک جھروکے سے جو کشتی میں تھا اپنا سر باہر نکالا اور ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا یا رات فتی یا رات فتی۔ (خداوندا کشتی کو قرار ہو خداوندا کشتی کو قرار ہو) اور بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے کہا یَا رَحْمٰنُ اَتْقِنْ۔ یعنی پروردگارا احسان فرما۔ دُوسری روایت معتبر میں ہے کہ حضرت نوحؑ نے جناب رسُولؐ خدا اور امیرالمومنین اور فاطمہؑ زہرا اور حسن اور حسین علیہم السلام اور تمام

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ شاید آپ کے بیٹے اور بیٹیوں کی اولاد کے علاوہ اسی قدر لوگ ایمان لائے ہوں اور وُہ سب مل کر اسّی ہوئے یا یہ کہ ان دونوں حدیثوں میں سے ایک حدیث تقیہ پر محمول ہو۔ ۱۲

ائمہ علیہم السلام کے انوار مقدّسہ کا توسّل اختیار کیا اور اُن کو شفیع قرار دیا۔ اس میں کوئی باہمی منافات نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سب واقع ہُوا ہو۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ علیہ السلام کی کشتی نو روز کے دن جودی پر ٹھہری۔

سیّد ابن طاؤس نے محمد بن جریر طبری سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو پیغمبری کے ساتھ اس لئے گرامی کیا کہ وُہ خدا کی عبادت بہت کیا کرتے تھے اور عبادت کے لئے مخلوق سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین ہو گئے تھے اور اُن کا قد اُن کے زمانہ کے لوگوں کے ہاتھوں سے تین سو ساٹھ ہاتھ تھا۔ اُن کا لباس اُون کا ہوتا تھا اور اُن سے قبل حضرت ادریس علیہ السلام کا لباس پوستِ آہو کا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام پہاڑوں میں زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ کی غذا زمین کی گھاس تھی۔ جب آپ کی عمر چار سو ساٹھ برس کی ہوئی تو جبرئیلؑ آپ کے لیے (خلعتِ) پیغمبری لائے اور کہا خلق سے کنارہ کشی کیوں اختیار کی ہے؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ میری قوم خدا کو نہیں پہچانتی اس وجہ سے اُن سے علیحدگی اختیار کی۔ جبرئیلؑ نے کہا ان سے جہاد کیجئے۔ آپ نے کہا میں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا اگر وُہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ میں اُن کے دین پر نہیں ہُوں تو یقیناً مجھ کو مار ڈالیں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اگر آپ کو طاقت ہو جائے تو کیا اُن سے جہاد کیجئے گا؟ فرمایا نہایت شوق سے کاش مجھ کو یہ قوت ہوتی۔ پھر آپؑ نے پُوچھا کہ تم کون ہو؟ جبرئیل علیہ السلام نے ایک نعرہ کیا جس سے نزدیک تھا کہ تمام پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور اُن کے جواب میں ملائکہ اور تمام زمین کے اجزا نے کہا لبّیک لبّیک اے خدا کے فرستادہ۔ اُس وقت نوح علیہ السلام پر سخت دہشت طاری ہوئی۔ جبرئیلؑ نے کہا میں وُہ ہوں کہ آپ کے دُو پدر آدمؑ اور ادریسؑ کے ساتھ رہتا تھا۔ خدائے غفار نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور میں آپ کے لیے خوشخبریاں لایا ہوں۔ اور لیجئے یہ ہے لباسِ شکیبائی اور جامۂ یقین و یاری اور خلعت رسالت و پیغمبری۔ اور خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ ادریسؑ کے بیٹے حمران کی دختر عمورہ کو اپنے ساتھ تزویج کیجئے کیوں کہ سب سے پہلے وہی آپ پر ایمان لائے گی۔ اس کے بعد نوحؑ عاشورے کے روز اپنی قوم کی جانب گئے۔ آپ ایک سفید عصا اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے جو آپ کو قوم کے پوشیدہ حالات سے مطلع کرتا تھا۔ آپ کی قوم کے سردار ستّر ہزار اشخاص تھے۔ وُہ اُن کی عید کا دن تھا اور سب اپنے بتوں کے پاس حاضر تھے۔ حضرت نوحؑ اُن کے پاس آئے اور فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور آدم علیہ السلام خدا کے برگزیدہ ہیں

ادریسؑ اُس کے بلند کئے ہُوئے ہیں۔ ابراہیمؑ اُس کے خلیل اور موسٰیؑ کلیمِ خدا ہیں اور عیسٰیؑ مسیح رُوح القدس کے ذریعہ سے خلق ہوں گے۔ اور محمدؐ مصطفےٰ خدا کے آخری پیغمبر ہیں اور تم لوگوں پر میرے گواہ ہیں کہ میں نے خدا کی رسالت کی تبلیغ کی۔ یہ سُن کر بتوں کو لرزہ ہُوا آتشکدے خاموش ہو گئے۔ اور وُہ سب کے سب خائف ہُوئے۔ اُس وقت اُن کے سردار اور جابر لوگوں نے پُوچھا کہ یہ کون ہے؟ نوحؑ نے کہا میں خدا کا بندہ اور اُس کے بندے کا فرزند ہُوں۔ اُس نے مجھ کو تمہاری طرف اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ یہ کہہ کر آپ پر گریہ طاری ہُوا۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو عذابِ خدا سے ڈراتا ہوں۔ جب عمورہ نے حضرت نوحؑ کا کلام سُنا فوراً ایمان لائی۔ اس کے باپ نے اس پر عتاب کیا اور کہا کہ نوحؑ کے ایک مرتبہ کے کلام نے تجھ پر ایسا اثر کیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ بادشاہ کو تیرے ایمان لانے کی خبر ہو گی تو وُہ تجھ کو مار ڈالے گا۔ عمورہ نے کہا بابا آپ کی عقل اور علم و فضل کہاں ہے؟ نوحؑ ایک تنہا اور کمزور انسان ہیں۔ بغیر خدا کی جانب سے مامور ہُوئے ایسی آواز آپ لوگوں کے سامنے کیوں کر بلند کر سکتے ہیں جو آپ لوگوں کو اس قدر ہراساں کر دے۔ اس کے باپ پر کوئی اثر نہ ہُوا۔ اس نے عمورہ کو ایک سال کے لئے قید کر دیا اور کھانا بند کر دیا۔ تمام سال اُس کے اضطراب کی کیفیت لوگ سُنتے رہے۔ ایک سال کے بعد جب کہ قید خانہ سے اس کو نکالا۔ تو لوگوں نے اُس میں نورِ عظیم مشاہدہ کیا۔ اور اُس کی حالت پہلے سے بہتر پائی۔ سب کو تعجب ہُوا کہ وُہ بغیر آب و غذا کے تمام سال زندہ کیسے رہی۔ اُس سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ میں نے پروردگارِ نوحؑ سے فریاد کی، لہٰذا نوحؑ باعجاز میرے واسطے کھانا لاتے تھے۔ پھر نوحؑ نے اُس سے نکاح کیا اور سام پیدا ہُوئے۔ نوحؑ کی دو بیویاں تھیں۔ ایک کافرہ جس کا نام رابعہ تھا وُہ طوفان میں ہلاک ہو گئی۔ دُوسری باایمان تھی جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھیں۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ مومنہ بیوی کا نام ہیکل تھا۔

معتبر حدیثوں میں وارد ہُوا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے امام حسنؑ و امام حسینؑ سے وصیّت فرمائی کہ جب میری وفات ہو اور میرے غسل سے فارغ ہونا تو میرے جنازہ کو پائنتی سے اٹھانا، سرہانے ہاتھ نہ لگانا، کیونکہ اس طرف سے ملائکہ اٹھائیں گے۔ اور جس مقام پر کہ جنازہ سرہانے کی جانب سے زمین پر جھکے پائنتی کو بھی زمین پر رکھ دینا۔ پھر قبلہ کی طرف ایک بیلچہ مارنا۔ وہاں ایک قبر ظاہر ہو گی جسے میرے پدر نوحؑ نے میرے لئے اپنے سینہ کے قریب بنائی ہے۔ شہزادوں نے حسب وصیّت ایسا کیا۔ ایک لوح برآمد ہُوئی جس پر سریانی خط اور زبان میں لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ قبر ہے جس کو نوحؑ پیغمبر نے وصیِّ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یعنی علی علیہ السلام کے لئے طوفان سے سات سو سال قبل تیار کی ہے (اس بارے میں

کہ آدمؑ و نوحؑ امیر المومنینؑ کے پُشتِ سر کی جانب مدفون ہیں اور یہ کہ آنحضرتؐ کی زیارت کے بعد ان پیغمبروں کی زیارت بھی کرنا چاہیئے۔ حدیثیں بہت ہیں۔ جن میں سے اکثر ہیں نے کتاب مزار میں لکھی ہیں۔ ۱۲ (مؤلف)

باب پنجم۔ قصّہ ہائے حضرت ہُودؑ علیہ السلام

اور اُن کی قوم اور شدید و شداد اور ارم ذات العماد کے حالات

اس میں دو فصلیں ہیں

فصل اوّل } ہودؑ اور اُن کی قوم کے حالات :۔

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے بیان کیا ہے کہ ہودؑ عبداللہ کے بیٹے تھے اور وُہ عادر رباح کے۔ وُہ حلوس کے وُہ عاد کے وُہ عوص کے وُہ ارم کے اور وُہ سام بن نوحؑ کے فرزند تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ہودؑ کا نام عابر ہے اور وہ صالحؑ کے بیٹے تھے اور وُہ از مخشذ کے اور وُہ سام بن پیغمبر نوحؑ کے بیٹے تھے۔ ابن بابویہ نے کہا ہے کہ آنحضرتؑ کو اس لیئے ہود کہتے ہیں کہ آپ اپنی قوم میں اس امر کے ساتھ ہدایت یافتہ تھے جس سے قوم گمراہ تھی۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا آپ نے اپنے شیعوں اور اطاعت کرنے والوں کو طلب کیا اور فرمایا کہ یاد رکھو کہ میرے بعد حجت خدا کی غیبت کا زمانہ ہے جس میں پیشوایانِ باطل اور بادشاہانِ جابر کا غلبہ ہو گا اور خداوند عالم تم سے اس شدّت کو میرے ایک قائم کے ذریعہ سے رفع کرے گا جس کا نام ہودؑ ہو گا۔ جو پسندیدہ ہیئت اور اخلاق حمیدہ اور سکینہ و وقار کا حامل ہو گا اور مجھ سے خلق و صورت میں مشابہ ہو گا۔ جب وُہ ظاہر ہو گا خداوند عالم تمہارے دشمنوں کو ہوا کے ذریعہ سے ہلاک کرے گا۔ اس لیئے مومنین برابر حضرتؑ ہودؑ کے آنے کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک طویل مدّت گزر گئی اور بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے اس وقت خدا نے ہودؑ کو ظاہر فرمایا جبکہ وُہ لوگ ناامید ہو چکے تھے اور اُن پر بلائیں شدید ہو گئی تھیں۔ پھر خدا نے اُن کے دشمنوں کو بادِ عقیم کے ذریعہ سے ہلاک کیا جس کو قرآن میں ذکر فرمایا ہے اُس کے بعد پھر غیبت ہو گئی اور سرکشوں کا غلبہ ہُوا یہاں تک کہ حضرت صالح علیہ السّلام ظاہر ہُوئے

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے وہب سے روایت کی ہے کہ جب ہودؑ کی عمر چالیس سال ہوئی خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو میری عبادت اور وحدانیت کی دعوت دو۔ اگر وہ قبول کریں گے تو اُن کی قوت اور مال میں اضافہ کروں گا۔ وہ لوگ ایک روز ایک مقام پر جمع تھے اُس وقت ہودؑ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ خدا کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا اے ہودؑ تم ہمارے نزدیک ثقہ، قابلِ اعتماد اور امین تھے۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ بتوں کی پرستش ترک کرو۔ اُن لوگوں نے جب آپ کا کلام سُنا غضبناک ہو کر آپ کی طرف دوڑے اور آپ کا گلا گھوٹنا شروع کیا یہاں تک کہ جب آپ مرنے کے قریب پہنچ گئے تو چھوڑا۔ حضرتؑ ایک شبانہ روز تک بے ہوش پڑے رہے۔ جب ہوش آیا عرض کی کہ پروردگارا جو کچھ تو نے حکم دیا میں نے تعمیل کی۔ اور جو کچھ ان لوگوں نے کیا تو نے دیکھ لیا۔ اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم بد دل اور رنجیدہ ہو گئے اور اپنی قوم کی ہدایت میں سُستی اختیار کی حالانکہ میں نے وعدہ کیا ہے کہ تمہارا خوف اُن کے دِلوں میں ڈال دوں گا۔ پھر وہ لوگ تمہارے زد و کوب پر قادر نہ ہوں گے۔ یہ سُنکر ہودؑ پھر اپنی قوم کی طرف آئے اور کہا تم لوگوں نے بہت فساد اور سرکشی اختیار کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہودؑ ان باتوں کو ترک کرو ورنہ اس مرتبہ تم کو ایسی اذیّت دیں گے کہ پہلی تکلیف بھول جاؤ گے۔ ہودؑ نے فرمایا سرکشی سے باز آؤ اور اپنے پروردگار سے توبہ کرو۔ پھر تو اُن کے دِلوں میں ہودؑ کا رُعب اور خوف قائم ہو گیا۔ انہوں نے سمجھا کہ اب ہم لوگ ہودؑ کی زد و کوب پر قادر نہیں ہیں لہٰذا تمام قوم نے مل کر آپ کی تکلیف پر کمر باندھی۔ حضرت ہودؑ نے اُن لوگوں میں نعرہ کیا جس کی شدت اور دہشت سے وہ لوگ دُور ہٹ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ بھی نوحؑ کی قوم کے مانند کفر پر اڑے ہو۔ جس طرح نوحؑ نے اپنی قوم کے لیئے بددُعا کی تھی تم لوگ اُسی کے مستحق ہو کہ میں بھی بددُعا کروں۔ اُن لوگوں نے کہا نوحؑ کی قوم کے تمام خدا کمزور و ناتوان تھے اور ہمارے سب خدا مضبوط اور قوی ہیں اور ہماری طاقتیں بھی تم کو معلوم ہیں۔ ان لوگوں کے قد اس زمانہ کے متعارف ہاتھ سے ایک سو بیس ہاتھ تھے۔ اور چوڑائی جسم کی ساٹھ ہاتھ۔ ان میں کوئی جب چاہتا ایک چھوٹے پہاڑی ٹیلہ کو اکھاڑ پھینکتا تھا۔ اسی طرح حضرت ہود علیہ السلام نے ان لوگوں کو سات سو ساٹھ سال دعوت کی۔ جب خدا نے چاہا کہ ان کو ہلاک کرے، احقاف کے میدانوں کی ریت اور پتھر ان کے گرد جمع کر کے ٹیلے بنا دیئے، ہود علیہ السلام نے اُن سے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ ٹیلے خدا کی طرف سے

تمہارے لئے عذاب نہ ہوں۔ غرض حضرت ہود علیہ السلام اُن کی سرکشی کے سبب سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ ان ٹیلوں نے آپ کو آواز دی کہ آپ خوش ہوں کہ قوم عاد پر ہمارے ذریعہ سے ایک روزِ بد آئے گا۔ جب ہود علیہ السلام نے یہ آواز سُنی فرمایا کہ اے قوم خدا سے ڈرو اور اُس کی عبادت کرو۔ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو یہ پہاڑ اور ٹیلے سب کے سب تمہارے لیئے خدا کا عذاب اور غضب ہو جائیں گے۔ ان لوگوں نے یہ سُن کر ٹیلوں کو کھود کر ہٹانا چاہا لیکن جس قدر وہ ہٹاتے تھے ٹیلے اور زیادہ جمع ہوتے جاتے تھے آخر ہود علیہ السلام نے عرض کی کہ پروردگارا تیری رسالت جس قدر پہنچاتا ہوں ان کا کفر زیادہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ میں اُن سے بارش روکے دیتا ہوں۔ ہودؑ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تم لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ آپ کی یہ آواز تمام پہاڑوں تک پہنچی یہاں تک کہ تمام درندوں وحشیوں اور طائروں نے سُنا۔ اور ہر جنس کے جانور آپ کے پاس حاضر ہوئے اور گریہ کیا۔ اور کہا کیا آپ ہم کو بھی نافرمانوں کے ساتھ ہلاک کریں گے۔ یہ سُن کر ہودؑ نے اُن کے لیئے بارگاہِ خدا میں دُعا کی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ میں اُس کو ہلاک نہ کروں گا جس نے میری نافرمانی نہیں کی ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ عاد قوم ہودؑ کا ایک قبیلہ تھا اور اُن کی آبادی کا شقوق سے احضر تک ایک گاؤں تھا۔ اُن کے شہر چار منزل کے تھے۔ ان کے پاس زراعت کافی اور خرما کے درخت بہت تھے۔ ان کی عمریں دراز اور قد بلند تھے۔ وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ خدا نے ہودؑ کو اُن ہی لوگوں پر مبعوث فرمایا تھا کہ اُن کو اسلام کی دعوت دیں اور بُت پرستی سے اُن کو منع کریں۔ ان لوگوں نے انکار کیا اور ایمان نہیں لائے اور آپ کو آزار پہنچاتے رہے۔ لہٰذا خدا نے سات برس تک بارش اُن سے روک دی یہاں تک کہ اُن میں قحط ظاہر ہُوا۔ حضرت ہود علیہ السلام خود بھی زراعت کرتے تھے اور اُس کے لیئے آب کشی کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک گروہ آپ کے دروازہ پر آیا اور آپ کو پکارا ایک بوڑھی عورت باہر آئی جس کے بال سفید تھے اور ایک آنکھ نہ تھی۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم فلاں شہر سے آئے ہیں۔ خشک سالی کی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ اس لئے آئے ہیں کہ ہودؑ ہمارے لیئے دُعا کریں کہ ہمارے شہروں میں پانی برسے اس نے کہا اگر ہودؑ کی دُعا مستجاب ہوتی تو وہ خود اپنے لیئے دُعا کرتے کیونکہ اُن کی تمام زراعت پانی کی کمی کی وجہ سے خشک ہو گئی ہے۔ ان لوگوں نے پُوچھا کہ اس وقت وہ کہاں ہیں؟

عورت نے جواب دیا کہ فلاں مقام پر ہیں۔ وُہ لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا
اے پیغمبرِ خدا ہمارے شہر خشک ہوگئے ہیں۔ پانی نہیں برستا ہے۔ خدا سے دُعا کیجئے کہ
وُہ ہمارے پانی برسائے اور ہم کو نعمت فراواں عطا فرمائے۔ ہودؑ یہ سُنکر نماز
کے لیئے تیار ہُوئے۔ اور نماز پڑھ کر ان کے لیئے جب دُعا کر چکے اور اُن سے فرمایا کہ واپس
جاؤ خدا نے تمہارے لیئے آبِ باراں نازل کیا اور تمہارے شہروں میں فراوانی حاصل ہوئی
تو ان لوگوں نے کہا اے پیغمبرِ خدا ایک عجیب بات ہم لوگوں نے مشاہدہ کی۔ پُوچھا وُہ کیا؟
اُن لوگوں نے بیان کیا آپ کے دولت کدہ پر ایک ضعیفہ سفید بال اور یک چشم ہم نے دیکھی۔
اُس نے ایسی ایسی باتیں کہیں۔ ہود علیہ السّلام نے فرمایا وُہ میری بیوی ہے۔ میں دُعا کرتا ہوں
کہ خدا اُس کی عمر دراز کرے۔ اُن لوگوں نے پوچھا کس سبب سے؟ فرمایا خدا نے کسی مومن کو
نہیں پیدا کیا مگر یہ کہ اُس کے لیئے ایک دُشمن بھی ہوتا ہے جو اُس کو تکلیف پہنچاتا ہے اور میری
دُشمن وُہ عورت ہے۔ اور میرا دشمن وُہ ہے جس کا میں مالک و مختار رہوں۔ اور یہ اُس سے بہتر
ہے کہ وُہ میرا مالک و مختار رہوتا۔ غرض کہ حضرت ہود علیہ السّلام اپنی قوم میں رہے اور اُن کو خدا کی
طرف دعوت دیتے رہے اور بتوں کی پرستش سے روکتے رہے۔ کہتے تھے کہ بتوں کی پرستش ترک
کرو اور خدائے واحد کی عبادت کرو۔ تاکہ تمہارے شہروں کی آبادی میں ترقی ہو اور خدا تم پر
بارش نازل کرے۔ لیکن وُہ لوگ ایمان نہیں لائے تو خدا نے اُن پر نہایت سرد اور تند ہوا
بھیجی جس کو ان پر سات شب اور آٹھ روز تک قائم رکھا۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے یقیناً حق تعالیٰ کے خزانۂ قدرت
میں بادِ رحمت اور بادِ عذاب دونوں ہیں۔ لیکن جب وُہ چاہتا ہے بادِ عذاب کو بادِ رحمت قرار
دے دیتا ہے لیکن کبھی بادِ رحمت کو بادِ عذاب نہیں بناتا۔ کیوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ کوئی
گروہ خدا کی اطاعت کرے اور وُہ اُن کے لیئے وبال ہو لیکن جبکہ وُہ اطاعت سے
منحرف ہو جائیں۔ پھر فرمایا کہ خداوندِ عالم نے قومِ یونسؑ کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ اُن کے
لیئے عذاب مقدور و مقرر فرما چکا تھا۔ اور عذاب نے ان کو گھیر لیا تھا۔ لیکن وُہ لوگ ایمان
لائے اور خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کی تو عذاب کو روک دیا اور بادِ عقیم جس کو خدا نے
قومِ عاد کے لیئے بھیجا۔ وُہ عذاب کی ایک ہوا ہے جس میں رحم کی مطلق گنجائش نہیں اس
سے کسی گھاس کی نشوونما نہیں ہوتی۔ وُہ زمین کے ساتویں طبقہ سے برآمد ہوئی
تھی وُہ ہوا کبھی ظاہر نہیں ہوئی سوائے اس وقت کے، جب کہ قومِ عاد پر خدا نے
غضب فرمایا۔ اس وقت بھی خزینہ داروں کو حکم تھا کہ اس ہوا کو بقدر کشادگیٔ انگشتری

باہر نکالیں۔ لیکن وُہ قومِ عاد پر غضبناک ہوکر بقدر دہانِ گاؤ باہر آگئی۔ خازنوں نے درگاہِ
باری میں عرض کی کہ خداوندا اس ہوا نے ہم سے سرکشی کی ہم کو خوف ہے کہ اس سے کہیں
تیرے وُہ بندے جو گنہگار نہیں ہیں اور جن سے تیرے شہروں کی آبادی ہے ہلاک نہ
ہو جائیں۔ اس وقت حق تعالےٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا کہ اس کو اپنے پروں سے واپس کریں
اور جس قدر حکم ہے اسی قدر باہر رہنے دیں۔ لہٰذا جس قدر کہ خدا کی مشیت تھی اس کے
علاوہ تمام ہوا واپس کی گئی اور اسی باقی ماندہ ہوا نے قومِ عاد اور اُن کے قریب
کے لوگوں کو ہلاک کیا۔

حدیثِ حسن میں منقول ہے کہ معتصم کے حکم سے بطانیہ میں تین سو قد کی
لمبائی کا گہرا ایک کنؤاں کھودا گیا لیکن پانی نہ نکلا۔ اُس نے ترک کر دیا۔ اور
دُوسرا کنؤاں نہ کھودوایا۔ جب متوکل خلیفہ ہُوا تو اُس نے بھی حکم دیا کہ
کنؤاں کھودا جائے جب تک کہ پانی نہ نکلے۔ کنؤاں کھودنا شروع کیا گیا۔ ہر
سو قامت پر ایک چرخ قائم کرتے گئے۔ آخر میں ایک پتھر تک پہنچے۔ جب
اُس کو توڑا تو وہاں سے نہایت سرد ہوا نکلی جس نے ہر ایک کو جو اُس
چاہ کے قریب تھے ہلاک کر دیا۔ یہ خبر متوکل کو پہنچی جس کو سُن کر وُہ
اور اُس کے پاس جتنے علما تھے سب حیران ہُوئے اور کچھ نہ سمجھ سکے۔
آخر کار اس بارے میں امام علی نقی علیہ السّلام کی خدمت میں نامہ لکھا۔
حضرتؑ نے جواب دیا کہ یہ سب احقاف کے شہر ہیں جن میں قومِ عاد آباد تھی
حق تعالےٰ نے جن کو تیز اور سرد ہوا کے ذریعہ سے ہلاک کیا تھا۔ اس قوم
کے پیغمبر حضرت ہود علیہ السّلام تھے۔ ان کے تمام شہر آباد اور نعمتوں سے معمور تھے۔
اس کے بعد قوم کی نافرمانی اور بارش کا بند ہونا وغیرہ بیان کر کے فرمایا کہ
جب عذاب کا وقت آیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک ابر آ رہا ہے۔ وُہ لوگ
خوش ہُوئے اور کہنے لگے کہ اب پانی برسے گا۔ ہودؑ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ وہی
عذاب ہے جس کو تم لوگوں نے خود عجلت کے ساتھ طلب کیا ہے۔

حضرت رسُولؐ سے منقول ہے کہ کوئی ہوا باہر نہیں آتی مگر بقدر مکیال اور پیمانہ
کے۔ لیکن عاد کے زمانہ میں جو ہوا خزینہ داروں کے حکم کے خلاف زیادتی کے ساتھ
نکلی وُہ ایک سوئی کے سُوراخ کے مانند تھی جس نے قومِ عاد کو ہلاک کیا۔

حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہوائیں پانچ قسم کی ہیں اُن میں سے

ایک عقیم ہے جس کے شر سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

ابن بابویہ نے وہب سے روایت کی ہے کہ بادِ عقیم اسی زمین میں ہے جس پر ہم آباد ہیں وُہ ستّر ہزار آہنی زنجیروں سے بندھی ہوئی ہے اور ہر زنجیر پر ستّر ہزار فرشتے موکل ہیں۔ جب حق تعالیٰ نے اس ہَوا کو قومِ عاد پر مسلّط کیا اس کے نگہبانوں نے اس ہَوا کو اس قدر باہر کرنے کی اجازت طلب کی جتنی کہ گائے کے دماغ سے نکلتی ہے۔ اگر خدا اجازت دے دیتا تو وُہ زمین کی کسی چیز کو بغیر جلائے نہ چھوڑتی۔ لیکن حق تعالیٰ نے اُس کے موکلوں کو وحی کی کہ اس کو انگشتری کے سُوراخ کے بقدر باہر نکالیں۔ اسی ہَوا سے قومِ عاد ہلاک ہُوئی اور اسی ہَوا سے خداوندِ عالم ابتدائے قیامت میں پہاڑوں، ٹیلوں، شہروں اور قصروں کو گرا کر زمین کے برابر کر دے گا۔ اس کو عقیم اس سبب سے کہتے ہیں کہ عذاب پیدا کرنے والی اور رحمت سے خالی ہے۔ وُہ ہَوا جب قومِ عاد پر آئی تو ان کے قصروں، قلعوں، شہروں عمارتوں کو اور ہر ایک چیز کو مثل بالو کے بنا دیا جو ہَوا میں اُڑتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ۝ (آیت ۴۲ سورۃ الذریت پ۲۷) یعنی وُہ ہَوا جس چیز تک پہنچتی تھی اس کو بوسیدہ ہڈی اور بوسیدہ گھاس کے مانند کئے بغیر نہ چھوڑتی تھی۔ اسی سبب سے ان شہروں میں ریگِ رواں کی کثرت ہے کیوں کہ ہَوا نے ان شہروں کو اسی طرح ریزہ ریزہ کر دیا۔ وہ ہَوا قومِ عاد پر سات شب اور آٹھ روز تک مسلسل چلتی رہی۔ مَردوں اور عورتوں کو زمین سے بلند کر کے سَر کے بل پٹکتی تھی۔ پہاڑوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکتی تھی جس طرح اُن کے مکانات کو کھود کر ریزہ ریزہ کر دیتی تھی۔ اسی سبب سے بالو میں پہاڑ نہیں ہوتے اور اسی وجہ سے خدا نے اس کو ذات العماد فرمایا ہے کیونکہ قومِ عاد کے لوگ پہاڑوں سے کھمبے اور ستون پہاڑوں کی بلندی کے برابر تراشتے تھے اور ان کھمبوں کو نصب کرتے تھے۔ ایضاً: وہب سے روایت ہے کہ قومِ عاد کا انجام یہ ہُوا کہ جس قدر بھی رُوئے زمین پر جن جن شہروں میں بالو ہیں وُہ سب قومِ عاد کے زمانہ میں اُن کے مسکن تھے۔ بالو پہلے بھی شہروں میں تھا، لیکن کم تھا۔ مگر آخر زمانہ میں زیادہ ہو گیا۔ اور وُہ دراصل قومِ عاد کے مضبوط قصر، قلعے، شہر، مکانات اور باغات وغیرہ تھے۔ اور اُن کے شہر عرب کے آباد ترین شہر تھے۔ ان میں نہریں اور باغات تمام شہروں سے زیادہ تھے۔ جب وُہ لوگ سرکشی پر آمادہ ہوئے اور بتوں کی پرستش کرنے لگے تو حق تعالیٰ اُن پر غضبناک ہُوا اور بادِ عقیم اُن پر مسلّط فرمایا جس نے اُن کے قصروں، شہروں، قلعوں، مکانوں اور منزلوں کو ریزہ ریزہ کر کے

بالو بنا دیا۔ وُہ لوگ تیرہ قبیلے تھے اور حضرت ہود علیہ السّلام ان میں حسب و نسب اور بزرگی و ثروت والے تھے۔ ان کے پاس بہت دولت تھی اور وُہ آدمؑ سے بہت مشابہ تھے ان کا رنگ گندمی تھا۔ جسم پر بال بہت تھے اور وُہ خوبصورت انسان تھے۔ آدمؑ سے مشابہت میں حضرت یوسف علیہ السّلام کے علاوہ ان کا کوئی مثل نہ ہُوا۔ حضرت ہود علیہ السّلام بہت زمانہ تک اپنی قوم میں رہے۔ اُن کو خدا کی طرف دعوت دیتے تھے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے اور لوگوں پر ظلم کرنے سے روکتے اور عذابِ خدا سے ڈراتے تھے۔ لیکن اُن لوگوں نے سرکشی کی اور طریقۂ باطل سے باز نہ آئے۔ وُہ لوگ احقاف میں رہتے تھے۔ کوئی اُمّت تعداد اور قوت و غضب میں اُن سے زیادہ نہ ہوئی۔ جب اُن لوگوں کو محسوس ہُوا کہ ہَوا اُن کی طرف آ رہی ہے ہودؑ سے کہنے لگے کہ ہم کو ہَوا سے ڈراتے ہو اور اپنے فرزندوں، مال اور دولت کو لے کر ایک درّہ میں چلے گئے۔ خود اُس کے دروازہ پر کھڑے ہُوئے تاکہ ہَوا سے اپنے اہل و عیال اور مال کو بچائیں۔ لیکن ہَوا اُن کے پیروں تک پہنچی، اُن کو زمین سے آسمان تک بلند کرتی پھر دریاؤں میں پھینک دیتی تھی۔ حق تعالےٰ نے پہلے اُن پر چیونٹیوں کو مسلّط فرمایا تھا۔ وُہ اُن کے بھی رفع کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔ چیونٹیاں اُن کے کان، ناک، آنکھ اور مُنہ میں داخل ہوتی تھیں۔ آخر کار اُن لوگوں نے اپنے شہروں کا رہنا ترک کر دیا اور مال و دولت چھوڑ کر دُور چلے گئے۔ خداوندِ عالم نے پہاڑوں اور پتھروں کو اُن کا مسخر قرار دیا تھا اور محنت و مشقت کی ایسی طاقت بخشی تھی کہ نہ اُن سے پہلے کسی کو بخشی، نہ اُن کے بعد کسی کو عطا فرمائی۔ اُن میں سے اکثر دہنا اور بیرین اور عالج میں رہتے تھے جن کے حدود یمن اور حضر موت تک ہیں۔ اُن کی ہلاکت کے بعد حضرت ہودؑ مکہ میں اُن لوگوں کے ساتھ مقیم ہو گئے جو آپ پر ایمان لائے تھے اور اپنی وفات تک آپ نے مکہ ہی میں قیام فرمایا۔ حضرت صالح علیہ السّلام نے بھی ایسا ہی کیا اور اُس درّہ روحا میں جو مکہ سے قریب ہے ستّر ہزار پیغمبر حج کے قصد سے گئے ہیں سب کے لباس بال سے بُنے ہُوئے کپڑوں کے تھے۔ اُن کے اُونٹوں کی مہار بھی بال سے بٹی ہوئی ڈوریوں کی تھی اور وُہ مختلف تلبیہ کہتے تھے۔ انہی پیغمبروں کی جماعت سے ہود، صالح اور ابراہیم، موسیٰ، شعیب اور یونس علیہم السّلام تھے۔ حضرت ہود علیہ السّلام مَرد تاجر تھے۔

بسندِ معتبر علی بن یقطین سے منقول ہے کہ منصور دوانیقی نے یقطین کو ایک عابد کے قصر میں کنوآں کھودنے کا حکم دیا۔ یقطین اس کے کھودنے میں مشغول ہُوا اور مدتوں کھدواتا رہا

یہاں تک کہ منصور کا انتقال ہوگیا۔ لیکن اُس کنویں سے پانی نہ نکلا۔ جب مہدی کو اس کی اطلاع ہوئی اُس نے کہا کہ جب تک پانی نہ نکلے گا مَیں اس کو یقیناً کھدواتا رہوں گا۔ خواہ تمام بیت المال صرف ہو جائے۔ تو یقطین نے اپنے بھائی ابو موسیٰ کو تعینات کیا، وہ کنواں کھدوانے میں مشغول ہُوا اور اس قدر کھدوایا کہ زمین کی تہہ میں سوراخ ہوگیا۔ اس جگہ سے ایک ہوا نکلی۔ کھودنے والے ڈرے اور یہ کیفیت ابو موسیٰ سے بیان کی۔ وہ کنویں کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو اس کے اندر اُتارو۔ کنویں کی کشادگی چالیس ہاتھ تھی۔ ایک محمل رسیوں سے باندھا گیا اس میں ابو موسیٰ کو بٹھا کر لوگوں نے کنویں کے اندر اُتارا۔ جب وُہ کنویں کی تہہ میں پہنچا اس سوراخ سے اُس کو سخت خطرہ محسوس ہُوا۔ اُس نے اس کے نیچے ہَوا کی آواز سُنی۔ حکم دیا تو سوراخ کو بڑا کیا گیا اور دو شخصوں کو ایک محمل میں بٹھا کر اس کے نیچے کی خبر لانے کے لیئے سوراخ کے اندر اُتار دیا۔ وُہ دونوں ایک عرصہ تک اس کے اندر رہے پھر رسیوں کو حرکت دی تو محمل کو اُوپر کھینچا۔ ان دونوں نے بیان کیا کہ ہم نے عجیب امور مشاہدہ کیئے۔ مَردوں کو دیکھا جو سب پتھر ہو گئے ہیں ان کے مال وظروف و مکانات ہر شے پتھر کی ہے۔ مَرد و عورتیں لباس پہنے ہُوئے ہیں۔ بعض بیٹھے ہیں بعض ایک پہلو سے سو رہے ہیں۔ اور بعض تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ جب ہم نے ان کے کپڑوں کو ہاتھ لگایا وُہ مثل غبار کے ہَوا میں اُڑ گئے۔ اُن کے مکانات اپنے حال پر باقی ہیں۔ ابو موسیٰ نے یہ کیفیت مہدی کو لکھ بھیجی جس کو سُن کر تمام علما غرق حیرت ہو گئے اور کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ آخر مہدی نے مدینہ میں خط بھیجا اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو اس مشکل کے حل کے لیئے طلب کیا۔ وُہ حضرتؑ عراق تشریف لے گئے۔ مہدی نے یہ واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ یہ سُنکر حضرتؑ بہت روئے اور فرمایا کہ یہ سب بقیۂ قوم عاد ہیں۔ خداوند عالم نے اُن پر غضب فرمایا وُہ مع اپنے مکانات کے زمین میں دھنس گئے اور یہ اصحاب احقاف ہیں۔ مہدی نے پوچھا کہ احقاف کیا ہے؟ فرمایا ریت۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے ہودؑ کو مبعوث کیا سام کی اولاد کے لوگ ایمان لائے جن کو آنحضرتؐ کے اوصاف معلوم ہو چکے تھے۔ لیکن دوسرے لوگ بادِ عقیم کے ذریعہ ہلاک ہُوئے۔ ہودؑ نے ان لوگوں کو حضرت صالحؑ کے بارے میں وصیت کی اور اُن کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دی۔

بسند معتبر آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ قوم ہودؑ کی عُمر چار سو سال کی ہوئی تھی پہلے خدا نے تین سال تک ان کو قحط و خشک سالی میں مبتلا کیا لیکن وُہ لوگ اپنے کفر سے باز نہ

آئے۔ جب اُن پر قحط شدید ہُوا انہوں نے ایک گروہ مکّہ کی پہاڑیوں کی جانب روانہ کیا وُہ لوگ کعبہ کی جگہ نہیں پہچانتے تھے کہ بارش کی دُعا کریں۔ جب وُہ لوگ وہاں پہنچے اور دُعا کی تو تین قسم کے بادل آسمان پر بلند ہوئے۔ ان لوگوں نے پہلے اور دُوسرے ابر کو پسند نہ کیا اور تیسرے ابر کو جس میں عذاب تھا اختیار کیا، وہی بادل اُن کی ہلاکت کا باعث ہُوا۔ جب ہَوا اُن کی طرف آئی اُن کے ایک رئیس خلجان نامی نے ہودؑ سے کہا کہ یہ ہَوا جو آ رہی ہے اس میں کچھ مخلوق اُونٹ کی طرح معلوم ہوتے ہیں جو گرز لیئے ہوئے ہیں اور وہی اس بلا کو ہمارے سر پر لا رہے ہیں۔ ہودؑ نے فرمایا کہ یہ خدا کے فرشتے ہیں خلجان نے کہا کہ اگر ہم تمہارے خدا پر ایمان لائیں تو کیا خدا ہم کو ان فرشتوں پر مسلّط کرے گا کہ ہم ان سے اپنا انتقام لیں۔ ہودؑ نے فرمایا کہ خدا گنہگاروں کو اپنے اطاعت کرنے والوں پر مسلّط نہیں کرتا۔ خلجان نے کہا ہمارے وُہ لوگ جو ہلاک ہو چکے ان کے لیئے کیا ہوگا؟ فرمایا خدا تجھ کو اُن کے عوض میں ایسے لوگ عطا کرے گا جو اُن سے بہتر ہوں گے۔ خلجان نے کہا کہ ان کے بعد زندگی کا کوئی لُطف نہیں۔ آخر وُہ اپنی قوم کے ساتھ ہوگیا اور ہلاک ہُوا۔

بسند معتبر مروی ہے اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نخلستان میں حضرت امیرالمومنینؑ کے ہمراہ گیا وہاں دیکھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ اپنے ایک مُردہ کو لیئے ہُوئے دفن کرنے کے لیئے آ رہا ہے۔ جناب امیرؑ نے حضرت امام حسنؑ سے فرمایا کہ پوچھو کہ یہ لوگ اس قبر کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ امام حسن علیہ السلام نے (دریافت کرکے) بیان کیا وُہ کہتے ہیں کہ ہودؑ کی قبر ہے حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ غلط کہتے ہیں۔ میں ان سے بہتر جانتا ہوں۔ یہ قبر یعقوبؑ کے بیٹے یہودا کی ہے۔ پھر فرمایا کہ اس جگہ ایک شخص اہل مہرہ سے ہے ایک مرد پیر نے کہا کہ میں ان میں سے ہوں۔ پوچھا تیرا مکان کہاں ہے؟ کہا مہرہ میں دریا کے کنارے۔ پُوچھا کس قدر فاصلہ ہے اس مقام سے اس پہاڑ تک جس پر صومعہ ہے۔ کہا اُس جگہ سے قریب ہے۔ فرمایا کہ تیری قوم اس کے بارے میں کیا کہتی ہے؟ عرض کی کہتے ہیں کہ ایک ساحر کی قبر ہے۔ فرمایا کہ غلط کہتے ہیں۔ میں اُن سے بہتر جانتا ہوں۔ وُہ ہودؑ کی قبر ہے۔ [1]

روایت معتبر میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ضربت کھانے کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھ کو نجف میں میرے دو بھائیوں ہودؑ اور

[1] مولف فرماتے ہیں کہ مؤرخوں اور مفسروں کے درمیان آنحضرتؑ کی قبر کے مقام میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرموت میں ایک غار کے اندر ہے اور ارباب تاریخ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرموت میں ایک سرخ ٹیلے پر ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہودؑ مکہ میں حجر اسمٰعیل کے اندر مدفون ہیں۔ ۱۲ منہ

صالحؑ کی قبروں کے درمیان دفن کرنا۔ دُوسری روایت میں حضرت امام حسنؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے پدر امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ مجھ کو میرے بھائی ہودؑ کی قبر میں دفن کرنا۔ لہٰذا جو کچھ حدیث سابق میں بیان ہُوا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے اولاً محلِّ دفن ہود علیہ السّلام کی غرض رہی ہو۔ اور دفن کے بعد آدمؑ کے مانند آپ کے جسد مبارک کو نجف میں منتقل کر دیا ہو۔

بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ہَوا چلتی ہے اور سفید و سیاہ و زرد غبار اُڑاتی ہے وُہ سب قومِ عاد کی بوسیدہ ہڈیاں اور اُن کی عمارتوں کے ذرّات ہیں اور معتبر حدیثوں میں قولِ حق تعالیٰ۔ اِنَّآ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ رِیۡحًا صَرۡصَرًا فِیۡ یَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ (آیت ۱۹ سورۃ القمر پ ۲۷) کی تفسیر میں وارد ہُوا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے قومِ ہودؑ پر بادِ صرصر یعنی سخت یا سرد روزِ نحس میں بھیجا جس کی نحوست دائمی ہے یا ان پر ہمیشہ رہے گی۔ اور احادیث معتبر میں وارد ہُوا ہے کہ اس روزِ نحس مستمر سے مراد مہینے کا آخری چہار شنبہ ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے ہَوا کے لیئے ایک مکان مقرر فرمایا ہے جو مقفل ہے۔ اگر اس کا قفل کھول دیا جائے تو جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان میں ہے وُہ ہوا سب کو نیست و نابود کر دے۔ وُہ ہوا قومِ عاد پر بقدر سوراخِ انگشتری بھیجی گئی تھی۔ اور ہودؑ اور صالح اور شعیب اور اسمٰعیل اور محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کی زبان عربی تھی۔

دُوسری حدیث میں اُن ہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ حضرت ہود علیہ السّلام کی قوم کے لوگ بہت بڑے درختِ خرما کے مانند لانبے ہوتے تھے۔ ہاتھ سے پہاڑ کے ٹکڑے اکھاڑ لیتے تھے۔

وہب سے روایت ہے کہ اُن آٹھ دنوں کو جن میں کہ ہَوا قومِ ہودؑ پر چلتی رہی عرب بردالعجوز کہتے ہیں۔ کیونکہ انہی دنوں میں زیادہ تر تمام ملکوں میں ہوائے سخت چلتی ہے اور شدید سردی پڑنے لگتی ہے۔ اسی سبب سے ان کو عجوز سے نسبت دی ہے کیونکہ قومِ عاد میں ایک بُوڑھی عورت زمین میں داخل ہُوئی۔ اسی کے عقب سے ہَوا چلی اور آٹھویں روز اس قوم کو ہلاک کر ڈالا۔

حق تعالےٰ نے بہت سی آیتوں میں عاد کے قصّہ کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا ہے کہ ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا یعنی جو ان کے قبیلہ سے تھے۔ وُہ کہتے تھے کہ اے قوم خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا نہ کوئی پیدا کرنے والا ہے، نہ کوئی خدا ہے نہ کوئی معبود۔ کیا اس کے عذاب سے تم پرہیز نہیں کرتے ان کے بزرگ و

اشراف جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تم کو احمق اور دروغ گو سمجھتے ہیں۔ ہُود نے فرمایا کہ اے قوم میں سفیہ و نادان نہیں ہُوں بلکہ میں عالموں کے پروردگار کی جانب سے بھیجا ہوا اور اس کا رسُولؐ ہوں۔ اُس کی رسالت اور پیغامات تم کو پہنچائے دیتا ہوں۔ اور تمہارا خیرخواہ و امین ہوں۔ کیا تم تعجّب کرتے ہو اس سے جو تمہارے پروردگار کی جانب سے یاد دلانے والا آیا ہے یا تم میں سے وُہ شخص جو تم کو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہے۔ یاد کرو جب خدا نے تم کو قومِ نوحؑ کے بعد خلیفہ قرار دیا اور تمہارے لیئے خلق میں وسعت زیادہ کی یعنی تم کو قوی و تنومند کیا۔ لہٰذا خدا کی نعمتوں کو یاد کرو شاید نجات پاؤ۔ ان لوگوں نے کہا کیا تم ہمارے پاس اس لیئے آئے ہو کہ ہم ایک خدا کی عبادت کریں اور ان بتوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباؤ اجداد پرستش کرتے تھے۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ تم ہمارے لیئے جو کچھ خدا کے عذاب کا وعدہ کرتے ہو لاؤ اگر تم سچّے ہو۔ ہودؑ نے کہا کہ یقیناً تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب نازل ہو چکا ہے۔ کیا تم لوگ اُن چند ناموں کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرتے ہو جن کے نام تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھے ہیں یعنی بتوں کے بارے میں جن کو تم نے اپنا خدا اور روزی دینے والا سمجھ رکھا ہے حالانکہ خدا نے ان سبھوں کے بارے میں کوئی حجّت نہیں بھیجی ہے۔ لہٰذا خدا کے عذاب کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ پس ہم نے ہودؑ کو اور اُن کو جو لوگ اُن پر ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دی اور جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی تھی ان کا استیصال کر دیا کیونکہ وُہ لوگ ایمان لانے والوں سے نہ تھے۔ (سورۃ الاعراف پ ۸ آیت ۶۵-۷۲)

اور دُوسری جگہ فرمایا ہے کہ عاد کی طرف ہم نے اُن کے بھائی ہودؑ کو بھیجا جو کہتے تھے کہ اے قوم خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبُود نہیں۔ اور تم لوگ بڑے افترا پرداز ہو۔ اے میری قوم کے لوگو میں تم سے اپنی رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا۔ میرا اجر تو اُس کے ذمّہ ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ اور اے قوم اپنے پروردگار سے آمرزش طلب کرو اور اس سے توبہ کرو تاکہ برسنے والا بادل تمہاری طرف بھیجے اور تمہاری قوت میں اضافہ کرے۔ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں اس سے مجرم بن کر رُوگردانی نہ کرو۔ سرکشوں نے از روئے عناد و سرکشی کہا کہ اے ہودؑ ہمارے لیئے کوئی بیّنہ و معجزہ تو تم لائے نہیں ہو ہم لوگ تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو ترک کرنے والے نہیں ہیں اور نہ تم پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہم سوائے اس کے کچھ نہیں کہتے ہیں کہ ہمارے خداؤں نے تم کو دیوانہ کر دیا ہے اس سبب سے کہ تم نے

ان کے نشان میں گستاخی کی ہے۔ ہودؑ نے فرمایا کہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم لوگ بھی گواہ رہو کہ میں اس بات سے بیزار ہوں کہ تم نے میرے پروردگار کا شریک کا قرار دیا ہے اور تم سب کے سب مل کر میرے ساتھ مکاری کرو اور مجھ کو مہلت نہ دو پھر بھی تم مجھ کو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ یہی میرا معجزہ ہے۔ بیشک میں نے اپنے خدا پر بھروسہ کیا ہے جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے۔ اور روئے زمین پر جتنے چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اسی کے ہاتھ میں ہے یعنی وُہ مقہور ہے۔ یقیناً خلق ورزق و اتمام حجت و ہدایت و انتقام و عذاب میں میرا پروردگار راہِ راست پر ہے۔ تو اگر قبول نہیں کرتے اور روگردانی کرتے ہو تو کرو۔ میں نے تو یقیناً تم تک وہ پیغام پہنچا دیا جس کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اور میرا پروردگار تم سب کو ہلاک کریگا اور دوسری قوم کو تمہارا جانشین قرار دے گا جس کو تمہاری ہلاکت سے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ یقیناً میرا پروردگار تمام چیز پر مطلع اور حافظ ہے۔ اور جب ہمارا حکم عذاب کی شکل میں آیا تو ہم نے ہودؑ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دی اور عذابِ سخت سے بچالیا۔ (آیت ۵۴ تا ۵۸ سورۃ ہود پ ۱۲)

دُوسرے مقام پر فرمایا کہ قومِ عاد نے مرسلین کی تکذیب کی جس وقت کہ ان کے بھائی ہودؑ نے اُن سے کہا کہ تم لوگ عذابِ خدا سے کیوں نہیں ڈرتے۔ میں تو یقیناً تمہارے لیئے رسُول امین ہوں۔ لہذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے تبلیغِ رسالت کے عوض میں کوئی اُجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو عالمین کے پروردگار پر ہے۔ کیا تم ہر بلندی پر یا ہر راستہ پر ایک نشانی بناتے ہو (حالانکہ وُہ عبث وبے کار ہے) اور کھیل کرتے ہو۔

بعضوں نے کہا کہ وُہ لوگ راستوں پر اور بلندیوں پر مینارے بناتے اور اُس پر بیٹھتے تاکہ جو کوئی اُدھر سے گزرے اُس سے مذاق ومسخرہ پن کریں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ کبوتروں کے واسطے بے فائدہ اپنی تفریح کے لیئے بُرجیاں بناتے تھے اور قصرِ بلند اور مستحکم عمارتیں تیار کرتے تھے کہ شاید ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ جب کسی پر ہاتھ بڑھاتے تھے تو نہایت ظلم وسختی کے ساتھ۔ لہذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اُس سے ڈرو جس نے کہ تمہاری مدد یعنی اعانت کی ہے اس چیز سے جو تم جانتے ہو یا وُہ نعمتیں پیاپے تمہارے لیئے بھیجی ہیں جن کو تم جانتے ہو کہ اس نے چہار پایوں اور اولادوں اور باغوں اور چشموں کے ذریعہ سے تمہاری امداد کی ہے۔ میں تمہارے لیئے ایک بڑے عذاب کے روز سے ڈرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے لیئے برابر ہے

چاہے تم نصیحت کرو یا نہ کرو۔ اور جو کچھ تم کہتے ہو سوائے جھُوٹ کے کچھ نہیں ہے جیسا کہ تم سے پہلے پیغمبروں نے کہا اور ہم لوگ سزاوارِ عذاب نہیں ہیں۔ اور ہود علیہ السّلام کو جھُوٹ کے ساتھ متہم کرکے چھوڑ دیا۔ لہذا ہم نے ان لوگوں کو ہلاک کردیا۔ (آیت ۱۲۳ تا ۱۳۹ سورۃ شعرا پ ۱۹)

اور دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اے محمدؐ تمہاری بات سے تمہاری قوم اگر روگردانی کرے تو کہہ دو کہ ہم تم کو عاد و ثمود کی طرح عذاب اور صاعقہ سے ڈراتے ہیں جس وقت کہ اُن کے پاس پیغمبرانِ خدا اُن کے سامنے اور پیچھے سے آئے اور کہا کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ تو وُہ لوگ کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو کوئی اپنا فرشتہ بھیجتا۔ ہم لوگ تو اُس بات کو نہیں مانتے جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو۔ اور عاد کی قوم نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور کہنے لگے کہ کس کی طاقت ہم سے زیادہ ہوگی۔ کیا نہیں جانتے تھے کہ جس خدا نے اُن کو خلق کیا ہے اُس کی قوت اُن سے بہت زیادہ ہے۔ وُہ لوگ ہماری نشانیوں سے انکار کرتے تھے لہذا ہم نے اُن پر سخت وسرد ہوا چند نحس دنوں میں بھیجی تاکہ ان کو دُنیا کی زندگی میں خوار کرنے والا عذاب دکھائیں پھر آخرت میں بھی ذلیل کرنے والا عذاب ہے اور اُن لوگوں کی مدد نہ کی جائے گی۔ (آیت ۱۵ تا ۱۶ سورۃ حم سجدہ پ ۲۴)

دُوسری جگہ فرمایا ہے کہ یاد کرو برادرِ عاد کو جس وقت کہ اس نے اپنی قوم کو ڈرایا جو کہ احقاف میں رہتے تھے حالانکہ اس سے پہلے ڈرانے والے اُن کے آگے پیچھے سے گذر چکے تھے (اس نے کہا) یہ کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو اس لیئے کہ میں تمہارے لیئے ایک سخت روز کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا تم ہم لوگوں کو ہمارے خداؤں سے بہکانے آئے ہو (اچھا تو) ہمارے لیئے جس عذاب کا وعدہ کرتے ہو اگر تم سچے ہو تو لاؤ۔ اس نے کہا عذاب کے آنے کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے۔ میں تو جن احکام کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اُس سے تم کو ڈراتا ہوں۔ لیکن میں تم میں سے ایک گروہ کو حماقت کرنے والا اور نادان پاتا ہوں۔ پھر جب ان لوگوں نے عذاب کو دیکھا کہ ایک مستقل ابر اُن کی وادیوں پر گھرا تھا تو کہنے لگے کہ یہ ہم پر برسنے والا بادل ہے۔ ہودؑ نے کہا کہ یہ وُہ چیز ہے جس (کے طلب کرنے) میں تم نے تعجیل کی۔ یہ ایک ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے جو ہر اُس چیز کو فنا کردے گی جس پر اپنے پروردگار کے حکم سے چلے گی۔ اس کے بعد اُن لوگوں نے اس حال میں صبح کی کہ اُن کے مکانات کے سوا کچھ نہیں دکھائی دیتا تھا۔ ہم گنہگاروں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں (آیت ۲۱ تا ۲۵ سورۃ الاحکاف پ ۲۶) اہلِ تفسیر نے ذکر کیا ہے کہ ہودؑ نے ایک احاطہ بنایا تھا۔ جس میں آپؑ اور وُہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے پناہ گزین ہوگئے تھے وُہ ہوا اُن لوگوں

تک نہیں پہنچتی تھی مگر اسی قدر کہ ان کی فرحت کا سبب ہو۔ اور قوم عاد کو اُٹھا کر اس قدر بلند کرتی تھی کہ وُہ ایک ٹڈی کے مانند معلوم ہوتے تھے اور پھر ان کو سر کے بل پہاڑوں پر پٹکتی تھی جس سے ان کی ہڈیاں چُور چُور ہو جاتی تھیں۔ اس کو روکنے کے لیئے ان لوگوں نے عمارتیں اور مضبُوط دیواریں بنائی تھیں۔ جب ان میں وُہ لوگ داخل ہوتے تھے ان کے پیچھے ہوا بھی داخل ہوتی تھی اور اُن کو باہر نکال کر اُڑا لے جاتی تھی۔

فصل دوم } شدید اور شداد اور ارم ذات العماد کا بیان :-

ابن بابویہ اور شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص عبداللہ بن قلابہ نامی اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا جو گم ہو گیا تھا۔ وُہ اس کو عدن کے جنگلوں اور بیابانوں میں تلاش کرتا پھرتا تھا۔ انہی بیابانوں میں اس کو ایک شہر نظر آیا جس کے گرد ایک حصار تھا۔ چاروں طرف بہت سے قصر اور بے شمار علم بلند تھے۔ اور قریب پہنچا۔ سمجھا کہ اس میں آبادی ہوگی۔ وہاں وُہ اپنے اُونٹ کے بارے میں معلوم کرے گا۔ لیکن کسی کو اُس شہر میں داخل ہوتے ہوئے نہ دیکھا تو شہر سے باہر آیا اور اپنے ناقہ سے اُتر کر اس کو ایک طرف باندھ دیا اور اپنی تلوار نیام سے نکال کر شہر کے دروازہ سے داخل ہُوا۔ اُس کو دو بڑے دروازے اور نظر آئے جس سے بڑے اور اُونچے دنیا میں کسی نے نہ دیکھے ہوں گے۔ اُن دروازوں کی لکڑیاں نہایت خوشبودار اور یاقوت زرد و سُرخ سے مرصع تھیں جن کی روشنی سے تمام مکانات روشن تھے۔ یہ دیکھ کر وُہ نہایت متعجب ہُوا۔ پھر اُس نے ایک دروازہ کھولا اور اندر داخل ہُوا اس میں بھی ایک شہر دیکھا جو بے مثل و بے نظیر تھا۔ اس میں ایسے قصر نظر آئے جن کے ستون زبرجد اور یاقوت سُرخ سے بنائے گئے تھے۔ ہر قصر کے اُوپر کھڑکیاں تھیں اور ہر کھڑکی کے اُوپر ایک دُوسری کھڑکی تھی۔ وُہ سب سونے، چاندی، مروارید، یاقوت اور زبرجد سے بنی ہوئی تھیں۔ اُن قصروں کے دروازے بھی شہر کے دروازوں کے مانند تھے جن کی لکڑیاں نہایت خوشبودار اور یاقوت سے مرصع تھیں۔ ان قصروں کے فرش مروارید اور مشک و زعفران کے غلولوں سے بنے ہُوئے تھے۔ اس نے ان عمارتوں کو جب دیکھا اور کسی کو وہاں نہ پایا تو خوف زدہ ہُوا ان قصروں کے چاروں طرف کیاریاں تھیں جن میں درخت لگے ہوئے تھے اور اُن میں پھل لٹک رہے تھے ان کے نیچے نہریں جاری تھیں۔ اس نے گمان کیا کہ شاید وہی بہشت ہے جس کا خدا نے نیکوں کے لیئے وعدہ کیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ دُنیا ہی میں اُس نے مجھے بہشت میں داخل کیا۔ پھر اس نے ان مروارید، مشک اور زعفران کے غلولوں سے جس قدر کہ لے سکتا تھا لے لیا لیکن زبرجد و یاقوت کا کوئی دانہ نہ اُکھاڑ سکا۔

اور باہر آیا اور اپنے ناقہ پر سوار ہو کر جس راہ سے آیا تھا واپس ہو کر یمن میں پہنچا۔ وہاں ان مروارید، زعفران و مشک کی گولیوں کو دکھایا اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا اور ان موتیوں کو فروخت کیا جو کہ امتدادِ زمانہ کے سبب زرد و متغیر ہو گئے تھے۔ یہ خبر مشہور ہُوئی اور معاویہ تک پہنچی تو اس نے والیٔ صنعا کے پاس قاصد بھیجا کہ اس شخص کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ وُہ شخص معاویہ کے پاس آیا۔ اُس نے اس کو تنہائی میں بُلا کر حالات دریافت کیئے اُس نے معاویہ سے کل واقعہ بیان کیا۔ معاویہ نے کعب الاحبار کو بُلا کر پُوچھا کیا تو نے سُنا یا کتابوں میں دیکھا ہے کہ دُنیا میں کوئی ایسا شہر ہے جو سونے اور چاندی سے بنایا گیا ہے جس کے ستون اور کھمبے یاقوت اور زبرجد کے ہیں اور اس کے قصر کھڑکیاں اور فرش مروارید کے ہیں اور اس کی کیاریوں میں درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ کعب نے کہا ہاں۔ اس شہر کو عاد کے بیٹے شداد نے تعمیر کیا تھا۔ وہی ارم ذات العماد ہے جس کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے۔ اور اس کی تعریف میں فرمایا ہے لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ۔ یعنی شہروں میں اس کا مثل نہیں خلق ہوا ہے۔" معاویہ نے کہا کہ اُس کا حال مجھ سے بیان کر۔ کعب نے کہا کہ قوم عاد کے علاوہ ایک شخص عاد اولیٰ تھا اُس کے دو پسر تھے۔ ایک کا نام شدید دُوسرے کا شداد تھا۔ جب عاد مر گیا تو اس کے یہ دونوں بیٹے بادشاہ ہُوئے اور شدّت کے ساتھ غلبہ حاصل کیا یہاں تک کہ اہلِ مشرق و مغرب سب نے اُن کی اطاعت کی۔ شدید پہلے مر گیا اور شداد بلا نزاع تمام دُنیا کی بادشاہی میں مستقل ہُوا۔ وُہ کتابوں کے پڑھنے میں نہایت حریص تھا۔ جب وُہ بہشت کا ذکر سُنتا تھا کہ اُس میں یاقوت و زبرجد و مروارید کی عمارتیں ہیں تو چاہتا تھا کہ دُنیا میں بھی اُس کے مثل خدا کے مقابلہ میں ایک بہشت بنائے۔ غرض سو آدمیوں کو اُس بہشت کے بنانے پر مامور کیا اور اُن میں سے ہر ایک کی مدد کو ہزار ہزار آدمی مقرر کئے اور کہا کہ جا کر ایک بہت بہتر اور تمام بیابانوں سے کشادہ میدان تلاش کرو اور اُس میں میرے لیئے ایک شہر سونے چاندی یاقوت و زبرجد اور مروارید کا تیار کرو اُس کے ستون زبرجد کے بناؤ اُس میں قصر تیار کرو اور اُن قصروں پر کھڑکیاں بناؤ اور اُن کھڑکیوں پر بھی کھڑکیاں تیار کرو۔ اُن قصروں کے نیچے مختلف میوؤں کے درخت لگاؤ اور نہریں جاری کرو جیسا کہ میں نے کتابوں میں بہشت کے اوصاف دیکھے ہیں چاہتا ہوں کہ اُسی کے مثل دُنیا میں ایک شہر تعمیر کروں اُن لوگوں نے کہا کہ اس قدر جواہرات اور سونا چاندی کہاں سے آئے گا کہ ایسا شہر تعمیر کریں۔ شداد نے کہا کہ شاید تم لوگ نہیں جانتے کہ دُنیا کے تمام مُمالک میرے قبضہ میں ہیں۔ ان لوگوں نے کہا ہاں جانتے ہیں۔ اس نے کہا کہ سونے چاندی اور جواہرات کے کانوں پر ایک ایک گروہ کو موکل کرو تاکہ جس قدر تم کو